

کتاب الصائم  
رُكُن دین

حصّہ سوم

مؤلف

علاء الدین محمد بن محمد محمود حسنی

ناشر

سید صفدر علی ہیکتہ رکن الاسلام ہیکتہ آباد

موضع رقم

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۲۸۸	رجب کے روزہ کا حکم	۱۴۱		عاشورہ کے دن عہد پر وسعت	۱۴۹
۲۹۰	ماہ رجب کے روزہ کا ثواب	۱۴۱	۲۶۹	فراخی رزق کا مجرب عمل ہے	
۲۹۱	ستائیسویں رجب کے روزہ کا ثواب	۱۴۲	۲۷۲	تمام محرم کے روزے اور انکی فضیلت	۱۵۰
	حکام اور سلاطین کے غضب و ظالموں کے	۱۴۳	۲۷۳	عمل برائے تقویت قلب و دفع خلیج ہول	۱۵۱
۲۹۱	شر سے محفوظ رہنے کیلئے مجرب عمل		۲۷۵	عدوی	۱۵۲
۲۹۳	ماہ شعبان	۱۴۴	۲۷۶	طیرہ	۱۵۳
۲۹۴	شعبان کے روزوں کی فضیلت بیان	۱۴۵	۲۷۷	لامہ	۱۵۴
	پندرہویں شعبان کے روزہ اور اس کے	۱۴۶	۲۷۷	صفر	۱۵۵
۲۹۶	کے قیام کی ترغیب		۲۷۸	آخری چہار شنبہ کا ذکر	۱۵۶
۲۹۸	شب برات کی وجہ تسمیہ	۱۴۷	۲۷۹	مکافوں سے اثر جنات دور کرنے کا عمل	۱۵۷
	پندرہویں شعبان کو شب میں آنحضرت	۱۴۸	۲۸۰	ربیع الاول	۱۵۸
۲۹۹	صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان میں شرفیلا			بکرت بھل آنے اور کھیت سے آفات	۱۵۹
۳۰۰	شب برات اور بخشش کی کثرت	۱۴۹	۲۸۲	دور کرنے کے لئے مجرب عمل	
۳۰۱	رشتہ کے قطع کر نیوالے کی بخشش نہیں	۱۸۰	۲۸۲	ربیع الآخر	۱۶۰
۳۰۲	حد سے زیادہ کپڑے لٹکانے والے کی بخشش نہیں	۱۸۱	۲۸۳	حفاظت اطفال کے لئے مجرب عمل	۱۶۱
۳۰۳	عاق کی بخشش نہیں	۱۸۲	۲۸۳	جمادی الاول	۱۶۲
۳۰۵	جو شراب پیئے گا عادی، اسکی بخشش نہیں	۱۸۳	۲۸۳	بچہ کی تربیت و نشوونما کیلئے مجرب عمل	۱۶۳
۳۰۵	جادو گر کی بخشش نہیں	۱۸۴	۲۸۵	حفاظت حمل کے لئے مجرب عمل	۱۶۵
۳۰۶	کاپن کی بخشش نہیں	۱۸۵	۲۸۵	طالب اولاد ترمیم کیلئے مجرب عمل	۱۶۶
۳۰۶	جانی کی بخشش نہیں	۱۸۶	۲۸۶	جمادی الآخر	۱۶۷
۳۰۶	ظالموں کے بے گار کی بخشش نہیں	۱۸۷		چھک و طاعون اور جانوروں کی بیماری	۱۶۸
۳۰۷	اہل کینڈ و لغض کی بخشش نہیں	۱۸۸	۲۸۷	مخمل اور وبا سے حفاظت کیلئے مجرب عمل	
۳۱۱	شعبان کی پندرہویں شب کو کیا کیا	۱۸۹	۲۸۷	رجب	۱۶۹

صفحہ	عنوانات	نمبر شمار	صفحہ	عنوانات	نمبر شمار
۲۲۸	دنوں کے روزہ کے بیان میں	۲۱۴	۲۱۳	پھر دوسرے سجدے میں یہ پڑھے	۱۹۰
۲۲۹	زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جو اعمال	۲۱۵		سخت دل کو نرم اور بغض دور کر کے	۱۹۱
۲۳۱	یو اسیر کا جو ب عمل	۲۱۶	۲۱۶	محبت پیدا کرنے کیلئے جو ب عمل	
۲۳۱	جو اولاد بالکل محروم ہیں ان کیلئے جو ب عمل	۲۱۷	۲۱۷	مغنی امور پر اطلاع	۱۹۲
۲۳۲	کسی کام سے روگردانی اور انکار کرنے والوں کیلئے	۲۱۸	۲۱۷	فضائل پیدا کرنے اور فضائل دور کرنے کیلئے جو ب عمل	۱۹۳
۲۳۵	تباہی دشمن کیلئے جو ب عمل	۲۱۹	۲۱۸	رمضان	۱۹۴
۲۳۶	میدان مقابلہ میں غلبہ کیلئے جو ب عمل	۲۲۰	۲۱۹	کشف مشکلات کیلئے جو ب عمل	۱۹۵
۲۳۷	قضاے حاجت	۲۲۱	۲۲۰	وسعت رزق کیلئے جو ب عمل	۱۹۶
۲۳۷	رام کردن محبوب	۲۲۲	۲۲۰	تسخیر حکام کے لئے جو ب عمل	۱۹۷
۲۳۷	حل مشکل	۲۲۳	۲۲۱	جماعت فساق کی تفریق کا جو ب عمل	۱۹۸
۲۳۹	مغنی امور اور خزانہ کا انکشاف	۲۲۴	۲۲۱	شوال	۱۹۹
۲۳۹	حاکم کی ہر باقی کے لئے	۲۲۵	۲۲۵	مفرور اور چور کیلئے جو ب عمل	۲۰۰
۲۴۰	قبولیت دعا و حاجت	۲۲۶	۲۲۵	مال مسروقہ برآمد کرنے کیلئے جو ب عمل	۲۰۱
۲۴۰	جذب قلوب کے لئے	۲۲۷	۲۲۶	ذوالفقہ	۲۰۲
۲۴۰	پوروں اور ڈاکوؤں کی حفاظت کا جو ب عمل	۲۲۸	۲۲۸	قیدی کی خلاصی کیلئے جو ب عمل	۲۰۳
۲۴۱	حاجت تعلق کے ازالہ کیلئے جو ب عمل	۲۲۹	۲۲۸	ذوالحجہ	۲۰۴
۲۴۳	قضاے حاجت	۲۳۰	۲۲۹	عشرہ ذی الحجہ کے فضائل	۲۰۵
۲۴۳	زبان بندی	۲۳۱	۲۳۱	عرفہ کا روزہ مقبول ہے	۲۰۶
۲۴۴	جمرات	۲۳۲	۲۳۱	عرفہ کے روزہ کا ثواب	۲۰۷
۲۴۵	پھلوں کی کثرت کے لئے جو ب عمل	۲۳۳	۲۳۱	عرفات میں عرفہ کے روزہ کا حکم	۲۰۸
۲۴۵	مزدور معطل کے لئے جو ب عمل	۲۳۴	۲۳۲	آخر ماہ ذی الحجہ کے روزہ کا ثواب	۲۰۹
۲۴۶	جلد شادی ہو	۲۳۵	۲۳۳	غلاموں میں برکت و سلامتی کیلئے جو ب عمل	۲۱۰
۲۴۶	حاکم و غیرہ سے حاجت کیلئے جو ب عمل	۲۳۶	۲۳۳	پریشان خواہوں کے لئے جو ب عمل	۲۱۱
۲۴۷	حکمی و تشریحی روزوں کے بیان میں	۲۳۷	۲۳۵	ثواب احوال و مقاصد کی طرف	۲۱۲
		۲۳۷	۲۳۷	تعبیر خواب کے وقت کی دعا	۲۱۳

کتاب الصیام  
رکن دین

حصہ سوم

جس میں روزہ کی خوبیاں، رمضان المبارک اور دوسرے  
پہینے اور دنوں کے روزوں کے فضائل اور مسائل نیز روزہ  
کے ساتھ مشروط تیر بہ دون عملیات مع دیگر محسرات درج ہیں۔

تالیف

الحاج حضرت مولانا مفتی محمد مصباح

خلف رشید

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفين الحاج حضرت  
مولانا رکن الدین صاحب الوری نقشبندی

قادیانی ہشتی، مجتہدوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف رسالہ

رکن دین

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله  
عنهما الظلام والصلوة والسلام على محمد الذي هو سيد الكون  
وعلى آله الكرام وأصحابه العظام

احقر محمد محمود عرض پر داز ہے کہ رسالہ رکن دین اپنی مقبولیت اور ہمہ گیر  
شہرت میں محتاج تعارف نہیں اس کو مرشدی مولائی زبیرہ الواسطین قدوة  
السائلین عارف باللہ حضرت مولانا رکن الدین صاحب الوری نور اللہ مرقدہ نے  
تالیف فرمایا جو احقر کے والد ماجد بھی ہیں اور مرشد طریقت بھی۔ رکن نماز اور اس  
کے متعلقات وضو غسل طہارت کے مسائل اور کچھ بحرب اور ادب و طالیف میں یہ  
اردو زبان کا وہ نسیب سے پہلا واحد رسالہ ہے جو سوال و جواب کے عام  
فہم طرز میں شائع ہو کر قبولیت نامہ کے ساتھ منظر عام پر آیا۔ حضرت کے زمانہ  
حیات ہی میں بار بار بکرات مرات اس کی طباعت ہوئی پھر بھی اس کی مانگ  
اور طلب ختم نہ ہوئی تو حضرت نے محسوس فرمایا کہ عوام میں مسائل کی طلب اور  
تشنگی کس شدت کے ساتھ پائی جاتی ہے ضرورت ہے کہ زکوٰۃ، روزہ، حج  
کے مسائل بھی سوال جواب ہی کے عام فہم طریق پر لکھ کر شائع کئے جائیں تاکہ  
صحیح مسائل سے واقفیت کی بنا پر دیگر ارکان اسلام کی ادائیگی میں بھی لوگوں  
کو کوئی غلطی واقع نہ ہو احقر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس ضرورت کو تم پورا کرو  
فقیر اب ضعیف ہو چکا ہے ضعف پیری کے سبب نہ اب کتابوں کے دیکھنے

کی ہمت ہے نہ لکھنے کی قوت۔ حضرت کا شمار نہ صرف علما و کرام ہی میں تھا بلکہ  
 آپ عارفین واصلین اور اولیاء کاملین میں سوتھے اولیاء کرام کی توجہ آخری  
 عمر میں بالکل دنیا سے اٹھ جاتی ہے۔ یاد الہی میں استغراق بڑھ جاتا ہے یوں تو  
 تمام عمر حضرت کی ذکر مراتبہ رشد و ہدایت اشاعت اسلام میں صرف ہوئی مگر  
 عمر کے پچھلے اور آخری حصہ میں شدت کے ساتھ شوق بقارب کا غلبہ رہنے لگا  
 حتیٰ کہ ۱۰۰۰ھ شہری ماہ شوال المکرم کی بیسویں تاریخ گزرنے کے بعد اکیسویں  
 شب کو بوقت تہجد محبوب حقیقی کے اشتیاق میں اللہ العلیٰ الاعلیٰ کہتے  
 ہوئے حضرت نے وصال فرمایا انا لله وانا الیہ راجعون حضرت کے وصال  
 کے بعد سے ایسے عواقب اور مواعظ پیش آگئے کہ تالیف و تصنیف کا کام شروع  
 نہ کر سکا انقلاب حکومت نے ترک وطن پر مجبور کر دیا پاکستان میں پہنچ کر  
 حیدرآباد سندھ میں قیام کیا یہاں ... اگر وطن کی طرح تفسیر قرآن کے بیان کا  
 سلسلہ جاری کرو یا تو اب خیال آیا کہ جو مضامین کہ عرب کو سامعین کے سامنے  
 بیان کئے جاتے ہیں اگر ان فوائد کو قید تحریر میں لے آیا جائے تو ایک مستقل کتاب  
 تفسیر قرآن کی شکل میں تیار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ تفسیر لکھنے کا کام شروع کر دیا  
 تھا مگر بعض اجباب نے فرمایا کہ یہ کام ایک طویل مدت چاہتا ہے اول  
 حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت کے مطابق رسالہ رکن دین کے باقی  
 حصص مکمل کر دیے جائیں لہذا تفسیر کے کام کو دوسرے وقت پر ملتوی کیا گیا  
 دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی درجہ تامیت تک پہنچا کر اب ماہ رمضان شریف  
 آچکا تھا تو تو کلاً علی اللہ سب سے پہلے روزہ کے مسائل پر قلم اٹھایا اول  
 روزہ کے فضائل اور فوائد لکھے گئے پھر ایک مستقل باب تمام فرض روزوں  
 کے بیان کے لئے معین کیا گیا دوسرا واجب روزوں کے لئے اور تیسرا

تمام نفل روزوں کے لئے مقرر کیا جس میں تمام مہینوں اور دنوں کے روزے  
 بھی درج ہیں۔ احقر نے اپنی دانست میں اقسام روزہ میں سے کوئی روزہ بھی باقی  
 نہیں چھوڑا جس کے بیان اور ذکر سے اس کتاب کو نیت نہ دی ہو حتیٰ کہ اور ادو  
 اعمال جو روزوں کے ساتھ مقید ہیں ان روزوں کو بھی بحرب اعمال کے ساتھ  
 درج کر دیا گیا ہے آخر میں وہ تمام نیک کام بھی تلاش بحسب بسیار کے بعد  
 جمع کروئے گئے ہیں کہ جن کے کرنے میں روزوں کا اجر و ثواب مرتب ہوتا ہے  
 ان حکمی روزوں کو بھی اسی کتاب میں انشاء اللہ آپ ایک جگہ پائیں گے اس کے  
 ضمن میں اور بہت سے فوائد اور تحقیقات بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ بہر حال  
 اس کتاب کے لکھنے میں جو محنت اور سعی احقر نے کی ہے حق تعالیٰ اس کو مقبول  
 اور مشکور فرما کر زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے نفع پہنچائے جو صاحب  
 بھی اس کتاب پر عمل کریں وہ احقر کو بھی دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں اور حضرت جبرائیل  
 قبیلہ کو بھی دعائیں یاد فرمائیں کہ جن کی کتاب رکن دین کے سلسلہ میں یہ کتاب  
 لکھی جا رہی ہے۔ اس کتاب کے لکھنے کے وقت احقر کے پیش نظر حسب ذیل  
 کتابیں رہیں تفسیر کبیر تفسیر خازن تفسیر عزیزی صحیح بخاری صحیح مسلم ابن ماجہ۔  
 مشکوٰۃ مرقات۔ لمعات اشعة اللغات۔ ہدایۃ القادیر۔ کفایہ غنایہ۔ تنویر الابصار  
 در مختار رد المحتار۔ فتاویٰ عالمگیری فتاویٰ قاضی خاں۔ بحر الرائق۔ نور الابصار  
 مراۃ الفلاح۔ طحاوی۔ شرح شرعۃ الاسلام شرح عین العلم وزین المحکم  
 لطائف المعارف۔ اذکار نووی۔ حصن حصین۔ عمل الیوم واللیلہ لابن السنی  
 الدر الثظیم بحربات و میربی۔ حیات الصائمین قلمی۔ حرز الامان قلمی۔ ملاد واعظ حسین کاشفی۔  
 ما ثبت بانسند یہ ہیں وہ کتابیں جن سے احقر نے خوش بینی کی ہے۔  
 ان کے نام لکھ دے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو صحت یا زیادہ تحقیق مطلوب

ہو تو اصل کتابوں کو ملاحظہ فرمائیں احقر شرہے خطا اور غلطی کا امکان  
 ہے ایسے صحت و تحقیق کے لئے اصل کتابوں کے نام بھی لکھ دئے گئے  
 ہیں۔ بہر حال رسالہ رکن دین کے طریق پر بطرز سوال و جواب اور ادو وظائف  
 کے ساتھ یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مقبول فرمائے۔

ہمنا اشاع مستعینا باللہ وهو حسبی ونعم الوکیل

---



سوال۔ کیا روزہ بھی دین اسلام کے ارکان میں سے کوئی رکن ہے  
 جواب۔ جی ہاں دین اسلام کے ارکان میں سے ایک بہت بڑا رکن دین ہے  
 اس سے نفس امارہ جو بدی کا حکم دینے والا ہے مقہور اور زیر ہوتا ہے یہ ابرار  
 اور مقربین کی عبادت اور ریاضت ہے اس کے ذریعہ نیکی اور حسنات کی ملکی قوت پیدا  
 ہوتی ہے خدا کا قرب اور وصل حاصل ہوتا ہے نہ کھانا نہ پینا یہ اللہ کی صفت ہے  
 پس روزہ دار اللہ تعالیٰ کی صفت سے قرب حاصل کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ  
 کی ہر صفت سے متخلق ہونے والا قرب حاصل کرتا ہے۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام  
 کو ارشاد ہوتا ہے کہ اے ابراہیم میں علم ہوں اور ہر علم کو دوست رکھتا ہوں  
 یعنی علم میری صفت ہے اور جو میری صفت پر ہے میرا محبوب ہے روزہ بان  
 منور کرتا ہے اور حضور مع اللہ کے لئے قلب کو فارغ کرتا ہے عفت بخشتا ہے اور  
 عبادت میں خلوت اور لذت پیدا کرتا ہے اس کے علاوہ روزہ میں اور بہت  
 سے فوائد ہیں۔

سوال۔ آپ تو یہ فرماتے ہیں کہ روزہ میں بہت سے فوائد ہیں اور بعض لوگ  
 معاذ اللہ یہ کہتے ہیں کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانے کو نہ ہو گویا ان کے نزدیک  
 سوائے فاقہ کے کوئی فائدہ نہیں۔

جواب۔ یہ کہنا کہ روزہ وہ رکھے کہ جس کے یہاں کھانے کو نہ ہو یہ کلمہ کفریہ ہے۔  
 ایسے کہنے والے پر لازم ہے کہ توبہ کر کے تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے یہ  
 احکام الہی سے استہزا اور مذاق ہے ایسا کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اس کی کوئی  
 عبادت مقبول نہیں جب تک کہ توبہ نہ کرے خوب غور سے سنو کہ روزہ میں

جسمانی اور روحانی اور بے شمار اخلاقی اور ایمانی فوائد ہیں۔ خدائے تعالیٰ کا کرم اور احسان ہے کہ اس نے روزہ مقرر کر کے ہم کو ان فوائد سے شمع ہونے کا موقع دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چوپایوں کی طرح نہیں چھوڑا کہ وہ چرنے اور کھانے میں مشغول رہیں ان کے کھانے پینے کو تحت حکم رکھا جو اس کے خلاف کرنے ہیں ریل ہو اصل سبب (بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ بدتر ہیں کہ وہ اپنی اعتدال کو بھی ضائع کر رہے ہیں جو بہائم صفت ہیں وہ اپنا مقصد زندگی جانوروں کی طرح کھانے پینے کو سمجھتے ہیں ریا کلون کما تا کل الانعام) مگر جانوروں سے مواخذہ نہیں ہوگا اور انسان پر حرام میں عذاب ہے اور مکروہ میں عتاب فضول اور حلال میں طول حساب یہ کافر کا نشان ہے جو حلال اور حرام کی تمیز اٹھا کر پورے حرص کے ساتھ جانوروں کی طرح کھاتا ہے والذین کفروا یتمعون ویاکلون کما تاکل الانعام) البتہ مسلمان کھانے پینے میں بھی خدا کا حکوم ہے اسی عبادت کا اظہار روزہ کے ذریعہ ہوتا ہے وہی لوگ شرہ حرص سے پاک ہیں جو لوگ مثل بہائم ہیں ان پر روزہ کا حکم شاق ہے نہ ایمان والوں پر۔ روزہ وہ عبادت ہے جس کو انبیاء کرام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سید محبوب رکھا۔

## روزہ اور جسمانی صحت اور دیگر فوائد

سوال۔ کیا روزہ میں علاوہ دیگر فوائد کے جسمانی صحت اور عافیت بھی ہے  
جواب۔ روزہ جسمانی صحت و عافیت کی حفاظت کے لئے عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اکثر بیماریاں کھانے پینے کی کثرت سے پیدا ہوتی ہیں جب سے کہ کھانا پینا زیادہ ہو گیا ہے اور کھانے کی اتنی حرص بڑھ گئی کہ لوگ رمضان شریف کے روزہ تک بھی کھا جاتے ہیں تو بیماریاں بھی زیادہ بڑھ گئیں۔ کھانے پینے سے

جو فضیلتِ ردیہ بدن میں پیدا ہوتے ہیں جن سے طرح طرح کی بیماریاں ظاہر ہوتی ہیں۔ روزہ ان اخلاطِ فاسدہ اور موادِ ردیہ کو تحلیل کرتا ہے اور تزکیہ کر کے بدن انسانی کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے (یکل شی نہ کوۃ و نہ کوۃ بجد الصو) اس حدیث میں اسی بدنی صحت و عافیت کی طرف اشارہ ہے نیز زکوٰۃ مالی کی طرح یہ زکوٰۃ بدنی بھی موجب اجر ہے۔ محمد بن یحییٰ نے چھ باتوں کا سوال چھ مقام پر کیا ہر جگہ سے ایک ہی جواب ملا۔ (۱) اطباء سے سوال کیا کہ ایسی چیز تبتلاؤ کہ جس میں بدن کی شفا اور صحت کی حفاظت کے لئے بہترین ضمانت ہو انہوں نے کہا وہ کم کھانا اور بھوک ہے (۲) علماء سے پوچھا حافظہ کی قوت اور یادداشت کے لئے سب سے بہتر چیز تبتلاؤ جس سے علوم و فنون محفوظ رہ سکیں فرمایا وہ کم کھانا اور بھوک ہے (۳) زاہدوں سے سوال کیا کہ دنیا کی لذت سے بے رغبتی پر مدد کس چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا وہ کم کھانا اور بھوک ہے (۴) حکماء اور عقلا سے پوچھا کہ جو چیز عقل و فہم کو زیادہ کرے وہ شے کونسی ہے فرمایا کم کھانا اور بھوک ہے (۵) عابدوں سے پوچھا کہ عبادت کی طرف انسان کو مائل کرنے والی چیز کیا ہے۔ فرمایا کم کھانا اور بھوک ہے۔ (۶) سلاطین اور بادشاہوں سے پوچھا کہ وہ عمدہ اور بہتر شے کیا ہے جو کھانے کو لذت سے لذیذ تر بنا دے کہا وہ کم کھانا اور بھوک ہے۔ یہ جملہ فوائد سنکر ابن یحییٰ نے فیصلہ کیا کہ اس بھوک و پیاس کو روزہ جیسی محبوب عبادت کی شکل میں کیوں نہ اختیار کیا جائے تاکہ مذکورہ بالا فوائد کے ساتھ ثواب عبادت بھی حاصل ہو چنانچہ اسی دن سے محمد بن یحییٰ ہمیشہ روزہ رکھنے لگے اور صائم الدہر ہو گئے۔ اکثر آنحضرت نے بھوک میں رہنا پسند کیا حتیٰ کہ سکم مبارک پر پھر تک باندھو بھوک بڑی دولت ہے روزہ کی روح ہی بھوک ہے تفسیر روح البیان میں ہے

کہ بھوک سے رویت الہی کی سعادت بھی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا (تجوع ثرائی) بھوکے رہو ہم کو دیکھو گے۔

## روزہ اور روحانی قوت و دیگر فوائد

سوال۔ کیا روزہ میں روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

جواب۔ جی ہاں اس سے روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے کھانا بھی عجیب چیز ہے جس کے اخذ میں ہی غذا تو ترک میں بھی غذا۔ کھاؤ تو جسم کی غذا ترک کرو۔ تو روح کی غذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صوم وصال رکھ کر کئی کئی دن تک مسلسل غذا ترک فرماتے اور ظاہر فرماتے کہ طِعْمَتِي سَرَابِي وَبَيْتِي كَمِيرَا رب مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اس میں اشارہ اسی روحانی قوت اور غذا کی طرف ہے جو ترک غذا میں خدا کی طرف سے حاصل ہوتی تھی اس سے وہ اصل روحانی قوت حاصل ہوتی ہے جو مصدر کرامات اور سرچشمہ خوارق عادات ہے بادی غذا سے پر ہونے والوں کی روح بوجھل ہو کر ضعیف ہو جاتی ہے عالم لاہوت میں پرواز کی قوت نہیں رہتی اقبال نے کیا خوب کہا ہے

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اول مجاہدہ میں ترک غذا سے بھوکو ضعیف لاحق ہوا پھر بے حد قوت حاصل ہوئی۔ لہذا روزہ انسان میں غیر معمولی روحانی طاقت اور قوت پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ روزہ علاقہ بدنی کی کشافتوں سے روح کو پاک کر کے روح کو لطیف کرتا ہے۔ لطافت جتنی زیادہ ہوگی قوت بھی زیادہ ہوگی پس روزہ میں لطافت بھی ہے اور روحانی غذا بھی ہے کشف و

کرامات عروج لامکاں بھی ہے۔

## روزہ اور اخلاقی فوائد

سوال۔ روزہ کے اخلاقی فوائد پر بھی روشنی ڈالیں؟

جواب۔ شیطنیت بہمیت اور سبعیت کے غلبہ سے انسان سے ایسے ایسے انسانیت سوز افعال و حرکات سرزد ہوتے ہیں کہ انسانیت بھی چیخ اٹھتی ہے ان سب بد اعمالیوں کا علاج بھی روزہ میں ہے بدی کے غلبہ اور زور کو بھی روزہ ہی توڑتا ہے کیونکہ روزہ کا مقصد شیطنیت بہمیت اور سبعیت کی شدت اور پیمانہ کو فرو کر کے ملکیت کو غلبہ دینا ہے۔

یہ مقصد بھی بھوک سے ہی حاصل ہوتا ہے جس طرح کسی سرکش ہاتھی یا حیوان کو بھوکا رکھ کر رام اور منتقا دیکھا جاتا ہے اسی طرح انسان کی سرکش قوتوں کو بھی ترک طعام و شراب سے کمزور کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کا منتقاد اور مطیع بنایا جاتا ہے حقیقت میں روزہ انسانیت پیدا کر کے انسان کو انسان بناتا ہے جس قدر قسارت قلبی ہے کہ غرباء اور ان کے بچے بھوک میں تڑپ رہے ہوں مگر پیٹ بھرے لوگ اپنا پیسہ لہو و لوب اور سیر و تاشے پر تو خرچ کر دیتے ہیں مگر غرباء پر نہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ کبھی بھوک کے رہے ہوتے تو بھوک سے تڑپنے والوں کا درد ہوتا۔ اسلام نے روزہ کا حکم دیا کہ اسرا بھی بھوک کا مزہ چکھیں۔ قوم کی بھوک کی تکلیف کا احساس کر کے ان کی بے روزگاری دور کرنے کے لئے کارخانے، مل وغیرہ قائم کریں اور عملی قدم اٹھائیں پس روزہ انسان کو عملاً ہمدرد انسان بنا کر انسانیت کا سبق سکھاتا ہے اور خدا کی اطاعت کا بے پناہ جذبہ پیدا کر کے حیوانی حرص کا قلعہ جمع کرتا ہے۔ روزہ دار

نے عارضی حرام کو دن میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھوڑ دیا تو مستقل حرام کو  
 اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیوں نہ چھوڑے گا یہی وجہ ہے کہ روزہ کے احکام کے  
 بعد قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ فَمَا  
 تَمَّ بِالطَّلِ طَرِيقَةٍ سے کھانا پینا چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ انشاء اللہ روزہ دار کو  
 ریشوت سود و غنا اور فریب سے حاصل کردہ مال کو چھوڑنا بھی سہل ہوگا۔ ان  
 طریقوں سے وہی مال حاصل کرے گا جس میں انسانیت مشقود ہوگی حیوانی  
 حرص کا غلبہ ہوگا۔ اور روزہ دار حیوانیت کے غلبہ کو پہلے ہی توڑ چکا ہے۔  
 پس روزہ تمام عمدہ اخلاق کی اصل ہے۔ اطاعت خداوندی پھر روی امت  
 قلبی ایثار و نمکساری تکلیف اور دکھ میں دوسروں کے شریک زندگی رہنے کی  
 تعلیم دیتا ہے اور انسان کو انسانیت کے اعلیٰ اخلاقی فضائل مرحمت کرتا ہے  
 و زندگی کی شدت اور غلبہ کو بھی ملاحظہ فرمائے ادنیٰ ادنیٰ مزاج کے خلاف  
 باتوں پر شیطانی پھونک سے انسان غصے اور طیش میں آکر تفریق قتل و قتال  
 جنگ و جدال پر آمادہ ہو جاتا ہے جدھر دیکھے ہر طرف لڑائی جھگڑا ہے۔  
 حسد اور رشک میں ایک دوسرے کو کھائے جاتا ہے۔ مگر روزہ انسان کو یہ  
 سبق سکھاتا ہے کہ جب اللہ کے حکم سے تو نے حلال کھانا روزے میں  
 چھوڑ دیا تو مردم خور کیسے بنتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فحش بات  
 منہ سے نکالنے اور گالم گلوچ پر اتر آنے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے روزہ دار  
 کو روکا ہے فرمایا تم سے کوئی جھگڑا کرے تو یہ کہہ کر ختم کر دیا کرو لَاتِيْ  
 صَائِعًا بِبَيْتِكُمْ فِي يَوْمٍ ذُو نَسْفَةٍ يَوْمَ يُفَصَّلُ الْاَشْقَاءُ  
 صَائِعًا بَيْتِكُمْ فِي يَوْمٍ ذُو نَسْفَةٍ يَوْمَ يُفَصَّلُ الْاَشْقَاءُ  
 قسم کے حیوانی اور سمی اور شیطانی صفت سے دور ہوں۔  
 لا قانونیت کے ذریعہ بھی بہمیت اور حیوانیت کا اظہار ہوتا ہے اس

ہمیت سے بھی روزہ ہی نجات دلاتا ہے اسلئے کہ جہاں کہیں بھی روزہ دار ہوگا قانون اسلام کی پابندی کرتا ہوا کھانے پینے کی کسی چیز کی طرف بھی ہاتھ نہیں بڑھائے گا۔ پس انسان کو مہذب اور قانون کا پابند بھی روزہ ہی بناتا ہے۔ صنفی خواہشات کے غلبہ سے بھی کیسا کچھ انسان شیطاں بن جاتا ہے آئے دن اغوا کے واقعات اخبار میں جھٹتے رہتے ہیں۔ فحش مضامین لوگ لکھتے پڑھتے ہیں عریاں تصاویر شائع کرتے ہیں نامحرم عورتوں کو چھڑتے ہیں شیطانی اور شہوانی خواہشات کا زور بھی روزہ ہی سے گھٹتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو شادی کی قدرت نہ ہو وہ روزہ رکھے کہ اس سے نظر نیچی ہوتی ہے اور خواہشات پست ہوتی ہیں۔ پس روزہ اخلاق کو پاکیزہ اور چال چلن کو عمدہ بناتا ہے۔

## روزہ اور ایمانی فوائد

سوال۔ روزہ کے ایمانی فوائد اور ثمرات بھی تحریر فرمائیں۔

جواب۔ مندرجہ ذیل فوائد اور ثمرات ہیں۔

صبر شکر۔ رضا۔ تسلیم۔ تقویٰ۔ اخلاص۔ زہد۔ احسان۔ توجہ الی اللہ  
یہ ایمانی ثمرات و فوائد روزہ سے علی وجہ الکمال حاصل ہوتے ہیں۔

روزہ | صبر۔ صبر وہ چیز ہے کہ دنیا میں جو بھی کامل چیز نظر آتی ہے اس کو یہ  
اور | کمال۔ صبر کی بدولت حاصل ہوا شاخوں پر کھیل صبر نہ کرتے تو کامل  
صبر | اور شیریں نہ ہوتے۔ کالین اگر شاخ اور اساتذہ کی صحبت میں محنت  
اور ریاضت پر صبر نہ کرتے تو کامل نہ ہوتے۔ نیز انسان کو اپنی زندگی کی ہر  
راہ میں صبر از مصلحت سے۔ البتہ پڑتا ہے کامیابی سے وہی شخص ممکنہ

ہوتا ہے جو صبر اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنے کا عادی ہو۔ پس یہ گراں بہا  
 وصف انسان کو روزہ سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر صبر بھی تین قسم کا ہوتا ہے۔  
 ۱) تکالیف پر۔ (۲) عبادت پر۔ (۳) گناہوں کے ترک پر۔ اور یہ تینوں روزہ  
 میں موجود ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الصَّابِرُ صَبِيَاءٌ۔ لہذا روزہ  
 تینوں اقسام صبر کی مجموعی طاقت کے ساتھ باطن کے لئے قوی روشنی اور ضیاء  
 ہے پھر صبر کرنے والوں کے لئے بے حساب اجر ہے۔ اِنَّمَا يُؤْتِي الصَّابِرُونَ  
 اجْرًا كَثِيرًا خَيْرِ حِسَابِ اِنْ كُنْتُمْ مَعِيَ اِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ  
 صلوة اور رحمت اور ہدایت کا بھی خردہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 اَوْلِيَاكُمْ عَلَيْهِمْ صَلَوةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ وَاَوْلِيَاكُمْ هُمُ الْمُعْتَدُونَ۔  
 غرضکہ یہ سب وعدے اور ثمرے بفضلہ روزہ دار کو حاصل ہیں کیونکہ وہ صابر  
 ہے۔ استمعینوا بالصبر والصلوة کی تفسیر میں بعض مفسرین نے لکھا کہ صبر سے مراد

روزہ سے حدیث میں ہے وهو شهر الصبر۔

**روزہ اور شکر** شکر پر شکر وہ وصف ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وصف سے  
 متصف ہونے والوں کے لئے نعمتوں کی زیادتی کا وعدہ فرماتا ہے کیا  
 قال اللہ تعالیٰ لئن شكرتم لازيدننا نكرا یعنی تم شکر گزار ہو گے تو ہم تم کو بہت  
 زیادہ دینگے۔ یہ وصف بھی علی وجہ الکمال روزہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ روزہ  
 میں کھانا پینا چھوڑنا ہے قدر نعمت زوال نعمت کے بعد خوب حاصل ہوتی ہے  
 یہی وجہ ہے کہ افطار کے وقت جب کھانے پینے کی نعمت ملتی ہے تو تمام خوشیوں  
 سے بڑھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے کہ جس پر بے اختیار صمیم قلب کے ساتھ شکر  
 ادا ہوتا ہے۔ پس روزہ شکر کی حقیقی لذت سے آشنا کرتا ہے اور زیادتی  
 العام کا سبب ہے۔



**روزہ اور تقویٰ** | تقویٰ - تقویٰ کی صفت سے متصف ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ یہ وصف بھی روزہ سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ روزہ دار ہر وقت روزہ شکن چیزوں کو معصیت سمجھ کر ان کے استعمال سے پرہیز کرتا رہتا ہے۔ لہذا روزہ لگنا ہوں سے بچنے کا عادی بنا دیتا ہے۔ یہی وہ ایمانی فائدہ ہے کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ روزہ اسلئے ہے تاکہ تم متقی بنو۔

**روزہ اور احسان** | احسان - احسان آسے کہتے ہیں کہ اس طرح عبادت کرے کہ عبادت میں ہر وقت مجبور پیش نظر رہے اللہ تعالیٰ اس وصف سے متصف ہونے والوں کو دوست رکھتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ پس یہ وصف بھی روزہ سے علیٰ وجہ الکمال حاصل ہوتا ہے روزہ دار اللہ تعالیٰ کے خوف سے مخفی مقام پر بھی روزہ نہیں توڑتا کیونکہ ہر وقت ہر جگہ اللہ تعالیٰ اس کے پیش نظر ہوتا ہے شہود حق میں خلوط نفس عاجب ہوتے ہیں اس حجاب کو روٹھاتا ہے۔ اور مشاہدہ حق علیٰ کرتا ہے۔

**روزہ اور ذکر** | ذکر وہ چیز ہے کہ اس سے فلاح اور کامیابی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے وَاذْكُرِ اللّٰهَ كَثِيْرًا لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوْنَ یہ وصف بھی روزہ سے علیٰ وجہ الکمال حاصل ہوتا ہے کیونکہ جب کھانے پینے کی چیز کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا منع فرمانا یاد آتا ہے پیاس کے وقت شربت یا پانی کی طرف ہاتھ بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا حکم یاد آتا ہے غرض کہ ہر وقت اللہ کے حکم کی یاد سے نفس کو روکتا رہتا ہے

تو روزہ ایک ذکرِ مخفی ہوا۔ حدیثِ قدسی میں ہے کہ انا معہ اذا ذکر فی فان  
 ذکر فی نفسہ ذکر اتہ فی نفسی یعنی میں اس کے ساتھ ہوں جو مجھ کو یاد کرے  
 اگر وہ مجھ کو یاد کرے گا اپنے دل میں تو میں یاد کروں گا اس کو اپنے نفس میں  
 اس ذکر فی النفس سے فیضانِ باطنی مراد ہے جس طرح اولیاءِ کرام کے باطن  
 سے مرید کو فیض پہنچتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بلون سے روزہ دار کو فیض  
 پہنچتا ہے نسبت بلون روزہ میں قوی ہوتی ہے۔

**اخلاص اور اخلاص** | **اخلاص**۔ حق تعالیٰ ہم کو ہر عبادت میں اخلاص کا  
 حکم دیتا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا وَمَا أَمْرٌ إِلَّا  
 لِيَعْبُدُوا اللَّهَ فَخَالِعِينَ لَهُ الدِّينَ۔ یہ وصف بھی علی وجہ الکمال روزہ  
 سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو چشمِ غیر سے مخفی ہے  
 روزہ دار اس کو صرف اللہ ہی کے لئے بجا لاتا ہے گویا روزہ نے روزے  
 دار کو عادی بنا دیا کہ آئندہ بھی کوئی عمل اس کا چشمِ غیر کے لئے نہ ہو۔ ایسا  
 عمل انسان کو بلند درجہ پر پہنچا دیتا ہے۔

سزا ہد۔ اس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں  
 اَوَّلُ صَلَاحٍ هَذَا اَلْاِمَّةُ الْيَقِينِ وَالنَّهْدُ كَمَا اَوَّلُ دَرَجَةٍ كِي اَصْلَاحِ  
 اس امت کی یقین اور زبرد میں ہے۔ زبرد کہتے ہیں لذاتِ دنیا کی طرف  
 التفات نہ کرنا اور حکمِ خدا کی رعایت کرتے ہوئے منافعِ اخروی پر یقین  
 کامل کے ساتھ راغب ہونا۔ یہ سبق بھی روزہ ہی سکھلاتا ہے۔

**یادِ موت اور یادِ موت** | **یادِ موت**۔ موت کی یاد بھی شرعاً مطلوب ہے یہ  
 روزہ اور یادِ موت | یادِ موت روزے سے خوب حاصل ہوتی ہے کیونکہ  
 روزہ میں لذات چھوٹتی ہیں تو مرنے کا دن یاد آتا ہے جو تمام لذات کے

چھوٹے کا دن ہوگا اس کی یاد تمام نیکیوں کی جڑ ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ واذکرها ذم اللذات یعنی لذات کے توڑنے والی چیز کو زیادہ یاد کیا کرو وہ موت ہے یہ یاد ہر وقت روزہ سے حاصل کیسے پس روزہ دنیا کی فانی لذات کے انہماک سے دل کو ہٹا کر اعمالِ آخرت کی تحصیل پر راغب کرتا ہے اور سب فکروں کے عوض کیسا عمدہ آخرت کا فکر دیتا ہے جس کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رمن جعل الهموم مہما واحدا اہم المعاد کفاه اللہ ہم دنیاہ ومن تشعبت بہ الهموم احوال الدنیا۔ لم یبال اللہ فی ای اودیہ ہلاکہ۔  
 (ابن ماجہ صفحہ ۳۱۲) یعنی جس نے اپنے سب فکروں کی جگہ ایک فکرِ آخرت کو دیدی اللہ تعالیٰ اس کے فکر و دنیا کے لئے کافی ہو گیا اور جس کے افکار و دنیا میں منتشر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کو پروا نہیں وہ کسی بھی وادی میں ہلاک ہو یعنی دنیا ہی کے کسی فکر و غم میں ذلت کے ساتھ اس کا دم آخر ہوگا اس سے ثابت ہوا کہ روزہ دار کے لئے اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا فرمائیں گے کہ اس سے افکار و دنیا زائل ہو جائیں گے اور جمعیت قلبی حاصل ہوگی۔ اور یاد الہی میں موت باعزت نصیب ہوگی۔

**فضائل روزہ از قرآن کریم** | سوال :- قرآن مجید سے بھی روزہ کے کچھ فضائل بیان فرمائیں۔

**جواب۔** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْمُحَافِظُونَ  
 السَّائِحُونَ الرَّاعُونَ الْمُشَاجِرُونَ الْمُصْرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ  
 عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ۔

یعنی توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حد کرنے والے روزہ رکھنے والے سجدہ کرنے والے اچھے کاموں کے کرنے والے بری باتوں سے روکنے والے

اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے مومنین کو خوشخبری سنا دو یعنی جنت کی۔  
 اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے روزے داروں کو ایمان والوں کی فہرست  
 میں داخل کیا ہے جس میں حسن خاتمہ کی بشارت ہے کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ نے  
 ایمان والا فرما دیا تو انشاء اللہ خاتمہ ایمان پر ہی ہوگا۔ یہ ان ایمان والوں کی  
 فہرست ہے کہ جن کے جان و مال کو خدا نے بعوض جنت کے خرید لیا ہے جیسا  
 کہ اس سے اوپر والی آیت میں ہے۔

رَبِّ انَّا اللّٰهُ اشْتَرٰى مِنْ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَمْرٍ اَلْحَقِّ  
 روزہ دار کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے جان و مال کو  
 بھی قبول فرمایا اور اس کو جنت ملنے کا مشرکہ عطا فرمایا۔

خریدنا جانا اس چیز کا ہوتا ہے جو قابل خرید ہو ہمارے نفوس و اموال میں  
 تو ہزار ہا محبوب منعم ہیں ایسے محبوب نفوس اموال کو کون خرید سکتا ہے اور  
 کوئی خریدے بھی تو کمال بے رغبتی کے ساتھ معمولی قیمت پر وہ بھی ایسے حال  
 میں کہ بھوک و پیاس سے چہرہ کا رنگ متغیر ہو رہا ہے لبوں پر خشکی ہے منہ  
 سے خلوص معدہ کی بو آرہی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کس قدر عزت اور  
 احترام کا مستحق بنایا کہ جنت کے موتیوں اور اس کے محل بلکہ جنت اور بیش بہا  
 نعمتوں کے عوض ان کو خریدا اور خود خریدا۔

تو بے علم ازل مرادیدی دیدی انکہ لعیب بخریدی

من باں عیب تو بے علم ہماں رو مکن انچہ خود پسندی

پس روزہ وہ محبوب شے ہے کہ جس کی وجہ سے روزہ دار خدا سے تعالیٰ

کے اس قدر لطف و کرم کا مستحق بنا پھر آزاد کو نہیں خریدا جاتا ہے بندہ اور  
 غلام کو خریدا جاتا ہے اس میں یہ لطیف اشارہ بھی ہے کہ روزہ رکھ کر روزہ دار

ہمارے خاص بندے بن گئے خرید نے ہیں اسی خصوصی عبادت اور رقیقت کا اظہار ہے بندہ ہی مولیٰ کے لطف و کرم کا منظر ہوتا ہے۔ نیز روزہ رکھنے والوں کو ساتھ ساتھ فرمایا جو سیاحت سے مشتاق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیاحت اہتی الصیام کہ میری امت کی سیاحت روزہ ہے۔ یہ سفر ترک تعلقات اور شہتہات سے حاصل ہوتا ہے۔ روزہ میں عالم بالا کی سیاحت ہے۔ عجائب ملکوت کی سیر و تفریح ہوتی ہے یہ سفر لامکان ہے یہ مخلوق سے خالق کی طرف کا سفر ہے انوار اور تجلیات الہی میں عروج ہوتا ہے۔ بلندیوں پر سے نیچے رہ جانے والے بڑے بڑے پہاڑ اور درخت و آدمی چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں یہ اس بلند مقام پر پہنچنا جہاں سے سلاطین اور اہل دنیا اس کی نظر میں صغیر اور حقیر ہو جاتے ہیں۔ پھر اور اونچے بلندیوں میں پرواز ہوتی ہے تو مخلوق اس کی نظر سے بالکل ہی غائب ہو جاتی ہے یہاں سیر فی اللہ ہے غیر کوئی جاذب نظر نہیں رہا۔ اب یہ مسافر عالم انوار میں داخل ہو گیا نوری پردے اٹھتے جا رہے ہیں اور یہ عالم نور میں غائب ہوتا چلا جا رہا ہے اور غیب الغیب کی طرف بڑھ رہا ہے دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے روزہ دار عورتوں کو بھی عبادت سائحات فرمایا ہے۔ لہذا اس روحانی ارتقا میں روزہ دار عورتوں کا بھی حصہ ہے وہ بھی خوش ہوں۔

فضائل روزہ | سوال۔ قرآن سے فضائل معلوم ہوئے براہ کرم روزے کے از احادیث فضائل اب احادیث سے بھی بیان فرمائیں۔  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم | جواب۔ پہلی فضیلت تو یہ ہے کہ روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا عمل فرمایا اور ابن آدم کے دیگر اعمال کو اس کی طرف نسبت دی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے رعل عمل ابن آدم الا الصیام فانہ

لی وانا اجزی بہ (بخاری) یعنی ہر عمل ابن آدم کا ہے مگر روزہ میرا ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ قرب فرائض میں ذات عبد ذات حق میں فنا ہو کر افعال منسوب بحق ہو جاتے ہیں ونا س میت اذ میت ولكن الله سمي اسی قرب کی طرف اشارہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ فرض ہو یا نفل ہر روزہ میں قرب فرائض کا فرق ہے جو کماں درجہ کی فضیلت ہے۔ پس روزہ دار کی ہستی فنا ہو گئی روزہ رب باقی کا نفل ہے جو اس کی طرف منسوب ہو کر ہمیشہ کے لئے باقی اور قائم رہ گیا اب اس کے لئے زوال فنا کا کیا کھٹکا۔ حجة الله البالغة اور شرح عین العلم ملا علی قاری میں ہے کہ (اجزی بہ) میں دو روایتیں ہیں۔  
صیغہ معروف اور صیغہ مجہول۔

اگر صیغہ معروف کے ساتھ پڑھا جائیگا تو یہ مطلب ہو گا کہ میں بلا واسطہ روزہ کا بدلہ خود دوں گا تو اس میں اجر کثیر اور نہایت ثواب کی طرف اشارہ ہے جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں اگر صیغہ مجہول کے ساتھ پڑھا جائے گا تو یہ مطلب ہو گا کہ روزہ کا بدلہ میں خود ہوں یعنی اس کو میں ملوں گا اس میں روزہ دار کے لئے وصل کا فرقہ ہے۔ جس نے کھانے پینے کی آرزوؤں اور خواہشوں کو میرے حکم سے قتل کیا اس کی دیت میں خود ہوں۔ من قتلته فانادیتہ۔  
(۲) دوسری فضیلت روزہ کی یہ ہے کہ روزہ کا ثواب جتنا ہے کسی اور عمل کا ثواب اتنا نہیں ہر عمل برس سے سات سو نیکوں تک محدود اجر و ثواب مقرر ہے۔ مگر روزہ کے ثواب کا کوئی حساب و شمار ہی نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

رحل عمل ابن آدم یضاعفہ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع  
ماتہ ضعف قال الله سبحانه الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع

شهوته و طعامه من اجلی وللصائم فرحتان فرحة عند فطره و فرحة عند لقاء ربہ و خلوف فیہ اطیب عند اللہ من سائر المساک (مسلم)

ترجمہ: ابن آدم کے ہر عمل کے نیکی کو دس گنے سے لیکر سات سو تک بڑھا دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر روزہ سو وہ میرا ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ کیونکہ وہ اپنی خواہش اور اپنے کھانے کو میرے لئے چھوڑتا ہے اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری تقارب کے وقت اس کے تمنہ کی بواللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبو دار ہے جس طرح خوشبو کی وجہ سے صاحب مشک کی طرف توجہ ہوتی ہے اس سے زیادہ اقبال اور قرب اللہ تعالیٰ کا روزہ دار کو حاصل ہوتا ہے۔

(۳) تیسری فضیلت روزہ کی یہ ہے کہ یہ کفارہ میں کسی کو نہیں دیا جائیگا قائم رہ کر صائم کی بخشش کرائے گا جنت میں روزہ دار کو لے جائے گا تفصیل یہ ہے کہ مظلوم قیامت کے دن خدا سے فریادی ہوں گے کہ فلا شخص نے ہم پر یہ مظالم کئے حکم ہوگا اس شخص کی نیکیوں میں سے ہر مسلم کے بدلہ میں اس کو ایک ایک نیکی دی جائے اس طرح تمام نیکیوں کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا لیکن ہنوز مظالم باقی رہیں گے تو مظلوم ارادہ کریں گے کہ اس کے روزے کو بھی لیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرمائے گا روزہ اس کا نہیں ہے یہ میرا ہے اس کو کوئی ہاتھ نہ لگائے لہذا یہ روزہ محفوظ رہ جائیگا اور اس کی نجات کا باعث ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے جس کو امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے  
کل العمل کفارة الا الصوم الصوم لی وانا اجزی بہ۔  
ترجمہ، ہر نیک عمل کفارہ ہے سوائے روزہ کے روزہ میرا ہے اس کی جزا میں

دونگاؤں کو سرری حدیث میں بسلسلہ کفارہ روزہ کا بھی ذکر ہے شاید حقوق العباد  
 میں کفارہ ہو یا کفارہ پر اتنا زیادہ ثواب اور ملے کہ وہ بخشش کے لئے کافی ہو جائے  
 ان تینوں مذکورہ بالا حدیثوں میں بار بار آیا ہے کہ روزہ میرا ہے اس  
 کے معنی علماء نے متعدد بیان کئے ہیں ان میں سے ذیل میں کچھ بیان کی جاتی ہیں۔  
 (۱) روزہ میں انسان کھاتا پیتا نہیں یہ صفت استغنا از طعام و شراب  
 اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اسلئے فرمایا کہ روزہ تو درحقیقت میرا ہے وَهُوَ  
 لِيُطْعَمَ وَلَا يُلْعَمَ۔

(۲) یا اپنی جانب نسبت و بیکر اس کی بزرگی اور فضیلت کو ظاہر کیا ہے  
 جس طرح مسجد کو اپنی جانب اضافت سے کہ اس کو تمام زمین پر فضیلت  
 بخشی اسی طرح تمام اعمال میں روزہ کو اپنی ذات کی طرف نسبت سے فضیلت بخشی۔  
 (۳) یا جو اس انسانی سے مخفی ہونے کے سبب روزہ میں ریا کا دخل  
 نہیں اس کو روزہ دار صرف اللہ ہی کی رضا کے لئے وجود میں لاتا ہے اس  
 اخلاص کی وجہ سے ازراہ ذرہ نواری فرمایا کہ یہ روزہ میرا ہے کہ خالص میری  
 ہی رضا کے لئے رکھا جاتا ہے نیز اللہ تعالیٰ نظر سے مخفی اور روزہ بھی مخفی  
 لہذا اس مناسبت سے بھی روزہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کا زیادہ اہل ہے  
 (۴) یا یہ اضافت حفاظت اور حمایت کے اظہار کے لئے بھی ہو سکتی ہے  
 تاکہ شیطان انسی و خبی اس کو فاسد کرنے کی فکر میں نہ ہوں اسلئے فرمایا  
 کہ روزہ میرا ہے یعنی میری ظل حمایت میں ہے جب روزہ اللہ کی حمایت  
 میں تو روزہ دار بھی اس کے ظل حمایت میں آگیا۔  
 (۵) روزہ میں کوئی خط نفس نہیں اسلئے فرمایا الصوم لی بلا مشارکت  
 غیرے۔



روزہ جہنم سے بعد | سوال - کیا روزہ جہنم سے دور اور جنت سے قریب کرتا ہے۔  
 اور جنت سے قریب | جواب - جی ہاں حدیث شریف میں ہے۔  
 کایا عت ہے | من صام یوما فی سبیل اللہ جعل اللہ منہ ومن لئنا  
 خندا قاکما بین السماء والارض (ترمذی)

(ترجمہ) جس نے ایک دن کا روزہ اللہ کی راہ میں رکھ لیا تو اللہ نے اس کے  
 اور دوزخ کے درمیان آسمان اور زمین کی درمیانہ مسافت کی مثل ایک  
 عظیم خندق حائل کر دی۔ یعنی اتنی عظیم مسافت پر جہنم روزہ دار سے دور ہو گیا۔  
 دوسری حدیث میں ہے | من صام یوما فی سبیل اللہ بعد اللہ وجہ  
 عن النار سبعین خریفاً متفق علیہ

(ترجمہ) جس نے ایک دن فی سبیل اللہ روزہ رکھ لیا اللہ تعالیٰ نے اس کے  
 رخ کو دوزخ سے ستر سالہ بعد اور دوری پر کر دیا۔ پس واضح ہو گیا کہ روزہ  
 انسان کو دوزخ سے دور کرتا ہے یعنی گناہوں سے دور کرتا ہے جو اس کو  
 جہنم میں پہنچاتے اور اس کے سر پر تباہی و بربادی لاتے ہیں۔ روزہ  
 اعمال جنت سے قریب کرتا ہے اور شیطان کی قوتوں کو باندھ دیتا ہے جیسا کہ  
 حدیث میں آتا ہے کہ رمضان میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور  
 دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دئے جاتے ہیں۔

حدیث میں ہے | حفت الناس بالشهوات چونکہ روزہ شہوت سے دور  
 کرتا ہے۔ . . . اس لئے روزہ دار نار دوزخ سے دور ہو گیا اور تکلیف  
 میں جنت ہے ہذا پیاس کی تکلیف میں جنت کے قریب ہو گیا۔

سوال - اوپر کے بیان سے معلوم ہوا کہ روزہ کی عبادت بڑی اہم اور بے نظیر  
 عبادت ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہیں صراحت کے ساتھ

ارشاد فرمایا ہے کہ روزہ کا عدیل ٹھیل نہیں؟

جواب۔ جی ہاں یہ وہ عظیم عبادت ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالوامرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اعلیٰ بالصوم فانہ کا عدل لہ، کہ تم روزہ کو اپنے اوپر لازم کر لو کہ یقیناً اس کا کوئی عدیل ٹھیل نہیں۔ خصوصاً رمضان المبارک کے روزوں کو تو وہ اہمیت حاصل ہے کہ ارکان اسلام میں داخل ہیں جس پر دین کی بنا ہے راحات و نسانی،

سوال۔ یہ بھی بیان فرمائیں کہ ارکان اسلام روزہ کو نسا رکن اسلام ہی ہیں رمضان کے روزوں کا شمار کس رکن میں ہے یعنی یہ دین کا کونسا رکن ہے۔

جواب۔ لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ مُحَمَّدٌ سَؤْلُ اللهِ كَے بعد سے شمار کرو تو یہ تیسرا رکن ہے ورنہ چوتھا ہے کیونکہ ارکان دین میں اول رکن توحید اور رسالت کی شہادت ہے دوسرا رکن نماز ہے تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ چوتھا رکن روزہ رمضان ہے۔ پانچواں رکن حج بیت اللہ ہے۔ حدیث جبرئیل میں بھی اسی ترتیب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور حکمت الہی بھی اسی کی مقتضی ہے کہ پہلے ہلکی عبادت سے ابتدا ہو جو نماز ہے اسی ترتیب کی طرف قرآن پاک میں بھی اشارہ ہے جیسا روح المتاری میں ہے۔ وَالْحَاشِعِينَ وَالْحَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّامِينَ وَالصَّامَاتِ۔

سوال۔ کیا روزہ کی عبادت ہماری شریعت کے روزہ قدیمی عبادت ہے؟

جواب۔ روزہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلا آ رہا ہے تمام انبیاء اور ان کی امتوں نے اس عبادت سے قرب حق حاصل کیا۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ عبادت ہم کو بھی عطا کی اور ہم پر اس کا احسان رکھتے ہوئے فرمایا۔

حَتَبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا لَبِثَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔ اَكْلَى اُمَّتٍ  
کی مثل تمہارے نام پر بھی یہ عبادت لکھ دی گئی ہے رَمِنُ تَبْدِكُمْ کے ذکر  
میں تین فائدے ہیں۔ اول تاکید حکم ہے کہ روزہ وہ عبادت ہے کہ جس کے  
حکم سے کوئی زمانہ خالی نہ رہا۔ ہر زمانے کی یہ ضروری عبادت رہی دوسرے  
اس میں ترغیب تشویق امت ہے تاکہ یہ امت اگلی امتوں سے اس  
عبادت کے اہتمام میں کسی طرح پیچھے نہ رہے تیسرے اس سے روزہ کی  
مشکل عبادت کو سہل بنا کر نفس کو خوشی پہنچانا ہے کیونکہ جو چیز عام ہوتی ہے  
نفس پر زیادہ شائق اور گراں نہیں ہوتی اور شرکت میں یہ بھی فائدہ ہے  
کہ انبیاء اولیاء جیسے کاملین کے روزہ کی عبادت کے انوار برکات کو تم تک  
پہنچانا ہے۔

پس عہد آدم علیہ السلام سے یہ روزہ تمام انبیاء اور ان کی امت کی ریا  
اور عبادت میں رہا (تفسیر خازن) ۱۱۹

سب سے اول کون سے سوال۔ ہماری شریعت میں سب سے پہلے کون سے  
روزے فرض ہوئے روزے فرض تھے۔

جواب۔ ہر مہینہ میں تین اور ماہ محرم میں عاشورہ کا روزہ فرض ہوا تھا۔ پھر جب  
رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض ہوئے تب عاشورہ اور تین دن  
کے روزہ کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ اب عاشورہ وغیرہ کا روزہ نفل ہو گیا۔  
ضروری نہیں رہا۔ چاہے اس کو کوئی رکھے خواہ نہ رکھے مگر ہر سال رمضان کے  
روزوں کا رکھنا لازمی ہو گیا کیونکہ وہ فرض ہے۔ ثابت بالسنتہ۔ خازن) ۱۱۹

سوال۔ رمضان کے روزے کس سال فرض ہوئے۔

جواب۔ سید پیری میں شعبان کے مہینے میں یہ روزے فرض ہوئے  
(در مختار مواہب)

سوال۔ رمضان کا نام رمضان کیوں ہوا۔

جواب۔ اس لئے کہ جب عرب زمینوں کا نام رکھ رہے تھے تو یہ مہینہ شدید موسم  
گرمی میں آ رہا تھا تفسیر خازن میں ہے کہ رمضان اس پتھر کو کہتے ہیں جو آفتاب  
کی شدت حرارت سے جل اٹھے رمضان اسی سے مشتق ہے تو اس کے یہ معنی  
موتے کر سخت گرمی والا مہینہ اور اب مذہبی نقطہ نگاہ سے یوں سمجھئے کہ عبادات  
کی گرمی اس مہینہ میں رہتی ہے تو عبادات کی کثرت سے گرمی اور حرارت  
عشق الہی کی بھڑک اٹھتی ہے جس سے کام گناہ سوخت ہو جاتے ہیں تو یہ مطلب  
ہو کہ عشق الہی اور عبادت کی کثرت اور شدید حرارت اور گرمی رکھنے والا اور  
گناہوں کو سوخت کرنے والا یہ مبارک مہینہ ہے تفسیر خازن میں ہے کہ بعض  
نے کہا کہ اللہ کا نام ہے تو یہ شہر اللہ ہو گا تو یہ اللہ تعالیٰ کے جلووں اور تجلیا  
کا مہینہ ہے۔

سوال۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر فریضہ میں کل کتنے رمضان آئے۔

جواب۔ نو رمضان آئے (مواہب)

سوال۔ ان میں زیادہ تر انتیس کے رمضان تھے یا تیس کے۔

جواب۔ تیس کے لئے حکمت یہ تھی کہ امت پر انتیس کا رمضان آئے

تو نقصان ثواب کے خیال سے بلوں نہ ہو کہ ایک دن کم رہا

ثواب تیس کل ہے حضرت کے زمانہ سے تسلی حاصل کرے مہینہ کامل ہو یا ناقص ثواب

پہر حال کامل ہو گا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ زرقانی) ص ۹۷

# رویت ہلال

سوال۔ رویت ہلال کا اہتمام مسلمانوں میں کیوں ہے۔  
 جواب۔ اس لئے کہ ان کی عبادات کے اوقات اور تاریخوں کا تعین چاند پر موقوف ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یسئلونک عن الاھلہ قل ہی مواعیت للناس والیحج اسے حبیب لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں ان کو جواب دیجئے کہ یہ حج اور لوگوں کی دیگر عبادات کی معرفت کے لئے ہے چونکہ چاند اتنیس کا بھی ہوتا ہے اور میں کا بھی اس لئے رویت کا اہتمام ہے تاکہ مجمع اوقات میں عبادات واقع ہوں پس چاند کی تلاش برائے عبادت نمود عبادت ہے اور موجب اجر و ثواب پھر کیوں نہ مسلمان اس کی دید اور رویت کے لئے سرگرم ہوں۔

## رویت ہلال کے وقت ذکر اور دعا

سوال۔ چاند دیکھ کر کوئی ذکر و دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو تو وہ بھی تحریر فرمائیں۔

جواب۔ ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھی۔ اللھم اھلنا علینا بالامن والایمان والسلامۃ والاسلام ساری و سابت اللہا۔ اسے اللہ اس چاند کو ہم پر امن و ایمان سلامتی اور اسلام کے ساتھ چمکا اسے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔

سوال۔ کیا رمضان کے لئے بھی کوئی مخصوص دعا ہے۔

جواب۔ جی ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا ثابت ہے۔

اللهم سلمني من رمضان وسلم من رمضان لي وسلمني من رمضان  
 اسے اللہ رمضان کے بار اور نقصان بھی قصداً ترک روزہ و تراویح وغیرہ کی محرمی  
 سے جھکوا سلامت۔ کد اور مجھے سالم رمضان عطا فرما (بیماری اور دکھ سے کوئی  
 روزہ ناغہ نہ ہو) اور میرے گناہوں سے رمضان کو سلامت رکھ۔

سوال۔ کیا رجب اور شعبان کے بارہ میں بھی کوئی خاص دعا ہے۔

جواب۔ جی ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی ہے۔ اللهم  
 بانهك لنا في رجب وشعبان وبلغنا رمضان اسے اللہ رجب اور شعبان  
 میں ہمارے لئے برکت رکھ اور ہم کو رمضان تک پہنچا۔ اس سے ثابت ہوا  
 کہ اوقاتِ فاضلہ تک پہنچنے اور زندہ رہنے کی دعا مستحب ہے (مواہبِ ندوی)  
 سوال۔ چاند دیکھ کر اس کی طرف اشارہ کیسا ہے۔

جواب۔ مکروہ ہے (عالمگیری)

سوال۔ چاند کس وقت دیکھے۔

جواب۔ آفتاب غروب ہونے پر (بحر الرایق عالمگیری)

سوال۔ اگر دن میں کسی نے چاند دیکھ لیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس وقت کے دیکھنے پر کوئی حکم نہیں یہ آنے والی رات کا چاند

ہے (عالمگیری) ۲۱۹

سوال۔ ایک شخص نے دن میں عید کا چاند دیکھ کر روزہ توڑ دیا اس کے  
 لئے کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس شخص نے سخت غلطی کی اس کو کفارہ ادا کرنا ہوگا یہ آنے والی

رات کا چاند ہے اس پر لازم تھا کہ رات تک روزہ پورا کرتا رفتح القدر

# قمری ہینہ کے ثبوت کا اسلامی طریقہ

سوال۔ قمری ہینہ کے ثبوت کا اسلامی طریقہ بیان فرمائیں۔

جواب۔ قمری ہینہ انیس<sup>۲۹</sup> کو رویت سے ثابت ہوتا ہے رویت نہ ہو تو تیس کے حساب سے ہینہ مقرر کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی دو طریقے منقول ہیں کہ رویت ہو جائے تو انیس<sup>۲۹</sup> کا ورنہ تیس کا ہینہ مانا جائے۔ بخاری شریف میں ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ لہا ویتہ و افکارا لہا ویتہ فان اغنی علیکم فاکملوا عددہا شعبان تلیثین یعنی چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی افطار کرو یعنی عید مناو اگر ابرو بادا کی وجہ سے تم پر چاند مستور ہے تو شعبان کے تیس دن تکمیل کرو یہ صحائف ارشاد ہے کہ اول چاند بکھورویت ہو جائے تو عبادت کے لئے اس سے تاریخ مقرر کرو ورنہ تیس کا چاند مانو اس کی ضرورت نہیں کہ رویت نہ ہو تو حساب نجوم اور منازل قمر سے انیس<sup>۲۹</sup> کا چاند ثابت کیا جائے ہی رویت کے سلسلہ میں بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے رخن امۃ امیۃ انکتاب و الحساب کہ ہم امی گو وہ ہیں حساب کتاب کا دھن نہیں رکھتے کھلا اصول رکھتے ہیں کہ چاند ہو جائے تو رویت سے اور نہ ہو تو تیس کے حساب سے عبادت کے اوقا مقرر کرو اشعہ اللغات میں ہے کہ قول منجم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اور تابعین اور سلف اور خلف میں سے کسی نے بھی عمل نہیں کیا ہے آنحضرت نے منازل قمر کے حساب کی باریکیوں پر احکام کو موقوف نہیں رکھا جس کا معاملہ خاص باہرین کے توجہ کارہوں منت ہو کر رہ جائے بلکہ عام و خاص میں سب شریک رہیں ایسی محسوس چیز پر مدار احکام اسلام رکھا گیا

ہے کہ آیتیں کو چاند دیکھنے کے سلسلہ میں فتح القدر میں لکھا ہے (هو واجب الكفاية) یعنی بستی میں کسی نے بھی نہیں دیکھا تو سب گنہگار ہوں گے۔ ماہرین موسمیات کی اطلاع کی صحت اور عدم صحت پر بحث نہیں بلکہ اطلاع کی صحت کی تقدیر پر بھی چاند دیکھنا ضروری ہے۔

چاند دیکھنا | چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدار عمل رویت پر رکھا ہے یا عبادت | آیتیں پر لیکن حساب نجوم پر نہیں رکھا۔ پس ان اطلاعوں کے ساتھ ساتھ چاند کے دیکھنے کا اہتمام بھی ہرگز ترک نہ کیا جائے ہر شخص کو پیش پیش رہنا چاہیے کہ چاند سب سے پہلے اس کو نظر آئے تاکہ عبادت واجبہ کا ثواب ملے مسلمان کا چاند دیکھنا بھی ہے بلکہ طحاوی میں تو فرض لکھا ہے (موجب الظاہر مند الا فتراض لانه يتوصل به الى الفرض) تو چاند دیکھنے میں ثواب فرض کا ملے گا اور چاند دیکھ کر ذکر اور دعا کا ثواب علیحدہ ہے۔ بہر حال سہولتیں آیتیں کے چاند کا ثبوت رویت پر ہے خواہ اہل شہر پر اپنی رویت سے چاند ثابت ہوا ہو یا غیر کی رویت سے جس کے پانچ طریقے ہیں جن کو طرق موجبہ کہتے ہیں ان سے چاند ثابت ہوگا ورنہ نہیں

## طرق موجبہ

سوال۔ حیدرآباد کے حساب سے کل شنب قدر ہے اور کراچی میں رویت ہوگئی تھی لہذا اس کے حساب سے وہاں آج شنب قدر ہے اور شنب قدر میں ایک ہزار و پینہ کی عبادت کا ثواب ملتا ہے تو یہ ایک ہزار ماہ کا ثواب ہم کو بھی آج حیدرآباد شنب قدر مان کر عبادت کرنے میں ملے گا یا نہیں۔

جواب۔ ہرگز نہیں ملے گا آپ کو تو یہاں کے نیس کے حساب سے کل شنب قدر



میں عبادت کرنے کا ثواب ملے گا ہاں طرق موجبہ سے اگر کراچی کی رویت کی خبر  
حیدرآباد پہنچی ہے تو حیدرآباد میں بھی آج ہی شب قدر ہے اور اس کے تمام احکام کراچی ہی  
ثابت ہوں گے ورنہ نہیں۔

سوال۔ طرق موجبہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ وہ پانچ طریقے ہیں اول شہادت و دوسرے شہادت علی الشہادت تیسرے  
شہادت علی قضا القاضی چوتھے کتاب القاضی پانچویں خبر مستفیض یہ وہ شہری  
ذریعے ہیں کہ اگر ان ذریعوں سے ایک مقام کی خبر رویت دوسرے شہر میں پہنچے گی  
تو وہاں بھی شرعاً رویت کے احکام ثابت ہو جائیں گے ورنہ نہیں اس صاحب فتح القدیر  
نے اسی کو ایک مثال دیکر سمجھایا کہ یہاں اتنیس ہے مگر دوسرے شہر سے

کسی نے اگر خبر دی کہ ہمارے یہاں ایک دن پہلے لوگوں نے چاند دیکھا ہے  
اس حساب سے آج تم میں ہے اگر یہاں چاند نظر نہ آئے تو آج تراویح چھوڑنا  
اور گل عید منانا جائز نہیں کیونکہ دوسرے مقام کے نامعلوم لوگوں کے چاند  
دیکھنے کی یہ حکایت سے نہ خود اپنے دیکھنے کی شہادت ہے نہ شہادت علی الشہادت  
ہے اس طریق موجبہ سے یہ خبر رویت یہاں نہیں پہنچی اسلئے قابل عمل نہیں شہاد  
علی الشہادت کے اصول آگے بیان ہوں گے اس میں معلوم افراد کے چار دیکھنے  
کی خبر اور شہادت ہوتی ہے اور یہ قضا القاضی کی بھی شہادت نہیں اس کا بیان  
بھی آگے آتا ہے یہ صرف خبر اور اعلان ہے ایک شہر کی رویت کا اعلان دوسرے  
شہر کے لئے ہمارے مذہب حنفی میں کافی نہیں ہر جگہ رویت کا ہونا شہادت یا دیگر  
طریق موجبہ کی ضرورت ہے۔ چاند کے ثبوت میں عقل کو دخل نہیں جو شرع  
شریف سے منقول طریقے چلے آ رہے ہیں ان ہی طریقوں سے چاند  
ثابت ہوگا۔

سوال - شہادت کسے کہتے ہیں

جواب - رویت یعنی اپنے چاند دیکھنے کی اس سچی خبر دینے کو کہتے ہیں جو امر حق کو ظاہر اور ثابت کرنے کے لئے لفظ اشہد یا اس کے معنی گواہی دیتا ہوں کے ساتھ مجلس قضا میں حاضر ہو کر دے لفظ اشہد کے ساتھ گواہی دینا ضروری ہے۔ یہ رکن شہادت ہے تو یہ الالبصار میں ہے (ورکنھا لفظ اشہد) اسی طرح جگہ کی بھی شرط ہے شامی میں ہے (وهو مجلس القضاء) وہ مجلس قضا میں حاضر ہو کر گواہی دیتا ہے پس اگر دوسری سے بذریعہ ٹیلیفون گواہ نے شہادت دی تو نام مقبول ہوگی کیونکہ شرط شہادت پوری نہ ہوئی اسی طرح کہتے بھی تاکیدی الفاظ کے مثلاً میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا یا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا یہ شہادت نہیں جب تک کہ یہ نہ کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے آج اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا شہادت نہ ہوگی تمام مہینوں کے چاند میں یہی حکم ہے سوائے رمضان کے۔

سوال - کیا رمضان کے چاند میں بھی لفظ اشہد یا اس کے معنی کے ساتھ گواہی دینا اور گواہ کا مجلس حاکم میں حاضر ہونا ضروری نہیں ہے۔

جواب - رمضان میں گواہ کا لفظ اشہد کہنا ضروری نہیں کیونکہ یہ قید اخبار سے نہ کہ باب شہادت سے ایک عادل متقی کا یہ کہنا کہ میں نے آج اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا کافی ہے البتہ گواہ کا مجلس رویت میں حاضر ہونا اس میں بھی ضروری شرط ہے رجات الصالحین عن الکھایہ و السراج الوہاج و معراج

الدراہ و التبین)

سوال - گاؤں میں جہاں مجلس حاکم یا عالم نہ ہو وہاں کیا حکم ہے۔

جواب - گواہ کو مسجد میں حاضر ہو کر مسلمانوں کے روبرو گواہی دینا ہوگا گواہ

رمضان ہو یا غیر رمضان

سوال۔ کتنے گواہوں کی شہادت سے چاند ثابت ہوتا ہے۔

جواب۔ اگر مطلع صاف نہیں یعنی آسمان پر بادل یا غبار ہے تو رمضان میں ایک گواہ اگرچہ وہ نیک عورت یا غلام ہی ہو اس کے علاوہ دوسرے مہینوں میں ایک مرد و عورت یا دو مرد گواہ ہونے ضروری ہیں جن کی گواہی سے چاند ثابت ہوگا اور اگر مطلع صاف ہے تو رمضان ہو یا غیر رمضان ایک جماعت کثیرہ کی شہادت سے چاند ثابت ہوگا جس کی تعداد کو رائے امام پر چھوڑا گیا دو تین گواہ بھی کافی نہیں ہونگے ایک جم غفیر اور خلق کثیر جبکہ چاند دیکھنے میں مشہور ہے مطلع صاف ہے کوئی مانع نہیں اتحاد مطالع سلامت بصر توجہ بطلب تم کی صورت میں دو تین کا دیکھنا منفرد گواہ کے برسر غلط ہونے پر واضح دلیل ہے اسی لئے قبح اور بجر میں ہے کہ جو ہم نے کہا ہے کہ منفرد برویت کی شہادت مقبول نہیں اس سے منفرد شخص واحد ہی نہیں بلکہ دو تین یا اس سے زائد جمع کثیر سے کم تر جماعت قلیل کی بھی شہادت مقبول نہیں۔

سوال۔ کیا دو گواہ کی گواہی آسمان صاف ہونے پر مقبول ہونے کے بارے میں کوئی روایت ہے۔

جواب۔ جی ہاں ہے بحر الرائق نے اسی کو ترجیح دی ہے لکن یہ خلاف ظاہر الروایت ہے بسود سرخی میں ہے کہ مطلع صاف ہونے پر دو گواہی نام مقبول ہے جمع کثیر کی گواہی لازم ہے وہو الاصح یہی ظاہر الروایت ہے ظاہر الروایت پر عمل کرنا چاہیے (رحیات الصامین)

سوال۔ مزید افادیت کا باعث ہوگا براہ کرم اگر یہ بھی بتلا دیں کہ ظاہر الروایت کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ چھ کتابیں ہیں جامع صغیر جامع کبیر صغیر۔  
سیر کبیر مبسوط زیادات یہ بڑی مستند کتابیں ہیں ان کتب میں جو مسئلہ موجود  
ہوتا ہے اس کو ظاہر الروایت کہتے ہیں۔

سوال۔ گواہی دینے والے کیسے ہوں۔

جواب۔ فقہا کا متفقہ فیصلہ ہے کہ گواہ فاسق نہ ہوں درمختار میں اور لافاسق  
اتفاقاً اگرچہ متعدد ہی ہوں لفظاوی میں ہے (ولو تعدد کفاسقین فالکثر)  
کہ ان کی گواہی نامقبول ہے اگر حاکم نے انکی شہادت پر رویت کا فیصلہ دیدیا  
تو رویت ثابت ہو جائیگی مگر گنہگار ہوگا گواہ اندھا گونگا نہ ہو مسلمان عاقل بالغ  
آزاد عادل ہو۔

سوال۔ عادل کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ ایسے نیک آدمی کو کہتے ہیں جس سے اکثر حسنات اور نیکیاں ظہور  
میں آتی ہوں کبیر گناہوں سے بچتا ہو اور صغیر گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو عدا  
مروت اور انسانیت ہو یعنی ایسے کام نہ کرتا ہو مروت کے خلاف ہو یعنی بازاروں  
میں جلتے پھرنے کھانے پینے والا اور سب کے سامنے شائع عام پریشاب  
کرنے والا بھی نہ ہو یہ قلت جیا کا سبب ہے رشامی،

سوال۔ اچھا اگر فاسق نے فسق سے توبہ کر کے پھر شہادت دی تو کیا حکم ہے  
فورا توبہ قبول کر لی جائے یا نہیں۔

جواب۔ جب تک کہ اتنی مدت نہ گذر جائے کہ جس میں اثر توبہ ظاہر نہ ہو شہادت  
قبول نہ کی جائیگی بعض نے چھ ماہ کی مدت مقرر کی ہے بعض نے سال پھر  
کی حد لگائی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ رائے امام پر چھوڑا جائے۔

(تداوی قاضی خاں فتح القدیر)

سوال۔ محدودنی القذف کسے کہتے ہیں۔  
 جواب۔ جس کو زنا کی تہمت لگانے پر حد لگائی گئی ہو۔ مگر بعد تو یہ اس کی شہادت  
 صرف ہلالِ رمضان میں مقبول ہے (عالمگیری ص ۲۹۹)

سوال۔ کیا گواہ کا بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔  
 جواب۔ جی ہاں ضروری ہے۔ قریب بلوغ یعنی مراہق کی گواہی بھی معتبر  
 نہیں۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر گواہ نے رمضان کا چاند دیکھا مگر کسی عذر شرعی کی بنا پر اس کی  
 گواہی رد کر دی گئی تو کیا گواہ روزہ رکھے؟

جواب۔ جی ہاں روزہ رکھے۔ (تنویر الابصار)  
 سوال۔ اگر شاہد نے تنہا عید کا چاند دیکھا اور کسی شرعی وجہ سے اس کی شہادت  
 رد ہو گئی مگر واقع میں اس نے چاند خود دیکھا ہے تو یہ افطار کرنے یا روزہ رکھے  
 جواب۔ روزہ رکھے۔ (تنویر الابصار عالمگیری)

سوال۔ جس کی شہادت رد ہو گئی اس نے روزہ رکھا پھر توڑ دیا تو کیا کفارہ لازم  
 آئے گا یا صرف قضاء؟

جواب۔ قضاء لازم آئیگی کفارہ نہیں کیونکہ روزے سے شبہ ہو گیا کہ خیال ہے یا ہلال  
 اور شبہ میں کفارہ نہیں (تنویر الابصار در مختار ص ۱۲۳ عالمگیری ص ۲۱۰)

سوال۔ اگر قبل رو افطار کیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس پر بھی کفارہ نہیں احتمال ہے کہ خیال ہو ہلال نہ ہو۔

(در مختار ص ۱۲۳ شامی ص ۱۲۳)

سوال۔ اگر بعد قبول افطار کیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اب کفارہ لازم ہے اگرچہ یہ شاہد فاسق ہی ہو۔ (در مختار ص ۱۲۳)

سوال: شاید نے روزہ رکھا ہلال رمضان دیکھ کر اور اس کے تیس دن پورے ہو گئے تو کیا حکم ہے جبکہ یہاں آج چاند نہیں ہوا۔

جواب: افطار نہ کرے سب کے ساتھ افطار کرے بسبب فرمان مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کے صومکم یوم تصومون و فطرکم یوم تظفرون (ترمذی شاہی ۱۲۳)

سوال: تیس دن رمضان کے پورے ہو چکے اور آج یہاں چاند نظر نہیں آیا

حالانکہ آسمان بالکل صاف ہے تو کیا حکم ہے۔

جواب: اگر دو گواہوں کی شہادت پر لوگوں نے رمضان کے روزے شروع

کئے تھے تو افطار کریں اور کل عید منائیں اور اگر ایک ہی پر روزے شروع

کئے تھے تو افطار نہ کریں۔ اور اگر آج ابر بادل ہے تو بہر صورت کل عید ہے۔

(فتاویٰ قاضی خاں ص ۱۸۱)

سوال: یہاں آج تیس تاریخ ہے چاند نہیں ہوا۔ ابر بادل بھی نہیں مطلع صاف

ہے مگر کچھ لوگوں نے باہر سے آکر کہا کہ فلاں شہر میں تم سے ایک دن پہلے لوگوں

نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا اس حساب سے آج تیس ہے تو اس پر افطار کر کے

کل عید منائی جائے یا نہیں اور آج تراویح ترک کی جائے یا نہیں؟

جواب: نہ کل عید منانا جائز ہے اور نہ آج تراویح کو چھوڑنا جائز ان لوگوں

کے کہنے پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ نہ اپنی رویت کی شہادت ہے نہ شہادت

علی الشہادت بلکہ غیر کی رویت کی حکایت ہے (عالمگیری) ص ۲۱۱ (فتاویٰ قاضی خاں ص ۱۸۲)

سوال: امام نے اگر تہنا عید کا چاند دیکھا تو امام کو عید کی نماز کے لئے عید گاہ

جانا ضروری ہے؟

جواب: نہیں نہ امام خود جائے نہ اور جائیں آج عید کا دن نہیں۔ (عالمگیری)

سوال: کیا مستور کی شہادت مقبول ہے۔

جواب۔ رمضان کے چاند میں اس کی شہادت مقبول ہے دوسرے چاندوں میں نہیں۔  
سوال۔ مستور کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ نہ ظاہر ہیں کہلا فاسق ہونہ ثابت العدالت ہو۔

سوال۔ عدالت کس طرح ثابت ہوتی ہے۔

جواب۔ تزکیہ سے حاصل ہوتی ہے یا قاضی اور عالم کو خود گواہ کے تقویٰ کے  
حال معلوم ہو۔

سوال۔ تزکیہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ دوسرے گواہ کے حال کی تحقیق کرنے کو کہتے ہیں۔ تزکیہ دو قسم کا ہوتا ہے  
ایک علانیہ دوسرا پوشیدہ۔ علانیہ یہ ہے کہ کسی باخبر عادل شخص سے گواہ کے رو  
برو اس کے احوال کی پوچھ گچھ کرے وہ کہے کہ میں نے اس کی تعدیل کی پھر یہ تنہا  
مقبول نہیں جب تک کہ پوشیدہ بھی تزکیہ نہ ہو۔ پوشیدہ تزکیہ اسے کہتے ہیں  
کہ قاضی انہما قاصدا دستی خط جس میں گواہ کا نام نسب علیہ محلہ بازار تک درج ہے  
مخفی طور پر اس کے محلہ کی مسجد میں جو سب سے زیادہ زاہد صالح ہو ان کے  
پاس روانہ کر کے گواہوں کا حال معلوم کرے جب وہ لکھ بھیجے کہ اس کی شہادت  
جائز ہے یہ نیک اور عادل شخص ہے تو حاکم یا عالم پر اب اس کی شہادت قبول  
کرنا واجب ہوگا۔ اس طریق سے اس شخص کی نیکی اور عدالت ثابت ہوگی  
حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عادل متقی ہونا گواہ کا ضروری  
ہے۔ مگر ظاہری حال اگر اس کا اسلام کے خلاف نہیں ہے تو ہم اس کو  
عادل ہی کہیں گے تزکیہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر فریق مخالف اس کے تقویٰ  
میں طعن کرے تو اب تحقیق حال کے لئے اس کا تزکیہ ضروری ہے۔ صاحبین کہتے  
ہیں کہ خواہ کوئی طعن کرے یا نہ کرے لوگوں کی بے باکیاں گناہوں میں بڑھ گئیں

ہیں فسق و فجور کا زمانہ ہے لہذا تزکیہ کے ذریعہ تحقیقاً حال ضروری ہے مگر امام محمد فرماتے ہیں کہ تزکیہ علانیہ فتنہ و بلا ہے کیچڑ اچھلے گی شہین پھیلے گی لہذا مخفی تزکیہ پر اکتفا کیا جائے رہدایہ فتح القدر مکر

سوال۔ مزید اہلینان کے لئے بجائے تزکیہ گواہ سے اگر گواہی حلف کے ساتھ لی جائے تو کیسا۔

جواب۔ درمختار میں ہے کہ اگر سلطان اسے حاکموں کو تہلیف شہود (قسم دلانا) کا حکم دے تو علماء پر واجب ہے کہ اس کو نصیحت کریں مگر بحر الرائق میں ہے کہ کہ بیشک ظہور عدالت کے وقت قسم نہیں مگر کلام خفاء عدالت کے وقت میں ہو پس اگر تزکیہ کہیں متعذر ہو وہاں مستور شاہد سے قسم لیلی جائے تو مضائقہ نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ظاہر حال اسلام کے خلاف نہیں ہے تو وہ اس کو عادل ہی کہیں گے تزکیہ کی بھی حاجت نہیں مگر بعض کہتے ہیں چونکہ امام کا زمانہ تقویٰ اور خیر کا زمانہ تھا اسلئے اس کی حاجت نہیں تھی بہر حال اس زمانہ میں بھی غایبوں کی وجہ تزکیہ مشکل ہے الاشیاء والنظار میں ہے اگر امام کی رائے ہو تو تہلیف شاہد جائز ہے۔

سوال۔ کیا تفسیر بھی شرط ہے کہ گواہ سے پوچھے کہ کہاں سے دیکھا شہر کے اندر یا باہر چاند کتنی بلندی پر تھا کس جانب تھا وغیرہ سوالات کرنا بھی ضروری ہے۔  
جواب۔ عالمگیری میں ہے یہ ضروری نہیں۔ البتہ ابو بکر اسکاٹ کا قول ہے کہ تفسیر کے بعد شہادت قبول کی جائے مگر صحیح یہ ہے کہ حاجت پڑے شدائد بیان میں شبہ ہو تو استفسار کرے ورنہ ضرورت نہیں۔

سوال۔ گاؤں وغیرہ مقامات پر جہاں کوئی قاضی عالم نہیں شاہد کس کے رو برو شہادت دے۔



جواب۔ وہ لوگوں کے سامنے مسجد وغیرہ میں گواہی دیں۔ اگر عادل ہوں تو ان کی گواہی پر لوگ عمل کریں۔ (در مختار)

سوال۔ اگر اٹھائیس رمضان کو چاند نظر آگیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر ہلال شعبان کی رویت پر تیس دن شمار کر کے روزے شروع کئے تھے اس لئے کہ تیس شعبان کو ابر تھا تو ایک روزہ قضا کرنا ہوگا اور اگر غیر رویت کے شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزہ رکھے تو دن کی قضا کرے

## شہادت علی الشہادت

سوال۔ کیا شہادت علی الشہادت سے بھی چاند ثابت ہو جاتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں ثابت ہو جاتا ہے۔

سوال۔ شہادت علی الشہادت کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ اگر گواہ مجلس رویت میں نہیں حاضر ہو سکے تو وہ کسی دوسرے شخص کو اپنی شہادت کا گواہ بنا کر اپنی طرف سے مجلس میں حاضر کروئے اور وہ حاضر ہو کر اس کی طرف سے گواہی دے اسی کو شہادت علی الشہادت کہتے ہیں۔ بہر حال مجلس میں اصل گواہ کا یا نائب کا حاضر ہونا ضروری ہے۔ یہ رویت غیر کی شہادت پر شہادت ہے۔

سوال۔ شہادت علی الشہادت کس طریق پر ادا کی جاتی ہے۔

جواب۔ اصل شاہدین کو بھی اپنا نائب بنائے اس کو مخاطب کر کے کہے کہ سنو میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آج اپنی آنکھوں سے عید کا چاند دیکھا تم میری اس شہادت پر گواہ ہو جاؤ۔ یہ نائب خاموش رہے یا شکر قبول کرے بہر حال نائب بن گیا مگر انکار نہ کرے ورنہ اصل کا قایم مقام

نہیں ہوگا۔ (شامی - تنویر البصار ص ۵۲۵)

سوال - یہ نائب مجلس میں حاضر ہو کر اصل گواہ کی طرف سے کس طرح شہادت دے گا اس کا بھی طریقہ بیان فرمائیں۔

جواب - یہ نائب مجلس میں حاضر ہو کر اصل گواہ کی طرف سے الفاظ ذیل میں شہادت دے کہ جس کے تین طریقے ہیں۔

(۱) فلاں بن فلاں بن فلاں کی اپنی آنکھوں سے آج عید کا چاند دیکھنے کی شہادت پر میں گواہی دیتا ہوں اتنا بھی کافی ہے اور اگر چاہے تو یوں بھی کہہ سکتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں بن فلاں نے مجھ کو اپنے آنکھوں سے آج عید کا چاند دیکھنے کی شہادت کا گواہ بنایا اور مجھ سے کہا کہ میری اس شہادت پر تم گواہ ہو جاؤ۔ اور اس سے بھی زیادہ لمبی عبارت میں یوں بھی گواہی دے سکتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے میرے سامنے یوں کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آج میں نے اپنی آنکھوں سے عید کا چاند دیکھا اور اس نے مجھ کو اپنی اس شہادت پر گواہ بنایا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں اس کی شہادت پر گواہی دوں اب میں اس کی شہادت پر گواہی دیتا ہوں۔ (تنویر در مختار شامی ص ۵۲۵)

سوال - کیا اصل گواہ اور اس کے باپ دادا کا نام لینا بھی ضروری ہے۔

جواب - جی ہاں ضروری ہے (شامی ص ۵۲۵)

سوال - ایک مولوی صاحب ایک جگہ سے اپنے ارادتمندوں کے ہجوم کے درمیان بڑے تزک و احتشام سے مجلس رویت میں حاضر ہوئے اور اس طرح شہادت دی کہ میں کہتا ہوں کہ میرے سامنے پچاس آدمیوں نے عید کا چاند دیکھنے کی گواہی دی قاضی صاحب جو شہادتیں لے رہے تھے انہوں

نے ان مولوی صاحب کی اس شہادت کو قبول نہیں کیا۔ اس پر مولوی صاحب بگڑ گئے ان کے مصاحبین کو بھی سخت ناگوار گزارا سب نے برہم ہو کر کہا کہ آپ کیا سمجھتے ہیں مولوی صاحب بھی اپنے حلقہ میں بڑی عزت اور مرتبہ کے مالک ہیں۔ آپ ان کی شہادت نامقبول کر کے ان کی توہین کر رہے ہیں۔

اب آپ فرمائیں کہ یہ شہادت درحقیقت اصول شہادت پر شہادت تھی یا نہیں اور مولوی صاحب کا بگڑنا بے محل تھا یا بر محل۔

جواب۔ مولوی صاحب کا بگڑنا بے محل تھا۔ قاضی صاحب کا ان کی شہادت کو رد کر دینا بالکل صحیح اور آئین شریعت کے مطابق تھا قانون اسلامی سب کے لئے یکساں ہے عالم ہو غیر عالم۔ مولوی صاحب کی شہادت شرعی قانون کی رو سے شہادت نہیں ہوئی اسلئے کہ اول تو ان کے بیان میں اشہد کا لفظ یا اس کا ترجمہ ہونا ضروری تھا۔ مولوی صاحب کے بیان میں یہ لفظ کہیں بھی نہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ بغیر اس کے شہادت شہادت شہادی نہیں ہوتی پھر اپنے چاند دیکھنے کی بھی شہادت نہیں بلکہ دوسروں کی شہادت کی گواہی دینے کے لئے آئے ہیں۔ تو دوسروں سے شہادت سن کر فقط ان کی شہادت کو نقل کر دینا کافی نہیں ہوتا۔ اس کے لئے اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اصل گواہوں کو مولوی صاحب کے سامنے شہادت دیکر پھر مولوی صاحب سے یہ بھی کہنا ضروری تھا کہ ہم آپ کو اپنی اس شہادت پر گواہ بناتے ہیں۔ ہماری طرف سے آپ گواہ بن کر گواہی دیں۔ پھر مولوی صاحب کو محاسن میں قانون شرع کے مطابق ان لوگوں کی طرف سے بھی شہادت نام بنا ہم ان الفاظ میں دینی چاہتے تھے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے اپنی آنکھوں عید کا چاند دیکھنے کی شہادت پر مجھ کو شاہد بنایا اور مجھ سے

کہا کہ میں تم کو اپنی اس شہادت کا گواہ بنا تا ہوں۔ یہ مضمون بھی مولوی صاحب نے ادا نہ کیا تو مولوی صاحب کا یہ بیان نہ شہادت کی تعریف میں آیا نہ شہادت علی الشہادت کے ذیل میں داخل ہوا چاند دیکھنے والوں کی چاند دیکھنے کی یہ صرف حکایت تھی شہادت نہیں۔ پھر ایک محلہ کے گواہوں کی گواہی کے لئے شہر کے شہر میں مولوی صاحب کا آنا بھی مناسب نہ تھا۔ اتنی قلیل مسافت پر اصل گواہوں کا مجلس میں خود حاضر ہونا ضروری تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مولوی صاحب تو خود قاضی کی حیثیت سے دوسرے محلہ میں شہادت لے رہے تھے وہاں سے اٹھ کر یہاں اپنے بیان کی شہادت گزارنے یا قضا اور حکم کی خبر دینے آئے تھے تو اس کا بھی یہ طریقہ نہیں۔ فقہا کا مسئلہ مسئلہ ہے کہ اگر غیر محل ولایت میں بذات خود قاضی بھی اپنے بیان کی شہادت ادا کرے یا قضا کی خود اگر خبر دے تو وہ بھی نامقبول سوال۔ گواہ اپنی گواہی کے لئے دوسرا گواہ بنا کر جو مجلس قضا میں بھیجے گا تو کیا اس میں مسافت کی بھی قید ہے۔

جواب۔ ظاہر الروایت میں تین رات دن کی مسافت کی قید ہے اس سے کم مسافت میں شہادت علی الشہادت جائز نہیں مگر امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر مجلس اتنی دور ہو کہ اسی دن واپس اپنے گھر نہ پہنچ سکے تو اپنا قایم مقام گواہ بنا کر بھیج سکتا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مسجد کے ایک کونے سے دوسرے کونہ تک کے لئے بھی نائب بنایا جا سکتا ہے۔ مگر امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول قضا و شہادت کے بارے میں زیادہ مستند ہے (شامی ۵۲۷ عالمگیری ۵۹۷ و ۵۹۸)

سوال۔ اگر شاہد قریب ہے مگر بیمار ہے تو کیا بیمار بھی اپنا نائب بنا کر بھیج سکتا ہے۔  
جواب۔ ہاں اگر وہ بیماری مراد ہے جس کے سبب بیمار کو مجلس رویت میں

حاضر ہونے کی طاقت نہ ہو ایسے بیمار کو قریب میں نائب بنانے کی اجازت ہے۔ (عالمگیری ص ۵۹۷)

سوال۔ کیا پردہ نشین عورت بھی شہر کے شہری میں اپنا نائب بنا کر بھیج سکتی ہے۔

جواب۔ جی ہاں بھیج سکتی ہے۔ (تنویر الابصار)

سوال۔ کیا بادشاہ یا امیر اپنی وجاہت کے سبب مجلس میں آنا پسند نہ کریں تو یہ بھی اپنا نائب بنا کر بھیج سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب۔ نہیں یہ خود مجلس میں حاضر ہو کر گواہی دیں (درمختار ص ۵۲۵)

سوال۔ کیا شہادت علی الشہادت میں بھی تعداد کی قید ہے کہ کتنے گواہ اصل گواہ کی گواہی پر ہونے چاہئیں۔

جواب۔ جی ہاں اس میں بھی نصاب کی قید ہے۔ ہر اصل گواہی پر دو مرد یا دو عورت ایک مرد کا گواہ بنا نا ضروری ہے۔ (تنویر الابصار۔ درمختار ص ۵۲۵)

سوال۔ اگر اصل گواہ عادل اور متقی نہیں ہے تو اس کی طرف سے نائب بننا کیسا ہے۔

جواب۔ اگر وہ اصل گواہ متقی اور عادل نہیں ہے تو اس کی گواہی کے لئے کسی کو بھی نائب بنا لایق نہیں۔ (درمختار ص ۵۲۵)

سوال۔ گواہ فرع یعنی نائب جب مجلس میں حاضر ہو تو کیا ان کی بھی تعدیل ہوگی اور اصل کی بھی۔

جواب۔ جی ہاں سبکی تعدیل ہوگی۔

سوال۔ اس کا طریقہ کیا ہے۔

جواب۔ اگر یہ نائب تقویٰ اور عدالت میں معروف و مشہور ہے تو یہ اپنی اہل

گواہ کی تعدیل کر دیں ان کا اتنا کہدینا کافی ہے کہ ہمارے اصل گواہ متقی عادل  
ہیں۔ اسی طرح گواہ ایک دوسرے کی تعدیل کر سکتے ہیں بشرطیکہ اہل تزکیہ  
ہوں ورنہ پھر اصل اور فرع سب گواہوں کی تعدیل ضروری ہے جس ذریعہ  
سے بھی ہو۔ (تنویر البصار در مختار ص ۵۲۶)

سوال۔ کیا یہ نائب گواہ بھی اپنا کوئی نائب بنا سکتے ہیں۔

جواب۔ جی ہاں اسی طرح فرع در فرع نائب بن سکتے ہیں۔ مگر بشرطیکہ  
جس کا یہ نائب ہے وہ اصل عاجز ہو مجلس میں حاضر ہونے سے۔ (در مختار شامی ص ۵۲۶)

سوال۔ کیا معتکف اپنا نائب بنا کر بھیج سکتا ہے۔

جواب۔ نہیں بھیج سکتا (عالمگیری ص ۵۹۸)

سوال۔ کیا رمضان میں ایک عورت کی طرف سے ایک عورت اور ایک غلام  
کی طرف سے ایک غلام نائب بن سکتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں بن سکتا ہے۔ (در مختار عالمگیری)

سوال۔ اگر رمضان میں خود چاند نہ دیکھا کسی سے سنا اس کا بیان کر دیا تو کیا حکم ہے

جواب۔ اگر وہ عادل ہے اور خود ہی عادل ہو تو گواہی پر عمل کیا جائے حتیٰ کہ

رمضان میں بطریق تسامع اندھے نے گواہی دی تو گواہی مقبول نہیں۔

رحیات الصالحین

## شہادت بقضاء القاضی

سوال۔ کیا شہادت بقضاء القاضی سے بھی رویت ثابت ہو جاتی ہے۔

جواب۔ جی ہاں رویت ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال۔ شہادت بقضاء القاضی کیسے کہتے ہیں۔

جواب۔ کسی شہر میں قاضی نے شہادت لیکر رویت کا فیصلہ کر دیا ہے تو اس فیصلہ کی گواہی دینے کو شہادت بقضاء القاضی کہتے ہیں۔ یہ حکم قاضی کی شہادت سے جو رویت غیر ثابت ہونے پر حکم دیا۔

سوال۔ یہ گواہی کس طرح دیکھائے۔ یعنی شہادت بقضاء القاضی یہاں کے عالم یا حاکم کے روبرو حاضر ہو کر کس طرح ادا کرے۔

جواب۔ گواہ یوں کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے روبرو فلاں قاضی کے سامنے دو گواہوں نے فلاں تاریخ کی رویت ہلال کی گواہی دی اور بر بنائے شہادت قاضی نے اس تاریخ کی رویت ہلال پر فیصلہ دیا تو اس شہادت پر یہاں بھی قاضی رویت کا حکم دیدے گا۔ (در مختار ۱۲۸) (فتح القدر ۵۲)

سوال۔ کیا اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ تمام شرائط دعویٰ بھی پائے جائیں۔

جواب۔ جی ہاں ضروری ہے مگر شامی میں ہے کہ اشتراط دعویٰ کی قید شاید قول امام کی بنا پر ہو ورنہ اوپر گذرا کہ دعویٰ شرط نہیں۔ (در مختار شامی ۱۲۴)

سوال۔ دعویٰ کی بنا پر اثبات رویت کی کیا صورت ہوتی ہے۔

جواب۔ ایک غائب شخص کی طرف سے ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اس شخص حاضر پر فلاں کا اتنا قرض ہے مجھے اس شخص نے اپنا وکیل بالقبض بنایا ہے اور اس نے مجھ سے کہا ہے کہ جب ماہ رمضان آجائے تو میری طرف سے اس دین کے قبض کرنے کے لئے تم وکیل ہو مدعی علیہ قرض کا بھی اقرار کرتا ہے اور وکالت حلقہ کا بھی مقرر ہے۔ مگر اس کا انکار کرتا ہے کہ ماہ رمضان شروع ہو گیا اس پر گواہ رویت ہلال کے گذرے قاضی نے شہادت پر فیصلہ دیدیا اگر گواہوں نے اس فیصلہ کی شہادت یہاں آ کر دی تو یہاں کا قاضی کھرا اس شہادت کا بنا پر رویت کا حکم دیدے گا کیونکہ قصائے قاضی مقول

حجت ہے۔ (درمختار ص ۱۲۸)

سوال۔ قاضی کا حکم کہاں تک جاری ہوتا ہے آیا دوسرے شہروا لے  
بھی اس کے حکم پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب۔ اس کا حکم اس کے شہر والوں پر اور اس کے متعلق قریات و دیہات  
پر جاری ہوگا دوسرا شہر اس کے حکم کے تابع نہیں ہاں اس حکم کے دو گواہ اس  
دوسرے شہر میں گواہی دیں تو اس گواہی پر یہاں ہی عمل ہوگا اسی کو شہادت  
بقسمت القاضی کہتے ہیں۔ رجیات الصالحین عن القضاوی النسیفیہ وجواب القضاوی والعیانی  
والمضرات

سوال۔ کیا قاضی خود اگر اپنے فیصلہ حکم کی گواہی دے تو مقبول ہوگی۔

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ کیا کتاب القاضی سے بھی رویت ثابت ہو جائیگی۔

جواب۔ جی ہاں ثابت ہو جائیگی۔

سوال۔ کتاب القاضی کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ اس سے مراد قاضی کا وہ خط ہے جو ایک شہر کا قاضی دوسرے

شہر کے قاضی کے نام دو گواہوں کے ہمراہ روانہ کرتا ہے یہ دو گواہ اپنی شہادتوں

سے ثابت کریں گے کہ یہ خط قاضی ہی کا ہے۔

سوال۔ کیا خط کے ساتھ دو گواہ ہونا ضروری ہے۔

جواب۔ دو گواہ ہونا ضروری ہے خواہ وہ دونوں مرد ہوں یا ایک مرد اور دو

عورتیں ہوں (قدوری)

سوال۔ پھر اس خط میں کیا ہوتا ہے۔

جواب۔ یا تو شاہدوں کی شہادت رویت اس میں نقل ہوگی یا خود قاضی کا



حکم اس میں منقول ہوگا جو بر بنائے شہادت دیا ہے پہلی صورت میں اگر مکتوب ایہ قاضی کی رائے اور اجتہاد کے موافق ہو تو عمل کرے ورنہ نہیں۔ مگر دوسری صورت میں عمل لازم ہے (ہدایہ - فتح القدیر ص ۲۷۷)۔

سوال۔ اگر اس خط کے ذریعہ نقل شہادت ہے تو یہ خط تو شہادت علی الشہادت کے مثل ہو گیا۔

جواب۔ جی ہاں یہ خط مثل شہادت علی الشہادت کے ہوا جس طرح شاہد فرع شاہد اصل کی شہادت کو اس کی عبارت میں نقل کرتا ہے اسی طرح شاہد اصل کی الفاظ شہادت کو یہ خط بھی نقل کرتا ہے۔ (فتح القدیر ص ۲۸۳)۔

سوال۔ پھر اس خط کی کیا حاجت ہے یہ دو گواہ جو خط کے ہیں یہ اصل گواہ کے گواہ بنکر بطور شہادت علی الشہادت کیوں نہ گواہی دیں۔

جواب۔ شہادت علی الشہادت میں قاضی ثانی تعدیل اصول کا محتاج ہے مگر خط میں نہیں۔ کیونکہ تعدیل کا کام قاضی اول کے ذمہ ہے۔ (فتح القدیر ص ۲۷۷)۔

سوال۔ کیا تار اور دیگر علماء و صلحاء کے خطوط یا جنتری جیسی کتاب سے چاند ثابت نہیں ہو سکتا۔

جواب۔ ہرگز نہیں۔ تحریروں میں صرف اسی قاضی کا خط مقبول ہوگا جو سلطان کی طرف سے فصل خصومات کے لئے مقرر کیا گیا ہے حتیٰ کہ خط پہنچنے سے پہلے اگر قاضی معزول ہو جائے تو یہ خط بھی نامقبول ہے۔ کیونکہ قاضی اب قاضی نہ رہا وہ بھی ہم جیسا ایک فرد ہو گیا اور غیر قاضی کا خط معتبر نہیں (در مختار ہدایہ ص ۲۸۴)۔

سوال۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

جواب۔ اول تو خط محل تردید ہے یعنی خطوط بنائے جاسکتے ہیں اسی شبہ کی وجہ سے حدود اور قصاص میں خط اصلاً قابل عمل نہیں اس کے علاوہ گواہ کو خود

حاضر ہونا چاہیے نہ کہ بذریعہ تار اور خط الفاظ شہادت نقل کر کے مجلس رویت میں پہنچائے یہ کافی نہیں۔ اسی بنا پر قیاس تو یہی تھا کہ قاضی کے خط پر بھی عمل نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مگر فتح القدیر میں ہے کہ خلاف قیاس اجماع بالعبین کی وجہ سے اس کو مانا گیا۔ لہذا یہ حکم قاضی ہی کے خط کے ساتھ مخصوص اور محدود رہے گا پھر یہ خط بھی بہت سی قیدوں کے ساتھ مقبول کیا جائے گا بدوں اس کے قاضی کا خط بھی مقبول نہ ہوگا۔

سوال۔ وہ قیدیں کیا کیا ہیں کہ جس کے ساتھ قاضی کا خط بھی قابل عمل ہوگا جواب۔ اس خط کو دو گواہوں کے ساتھ روانہ کیا جائیگا۔ جو یہ گواہی دیکر ثابت کریں گے کہ یہ خط قاضی ہی کا ہے دونوں گواہوں کو اس خط کا مضمون پڑھ کر قاضی سنائے گا یا کم از کم ان کو آگاہ کر دے گا کہ اس خط میں یہ مضمون ہے پھر یہ قاضی ان کو گواہ بنائے گا کہ تم گواہ ہو جاؤ کہ یہ خط میرا ہی ہے۔ پھر سامنے ہر گنا کردار القضاہ ہی میں ان کے سپرد کرے گا اس کے خط کے اندر پیشانی پر اور باہر بھی لفافہ پر قاضی کا نام اپنا نام اپنا پتہ باپ دادا کا نام کنیت نصب پیشہ جس کے ساتھ وہ مشہور ہے وہ بھی درج کرے گا۔ اسی طرح مکتوب الیہ قاضی کا نام بھی درج کرے گا اور تاریخ لکھنا بھی لازمی ہے۔ جب یہ گواہ خط لیکر دوسرے شہر میں قاضی کے پاس پہنچیں گے تو مجلس میں حاضر ہو کر ہر ایک اس طرح شہادت دے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بالیقین یہ خط اور ہر فلاں شہر کے فلاں قاضی کی ہے۔ اس نے خط میرے سامنے لکھا یا مجھ کو دیکر گواہ کر لیا کہ یہ خط اسی کا ہے پھر میرے سامنے ہر گنا کردار مجلس قضاہ ہی میں مجھے یہ خط سپرد کیا اور کہا کہ گواہ ہو جاؤ کہ یہ خط میرا ہے۔

رشمای۔ فتح القدیر ص ۲۹۹

سوال۔ دونوں قاضیوں کے درمیان کس قدر مسافت ہونی چاہیے کہ جہاں سے یہ خط و کتابت کرنا جائز ہو۔

جواب۔ کم از کم تین رات دن کی مسافت ہو۔ مگر امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اتنی مسافت پر بھی جائز ہے کہ باب القاضی سے لوٹ کر اسی دن اپنے گھر نہ پہنچ سکے۔ (عالمگیری ص ۲۵۶)

سوال۔ اگر قاضی خط نہ لکھ سکے بلکہ مضمون کو اپنی زبان سے خود حاضر ہو کر ظاہر کر دے یا قاصد بھیج کر آگے کرادے تو کیا یہ بھی معتبر ہوگا یا نہیں۔

جواب۔ یہ معتبر نہیں خط ہی معتبر ہوگا خلافت قیاس فقط اجماع کی بناء پر قاضی کا خود حاضر ہو کر بیان کرنا نہ شہادت ہے اور نہ شہادت عملی الشہادت۔

(فتح القدر ص ۲۸۱)

## استفاضہ

سوال۔ کیا استفاضہ سے بھی رویت ثابت ہو جاتی ہے۔

جواب۔ جی ہاں ثابت ہو جاتی ہے۔

سوال۔ استفاضہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ خبر پھیل جانے کو کہتے ہیں اس طور پر کہ جس شہر میں چاند ہوا ہے وہاں سے متحد جماعتوں کا دوسرے شہر میں پہنچ کر یہ خبر دینا ہو کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے وہاں رویت کی بناء پر لوگوں نے عام طور پر روزہ رکھا یہ بمنزلہ خبر متواتر کے ہے۔ اس خبر پر یہاں بھی عمل لازم ہوگا اب خواہ وہاں کھلے طور پر عام رویت ہوئی ہو یا قاضی کے حکم سے بناء شہادت رویت ثابت ہوئی ہو اگر قاضی کے حکم کی خبر پر روزہ رکھا گیا تو یہ استفاضہ بمعنی نقل حکم ہوا جو پہلی

صورت سے بھی زیادہ قوی ہے بہر حال رویت کی بنا پر خبر کا مشہور ہونا ضروری ہے۔ (شامی ص ۱۲۹)

سوال۔ آپ نے خبر کے استفاضہ میں یہ شرط لگائی ہے کہ متعدد جماعتیں وارد ہو کر خبر دیں تو اگر بائع چار آدمیوں نے یہاں پہنچ کر کہا کہ فلاں شہر میں چاند ہو گیا ہے تو کیا یہ خبر معتبر نہ ہوگی۔

جواب۔ نہیں اگرچہ وہاں کا چاند ہونا لفظ اشہد کے ساتھ بیان کریں کیونکہ رویت غیر کی یہ حکایت ہے نہ شہادت علی الشہادت ہے نہ استفاضہ۔  
(رد المحتار مع اللکیری ص ۱۱۱)

سوال۔ یہاں کسی مقام پر روزہ رکھنے کی خبر متعدد جماعتوں نے پہنچ کر دی مگر ٹیلیفون کی اطلاع پر روزہ رکھنا بیان کیا گیا اس خبر پر یہاں روزہ رکھ سکتے ہیں۔  
جواب۔ نہیں کیونکہ اوپر تفصیل معلوم ہو چکی ہے کہ بنا بر رویت روزہ رکھے جائیگی خبر آنا شرط ہے جیسا کہ شامی میں ہے لوگ یوں کہیں انھم صاموا عن ہویۃ  
(رد المحتار)

سوال۔ اچھا وہاں رویت ہوئی مگر یہاں اس کی خبر ریڈیو سے پھیلی تو یہ بھی خبر مستفیض ہو کر معتبر ہوگی یا نہیں۔

جواب۔ نہیں کیونکہ مجرد خبر پھیل جانے کو مستفیض نہیں کہتے خواہ کسی بھی ذریعہ ہو بلکہ متعدد جماعتوں کا یہاں پہنچ کر خبر دینا شرط ہے۔

معنی الاستفاضة ان تاتی من ثلاث البدن لا جماعات متعددون (شامی ص ۱۲۹)

سوال۔ کیا خبر استفاضہ میں جماعت کے ہر فرد کا لفظ اشہد کے ساتھ خبر دینا بھی ضروری ہے؟  
جواب۔ نہیں کیونکہ یہ خبر متواتر کے ہے اس میں اشہد کہنا شرط نہیں اسی لئے اس کو خبر کہتے ہیں نہ کہ شہادت۔  
(حیات النامین)

## متفرقات

سوال۔ بعض لوگ تخریب اور حساب سے رویت ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس دن رجب کی چوتھی ہوگی اسی دن رمضان کی پہلی ہوگی یا جس دن عید ہوگی عاشورہ اسی دن واقع ہوگا یا رمضان کی پہلی جس دن ہوگی اسی دن یوم النحر ہوگا۔

بعض لوگ اس طرح چاند ثابت کرتے ہیں کہ یہ اونچا ہے لہذا کُل کا ہے۔ بعض تیسریوں اور ماہر موسمیات کی بتلائی ہوئی تاریخوں پر چاند ہونا مان لیتے ہیں۔ آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

جواب۔ تخریب اور علم سے جو دن متعین کیا گیا ہے ہو سکتا ہے کہ اس دن چاند ہو جائے مگر ان طریقوں سے شرعی ثبوت نہ ہوگا جس کی ضرورت عبادات و اوراد و ظائف اعمال کے لئے ہے کیونکہ مسلمانوں کی عبادات کے وجود اور اس کے اجر و ثواب انہی ایام اور تاریخ پر موقوف ہیں جو شرعی طور پر ثابت ہوں مثلاً عرفہ یعنی نویں ماہ ذی الحجہ غیر شرعی طور پر مان کر اس میں وقوف عرفات کیا تو حج نہ ہوگا۔ اسی طرح تمام عبادات کا حال ہے کہ نہ عبادت ہوگی نہ اس کے اجر و ثواب ملیں گے۔

سوال۔ اگر لوگوں نے چاند نہ ہونے پر شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کر لئے اور ابھی اٹھائیس ہی روزے ہوئے تھے کہ عید کا چاند نظر آ گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ عید کر لیں بعد میں ایک روزہ قضا رکھیں بشرطیکہ شعبان کا چاند دیکھ کر رویت سے تیس دن پورے کر کے روزے شروع کئے گئے اور اگر بغیر رویت شعبان

کے تیس دن کی گنتی پوری کر کے روزے شروع کئے تھے تو دو روزے قضا رکھیں۔  
(رقاوی عالمگیری)

## شک کا دن

سوال۔ شک کا دن کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ شعبان کا وہ آخری دن ہے کہ جس کے بارے میں امر کی وجہ سے  
احتمال ہے کہ یہ آخری شعبان ہے یا اول رمضان اور ابھی تک چاند کا ثبوت  
شرعی طور پر نہیں ہوا اور اگر اس دن مطلع صاف تھا چاند نظر نہیں آیا تو پھر  
یہ شک کا دن نہیں اسی طرح ایک شہادت رد ہو گئی یا دو فاسقوں کی شہادت  
رد ہو گئی تو بھی آج شک کا دن ہے۔ (رقاوی عالمگیری فتح القدیر)

سوال۔ پھر شک کے دن کے لئے کیا حکم ہے رمضان کا روزہ رکھیں یا نہیں۔  
جواب۔ زوال تک انتظار کریں اگر شہادت قابل قبول آجائے تو روزہ  
پورا کریں اور اگر شہادت نہ آئے تو عوام تو انتظار کر کے کھاپی لیں اور خواص  
بہ نیت نفل روزہ رکھیں مگر بہ نیت رمضان کوئی روزہ نہ رکھے یہ مکروہ تحریمی  
ہے۔ (در مختار عالمگیری من۱۲)

سوال۔ خواص اور عوام کے درمیان فرق کیا ہے۔

جواب۔ جو شک کے دن روزہ رکھنے کی نیت کا طریقہ جانتا ہے وہ خواص ہیں  
داخل ہے ورنہ عوام ہیں۔

سوال۔ وہ طریق نیت کیا ہے۔

جواب۔ ضبط نفس پر اس درجہ قدرت حاصل ہو کہ بوقت نیت ایسی نیت  
سے نفل روزہ شروع کرے کہ یہ خطرہ بھی نہ آئے کہ اگر کل رمضان ہوا تو یہ رمضان

کاروزہ ہے۔ (شامی)  
سوال۔ اگر شک کے دن کسی نے رمضان ہی کی نیت سے روزہ رکھ لیا تو  
کیا حکم ہے۔

جواب۔ مکروہ تحریمی ہے۔ (در مختار شامی بحر الرائق ص ۱۲۰)

سوال۔ اگر شک کے دن نذریا کفارہ وغیرہ کسی اور واجب کی نیت سے روزہ  
رکھا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ مکروہ بکرہ است تنزیہی ہے۔ (رفع القدیر۔ بحر الرائق)  
سوال۔ اگر کسی نے ب نیت واجب آخر شک کے دن روزہ رکھ لیا تو کیا حکم  
ہے۔ رمضان کا ہو گا یا واجب آخر کا۔

جواب۔ اگر رمضان ثابت ہو گیا تو رمضان کا ہو جائے گا ورنہ جس واجب  
کی نیت کی ہے وہ ہو جائے گا۔ (ہدایہ)

سوال۔ اگر اصل نیت میں تردد اور شک ہے یعنی یوں کہتا ہے کہ اگر کل رمضان  
ہے تو میرا روزہ ہے ورنہ نہیں تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ یہ سرے سے روزہ ہی نہیں ہوا کیونکہ نیت نام ہے ارادہ میں عزم  
اور سختگی کا وہ منقود ہے۔ (تنویر در مختار)

سوال۔ اچھا اصل روزہ کی نیت میں تو شک نہیں مگر وصف میں تردد اور  
شک ہے یعنی یوں کہتا ہے کہ روزہ تو بہر حال کل رکھوں گا مگر کل رمضان ہے  
تو یہ رمضان کا ہو گا ورنہ میرے ذمہ فلاں واجب یعنی کفارہ یا قضا وغیرہ کا ہے  
وہ ہو گا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ رمضان ثابت ہو گیا تو یہ روزہ رمضان کا ہو گا۔ کیونکہ تردد کے  
تعارض سے وصف لغو ہو گیا اصل نیت رہ گئی وہ رمضان کے روزہ کیلئے

کافی ہے۔ اگر رمضان ثابت نہ ہو تو البتہ واجب آخر ادا نہ ہوگا کیونکہ وصف لغو ہونے کے بعد اصل نیت روزہ کی رہ گئی وہ واجب آخر کے لئے کافی نہیں۔ واجب آخر تو واجب آخر ہی کی خاص نیت سے ادا ہوگا ہاں یہ نقل ضرور ہو جائے گا کیونکہ اصل نیت اس کے لئے کافی ہے۔ مگر توڑ دیا تو اس کی قضا نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ قصد انفل کی نیت سے روزہ نہیں رکھا تھا جس کے توڑنے سے قضا لازم آتی ہے۔ (در مختار شامی)

سوال۔ اگر ایک شخص عادی ہے کہ جمعرات جمعہ پیر کے دن روزہ رکھا کرتا ہے شک کا دن اتفاق سے ان ہی دنوں میں سے کوئی دن واقع ہوا تو یہ روزہ رکھی یا نہیں۔ جواب۔ ایسے شخص کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تتقدموا رمضان بصوم یوم ولا یومین الا ان یوافق صوما کان یصومہ احدکم۔ (ہدایہ تنویر۔ در مختار)

سوال۔ اچھا کسی کو عادت نہیں تو شک کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے۔ جواب۔ ہمارے مذہب میں نفل روزہ رکھنا تو اس دن مکروہ نہیں مگر اختلاف اس کی افضلیت میں ہے کہ رکھنا افضل ہے یا چھوڑنا اس میں تین قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ افطار افضل ہے ظاہر و اطلاق ہی تقدم کی وجہ سے۔ سراج الوہاج میں ہے کہ یہی مذہب ہے حضرت عمر و عثمان و ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں یہ روایت ہے کہ تمک کے دن ان کے پاس پانی کا کوزہ بھرا ہوا رکھا رہتا تھا جب آپ سے کوئی روزہ کے بارہ میں سوال کرتا تو آپ اس کے سامنے قدرے پانی نوش فرماتے اور اس عمل سے روزہ نہ رکھنا ثابت فرماتے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ روزہ افضل ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا



روزہ رکھتی تھیں اور بر بنائے احتیاط فرماتی تھیں کہ میں شعبان کا ایک دن روزہ رکھوں یہ زیادہ مجھے پسند ہے اس سے کہ میں افطار کروں ایک دن رمضان سے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ احتیاطاً خواص کے لئے مخفی طور پر روزہ رکھنا افضل ہے اور عوام کے لئے یہ ہے کہ نصف النہار شرعی تک شہادت وغیرہ کا انتظار کریں اگر ثابت ہو جائے کہ رمضان ہے تو روزہ رکھیں ورنہ ان کو افطار افضل ہے تاکہ نسا و عقائد کی فتح البابی عوام میں نہ ہو کچھ دن بعد وہ اس کو رمضان ہی میں شمار کرنے لگیں گے اور اہل کتاب کی طرح معاذ اللہ سرخس پر زیادتی کا عقیدہ قائم ہو جائے گا۔ یہی قول مختار ہے رہا یہ فتح القدر جہا العتق سوال۔ عین شک کے دن روزہ رکھنے کے متعلق تو جو مسائل بیان ہوئے ان سب کا حاصل معلوم ہو گیا اب یہ اور فرمائیں کہ شک سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر عادت ہے تو مکروہ نہیں ورنہ شک کے دن سے ایک یا دو روز پیشتر روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ ہاں تین یا تین سے زیادہ رکھنا مکروہ نہیں بطریق اطلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تتقدموا رمضان بصوم یوم ولا یومین الا رجیل کان یصوم صوما فیصومہ کہ رمضان سے ایک دن یا دو دن پہلے روزہ مت رکھو یہ خوف ہے کہ لوگ اس کو رمضان سے سمجھنے لگیں گے البتہ خود شک کے دن کا نفل روزہ مکروہ نہیں کہ اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسشتنا فرمادیا ہے لا یصام الیوم الذی یشک فیہ انہ من رمضان الا تطوعا رجرا لرائق۔ فتح القدر جہا العتق سوال۔ شک کے دن رمضان کی نیت سے روزہ رکھنا کیوں منع ہے۔ جواب۔ اس لئے کہ رویت سے پہلے رمضان نہیں تو بعض حدیث شک کا

دن شعبان میں ہے تو ایک دن پہلے رمضان کا روزہ رکھنا اللہ کے حکم پر سبقت لیجانا ہے یہ تقدیم بین یدی اللہ ورسولہ ہے جو قرآن سے منع ہے لا تقدوا مولین یدی اللہ ورسولہ اس طرح رمضان سے ایک دو دن پہلے کو احتیاطاً رمضان میں شمار کیا جاسکتا ہے اسلئے کہ ممکن ہے کہ رجب شعبان دونوں انیس کے ہوئے ہوں پس رویت سے قبل یہ بھی تقدیم رمضان ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی منع فرمایا لا تقدوا من احدکم رمضان بصوم یوم او یومین اس میں مشابہت اہل کتاب بھی ہے کہ وہ فرض روزوں پر زیادہ کر دیا کرتے تھے۔

سوال۔ اگر شک کے دن بحالت انتظار بھولے سے کھاپی لیا بعد میں شہادت آگئیں رمضان ثابت ہو گیا تو یہ شخص بھی روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں جواب۔ جی ہاں رکھ سکتا ہے۔ بھول گیاں کا حکم قبل نیت بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ بعد نیت ہے۔ (در مختار)

سوال۔ اگر شک واقع ہو ایوم عرفہ اور یوم النحر میں تو کیا حکم ہے۔  
جواب۔ افضل روزہ ہے۔ رشامی حیات الصائمین عن الخلاصہ

## روزہ کی تعریف

سوال۔ رویت ہلال کے متعلق تفصیلی احکامات معلوم ہوئے اب براہ کرم روزہ کی تعریف بیان فرمائیں روزہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ جو روزہ کا اہل ہو اس کا صبح سے غروب آفتاب تک بہ نیت تقرب الی اللہ کھانا پینا اور جماع ترک کر دینا روزہ کہلاتا ہے۔ (عالمگیری شامی)

سوال۔ روزہ کا اہل کون شخص ہے۔

جواب۔ مسلمان مرد اور وہ عورت جو حیض اور نفاس سے پاک ہو (درمختار)

سوال۔ روزہ کے لئے کیا بالغ ہونا بھی شرط ہے۔

جواب۔ نہیں۔ اس لئے کہ بچہ کا روزہ بھی ہو جاتا ہے۔

سوال۔ کیا روزہ کیلئے جنون اور بھوشی سے افاتہ بھی شرط ہے۔

جواب۔ رات میں ہوش کے ساتھ اگر نیت کر لی ہے اور دن بھر بے ہوشی

میں گذرے تو روزہ ہو جائے گا افاتہ ضروری نہیں۔ ہاں اگر نیت قبل غروب

کی پھر ہوش نہ رہا تو روزہ نہیں ہوا۔ غرضکہ وقت نیت اگر ہوش کے

ساتھ کر لی ہے تو پھر بھوشی میں روزہ گذرے تو کوئی حرج نہیں روزہ ہو گیا۔

## روزہ کے شرائط

سوال۔ روزہ کے شرائط کتنی قسم ہیں۔

جواب۔ تین قسم پر شرائط صحت شرائط وجوب شرائط وجوب ادا۔

سوال۔ روزہ کی صحت کے شرائط کیا ہیں۔

جواب۔ اسلام نیت اور حیض و نفاس سے عورت کا پاک ہونا۔ یہ روزہ کے شرائط

صحت ہیں اگر مسلمان نہیں تو روزہ صحیح نہیں اور اگر نیت نہیں تو روزہ نہیں اگرچہ

ہفتوں بھوک ہڑتال کرے اگر عورت حیض یا نفاس میں ہے تو یہی اس حال میں

روزہ نہیں ہو گا۔ (شامی)

سوال۔ عورت کو روزہ تھا مگر مغرب سے کچھ ہی پہلے عصر کے بعد عورت کو حیض

آگیا تو کیا یہ روزہ عورت کا نہیں رہا دن بھر کی محنت بیکار گئی؟

جواب۔ جی ہاں روزہ نہیں رہا۔ حیض اور روزہ جمع نہیں ہو سکتے اسکی تضاؤ کر۔

سوال۔ شمر الط و جوب کیا ہیں یعنی روزہ جن شمر الط پر فرض ہوتا ہے وہ کیا ہیں؟

جواب۔ اسلام۔ عقل۔ اور بلوغ۔ رعالمگیری۔ فتح القدیر

سوال۔ شروط و جوب ادا کیا ہیں یعنی فرض ہونے کے بعد فوراً ادا کرنا کن شرطوں پر موقوف ہے۔

جواب۔ فوراً واجب ادا ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں ایک صحت دوسری اقامت پس بیمار اور مسافر کو رخصت ہے کہ وہ بعد میں رکھ سکتا ہے۔ (عالمگیری)

## نیت کا بیان

سوال۔ کیا نیت ہر روزہ کے لئے ضروری ہے۔

جواب۔ جی ہاں ہر روزہ کے لئے ضروری ہے۔ (فتح القدیر)

سوال۔ نیت کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ کسی کام کے پختہ ارادہ کو کہتے ہیں (شامی)

سوال۔ زبان سے نیت کرنا کیسا ہے۔

جواب۔ اصل میں تو نیت نام ہی عمل قلب کا ہے۔ زبان سے کہنے کا کوئی اعتبار

نہیں مگر زبان سے الفاظ کہنا غافل قلب کو متنبہ کرنے کا ذریعہ ہے اسلئے

سلف صالحین نے اس کو پسند فرمایا تاکہ قلب سے غفلت دور ہو جائے اگر

زبان سے نیت کرے تو بہتر یہ ہے صیغہ ماضی کے ساتھ ہو مثلاً رات کو کہے کہ

میں نے کل کے روزہ کی نیت کی اور اگر صیغہ حال کے ساتھ یوں کہے کہ میں نیت

کرتا ہوں روزہ کی تو یہ بھی صحیح ہے۔ (تنویر۔ در مختار۔ شامی)

سوال۔ روزہ کی نیت کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔

جواب۔ غروب آفتاب کے بعد سے وقت نیت ہی نیت ہے۔ رات میں

جب چاہے نیت کر لے ہاں اگر نیت غروب آفتاب سے پہلے کی تو روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ (عالمگیری ص ۲۷۷)

سوال۔ اگر رات کو نیت نہ کر سکا تو اب دن میں بھی نیت کر سکتا ہے یا نہیں۔  
جواب۔ جن روزوں کے لئے دن متعین ہیں مثلاً رمضان ہو یا نذر معین ہے اس میں صبحوہ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک دن میں نیت کر سکتا ہے اور نفل میں بھی کر سکتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور روزہ واجب مثلاً کفارہ و قضا وغیرہ میں نیت دن میں نہیں کر سکتا اور جن روزوں میں دن کی نیت کی اجازت بھی ہے ان میں بھی افضل یہی ہے کہ دن نکلنے سے قبل رات میں ہی نیت کر لی جائے (تنویر عالمگیری)

سوال۔ اگر دن میں نیت کر لے تو اس کا کیا طریقہ ہے۔

جواب۔ اس کا طریقہ علماء نے بتلایا ہے کہ نیت کرے تو اب سے روزہ شروع کرنے کی نہ کرے بلکہ نیت میں یہ ہو کہ اول دن سے روزہ شروع ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ صبحوہ کبریٰ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ دن ایک عربی ہوتا ہے اور ایک شرعی۔ عربی دن کی ابتدا طلوع آفتاب سے ہوتی ہے اور انتہا غروب آفتاب پر شرعی دن کی ابتدا طلوع فجر سے ہوتی ہے اور انتہا غروب آفتاب پر عربی دن کے نصف کو استواء کہتے ہیں اور شرعی دن کے نصف کو صبحوہ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی کہتے ہیں۔ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان کا حصہ رات کے ساتویں حصہ کی برابر ہے عربی میں ساتویں حصہ کو سبع کہتے ہیں اگر دن کے بھی سات حصہ کر کے اس میں شامل کر لئے جائیں تو کل آٹھ سبع ہوتے ہیں اس کے نصف یعنی چار سبع پر

نصف النہار شرعی یعنی ضحوة کبریٰ ہوگا اور ابتدا طلوع شمس سے تین ساع پر ہوگا وہ بحساب ساعات پانچویں ساعت اور ایک ساعت کا ساتواں حصہ ہوگا۔  
 جن روزوں میں دن کی نیت کی اجازت ہے ان پر لازم ہے کہ ضحوة کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے نیت کر لیں خاص الوقت یا اس کے بعد پھر نیت کا وقت نہیں۔ (تتویر حیات الصائمین)

سوال۔ بلحاظ ساعت کوئی ایسا آسان طریقہ بتلا دیجئے جس سے ہم معلوم کر لیں کہ اب ضحوة کبریٰ شروع ہو گیا۔ تو اس ساعت سے پہلے پہلے ہم نیت کر سکیں۔  
 جواب۔ علمائے ہیت نے عرفی دن کو بارہ ساعت پر تقسیم کیا ہے اس سے کم یا زیادہ نہیں کمی زیادتی نفس ساعت میں ہو سکتی ہے مگر اس تعداد میں نہیں۔ ساعت معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان سیدھا کھڑا ہو اور اپنے سایہ کو اپنے قدم سے ناپے اگر سایہ اصلی کو چھوڑ کر سایہ تیسرا قدم ہے تو یہ تیسرا قدم پہلی ساعت کا آخر ہے اور بارہ قدم پر دوسری ساعت کا آخر ہے چھ قدم پیر تیسری ساعت کا آخر ہے۔ اور تین قدم پر چوتھی ساعت کا آخر ہے اور ایک قدم پر سوائے سایہ اصلی کے پانچویں ساعت کا آخر ہے۔ حسب میں یہ اصلی کو نظر انداز کیا جائے گا اور سایہ اصلی وہ چھٹی ساعت کا آخر ہے اب ساتویں ساعت پانچویں ساعت کے مثل ہے اور آٹھویں ساعت مثل چوتھی ساعت کے ہے۔ اور نویں ساعت مثل تیسری ساعت کے اور دسویں ساعت مثل دوسری ساعت کے ہے اور گیارہویں ساعت مثل پہلی ساعت کے ہے اور پھر بارہویں ساعت ہے جس کا آخری وقت وقت غروب ہے پس جب تک کہ سایہ مقدار ایک قدم یا اس سے زیادہ ہے سوائے سایہ اصلی کے تو ابھی ضحوة کبریٰ شروع نہیں ہوا ہے نیت کر سکتا ہے اور جب ایک قدم

سے سایہ ذرا بھی کم ہوا تو وقت نیت نہ رہا اب نیت جائز نہیں (حیاء الصائمین) سوال۔ اگر رمضان اور ذی الحجین اور نفل میں خاص ان کے نام نہ لئے جائیں بلکہ مطلقاً بلا کسی قید کے یوں کہا جائے کہ میرا روزہ ہے تو اس مطلق نیت سے کیا روزہ ہو جائیگا۔ جواب۔ جی ہاں یہ تینوں روزے مطلق روزہ کی نیت سے بھی ادا ہو جائیں گے۔ (ردیہ) سوال۔ رمضان کا روزہ واجب آخر یعنی کسی دوسرے واجب یا نفل کی نیت سے بھی ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب۔ جی ہاں ہو جائے گا کیونکہ یہ دن تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر حال رمضان کے فرض روزہ کے لئے ہی متعین ہو چکا ہے۔ پس تمہارا مقرر کردہ وصف لغو ہو جائیگا اصل نیت باقی رہ جائے گی۔ وہ رمضان کے لئے کافی ہے۔ (ردیہ)

سوال۔ کیا مسافر یا مریض اگر رمضان میں کسی واجب آخر مثلاً قضاء کفارہ وغیرہ کی نیت سے روزہ رکھے تو رمضان کا روزہ ہو گا یا واجب کا۔

جواب۔ چونکہ مرض اور سفر کی وجہ سے اس کے لئے رمضان کا روزہ معاف ہو چکا ہے لہذا اس کے لئے بھی مثل شعبان کے ہو گیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جس روزہ کی بھی نیت کرے گا وہی روزہ ہو جائے گا۔ مگر صحابین فرماتے ہیں کہ جب اس مریض یا مسافر نے معافی سے فائدہ نہیں اٹھایا اور روزہ ہی رکھنا چاہتا ہے تو پھر چاہے جس نیت سے بھی رکھے وہ رمضان ہی کا ہو گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ اگر مسافر یا بیمار رمضان میں نفل روزہ رکھے تو نفل ہو گا یا رمضان کا۔

جواب۔ اس میں دو قول ہیں بعض کہتے ہیں نفل ہو گا کیونکہ بوجہ رخصت رمضان مثل شعبان ہو گیا ہے بعض کہتے ہیں رمضان کا ہو گا کیونکہ نفل ثواب کے لئے رکھا جاتا ہے اور فرض میں ثواب زیادہ ہے لہذا نفل کی نیت سے بھی فرض

رمضان ہی ادا ہوگا۔ رہدایہ۔ عنایہ۔ فتاویٰ قاضی خاں،  
سوال۔ اگر نذر معین کے دن واجب آخر کی نیت سے روزہ رکھا تو کون  
روزہ ہوگا واجب ہوگا یا نذر کا۔

جواب۔ واجب آخر کا ہوگا۔ (تنویر۔ درمختار۔ شامی)

سوال۔ رمضان کا دن بھی متعین تھا اور نذر کا بھی پھر کیا وجہ ہے کہ رمضان  
میں تو واجب آخر کی نیت کی تو واجب آخر نہ ہو اور رمضان کا روزہ ہوا اور نذر  
معین کے دن اگر کسی اور روزہ واجب کی نیت کی تو وہ ہو گیا وجہ فرق کیا ہے۔  
جواب۔ اگرچہ یہ دن بھی متعین تھا خاص نذر کے لئے لیکن منجانب عبد یحییٰ  
تھی جو کمزور ہے۔ اور رمضان منجانب شارع متعین ہے یہ تعین قوی ہے۔ دونوں  
میں فرق ہے۔ پس نذر کی متعین دن میں نذر کا روزہ ہوگا واجب کی نیت کی ہے  
تو وہ واجب ادا ہو جائے گا نذر کی بعد میں قضا کرے گا۔ (تنویر۔ درمختار۔ شامی)  
سوال۔ اگر قضاے رمضان اور نفل دونوں کی نیت سے روزہ رکھا تو  
کون سا روزہ ہوگا۔

جواب۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قضا ہوگا یہ حق اللہ  
ہے جو قوی تر ہے (فتاویٰ نزاریہ)

سوال۔ اگر ایک رمضان کے دور روزے قضا ہوئے تو نیت کس طرح  
کرے کیا نیت میں تعین کرے اول اور دوسرے روزہ کی۔

جواب۔ جی ہاں بہتر یہ ہے کہ یوں کہے کہ میں نیت کرتا ہوں اول دن کے روزہ  
کی جو مجھ پر قضا ہے اسی رمضان سے پھر دوسرے دن کی اور اگر صرف قضا کی  
نیت کی آدل دوسرا نہ کہا تو یہ بھی جائز ہے۔ (فتح القدیر)

سوال۔ اگر دو رمضان کے دور روزے اس کے ذمہ قضا ہیں تو کیا نیت



تعمین کرنا ضروری ہے کہ فلاں رمضان کے روزے کی قضا کر رہا ہوں۔  
 جواب۔ جی ہاں مختار قول یہی ہے کہ تعمین ہونی چاہیے مثلاً یوں کہے کہ پہلے  
 رمضان کا روزہ رکھتا ہوں۔ اگر تعمین نہیں کی صرف قضا کی نیت کی تو بھی جائز  
 ہے (فتاویٰ قاضی خاں فتح القدیر)

سوال۔ اگر قیدی کو رمضان کی خبر نہیں۔ اسلئے رمضان کا روزہ اٹکل سے  
 رکھا تو کیا یہ روزہ ہو جائے گا۔

جواب۔ اگر رمضان گزر چکے ہیں اور پھر اس نے بہ نیت رمضان روزہ رکھا  
 تو روزہ رمضان کا ہو جائے گا ورنہ رمضان سے پہلے رمضان کا روزہ نہیں ہوگا۔  
 سوال۔ اگر اکٹھ روزے قضا اور کفارہ کے رکھے مگر تعمین نہیں کیا کہ ان  
 میں کونسا روزہ قضا کا ہے اور کونسا کفارہ کا تو یہ سب بغیر تعمین ادا ہو جائیں گے۔  
 جواب۔ ادا ہو جائیں گے۔ پہلا قضا کا۔ باقی کفارہ کے ہونگے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)  
 سوال۔ اگر قضا رمضان اور نذر دونوں کی نیت کی تو کونسا روزہ ہوگا۔

جواب۔ قضا رمضان ہوگا۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر رات میں کفارہ اور نذر معین یا نفل اور نذر معین کی ایک ساتھ  
 نیت کی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ بالاجماع نذر معین کا روزہ ہوگا (عالمگیری)

سوال۔ اگر کفارہ ظہار اور قضا رمضان کی نیت سے روزہ رکھا تو  
 کون سا روزہ ہوگا۔

جواب۔ قضا رمضان کا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور بمقابلہ کفارہ  
 ظہار کے قوی ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ اگر کفارہ ظہار اور قتل یا قضاے رمضان اور قتل کی نیت کی تو

کون سا روزہ ادا ہوگا۔

جواب۔ بالاتفاق کفارہ قتل کا روزہ ہوگا۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر نیت قضا، رمضان اور نفل کی کی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضا، رمضان کا روزہ ہوگا کیونکہ یہ قوی ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ ایک شخص نے رات کو روزہ کی نیت کی پھر رات ہی کو نیت سے

رجوع بھی کر لی اس کے بعد دن بھر کچھ کھایا یا پیا بھی نہیں تو کیا روزہ ہوا

یا نہیں۔

جواب۔ دن میں فقط رجوع سے روزہ نہیں جاتا جب تک روزہ کے منافی

کوئی کام بھی نہ کرے مثلاً کچھ کھائے یا پیے۔ (عالمگیری)

سوال۔ بوقت سحر لوگ اسی ارادہ سے کھانے پینے کے لئے اٹھتے ہیں کہ

کل فلاں روزہ رکھیں گے مزید نیت نہیں کرتے تو کیا یہ کافی ہے۔

جواب۔ جی ہاں یہ کافی ہے۔ (عالمگیری)

## سحری کا بیان

سوال۔ سحری کرنا کیسا ہے۔

جواب۔ مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تسحرو فان

فی السحور سبأکة۔ سحری کرو سحری میں برکت ہے یعنی اس میں اجر و ثواب کی

زیادتی ہے سنت کا قیام ہے روزہ کے لئے طاقت اور قوت

..... اور بہت سے وقتی منافع حاصل ہوتے ہیں مثلاً دعا کرنا

تجدید پر مہنا استغفار کرنا غرضکہ سحری کا وقت عجیب رحمت و برکت

نیکوئوں میں کثرت اور تجلیات کے نزول کا وقت ہے۔ اور آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان  
فرق سحری کا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عرباض کو سحری  
کے کھانے پر یہ کہہ کر مدعو کیا (ھلما الی الغذاء المبارک) اس غذار  
مبارک کی طرف آؤ۔ (مراقی الفلاح۔ طحاوی مواعظ) ۱۱۳

سوال۔ سحری کا وقت کون سا ہے۔

جواب۔ رات کا پھلا چھٹا حصہ سحری کا وقت ہے۔ (شامی مرقا ص ۵۹)

سوال۔ کیا اس سے پہلے سحری کر سکتا ہے۔

جواب۔ یہ بھی ایک قول ہے کہ رات کا پہلا حصہ گزرنے کے بعد جب پھلا  
نصف حصہ رات کا آٹے تو وہ بھی سحری کا وقت ہے (مرقات)

سوال۔ ان دونوں میں افضل وقت کونسا ہوگا۔

جواب۔ پھلا حصہ افضل ہے سحری جس قدر تاخیر کر کے کھائے گا اسی قدر زیادہ  
ثواب ہے کیونکہ تاخیر مستحب ہے۔ (در مختار)

سوال۔ اگر سحری بالکل نہ کھائے تو کیسا ہے۔

جواب۔ نبوی قول فعل کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان روزہ میں فرق سحری کا ہے۔  
اس کے علاوہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ لہذا کچھ نہ  
کچھ کھا کر سحری کرنے۔

سوال۔ کیا سحری میں خوب شکم بھر ہو کر کھانا بھی ضروری ہے۔

جواب۔ نہیں۔ بلکہ زیادہ کھانا تو روزہ کے مقصد کے خلاف ہے۔ البتہ  
کچھ اتساع سنت کی نیت سے کھانے تاکہ کچھ بھوک رہے تو غربائی

بھوک کا اندازہ ہو سکے مساکین پر رحم آئے۔ بھوک کی کچھ تکلیف محسوس ہو تو بقدر مشقت و تکلیف اجر و ثواب بھی زیادہ حاصل ہو اور مجاہدہ و ریاضت سے نفس مریض ہو کر آسمانی برکات انوار و تجلیات کا مستحق ہو۔ (مراتی الفلاح، طحاوی)

سوال۔ اگر کسی کا کھانے کو دل نہیں چاہے تو کیا پانی پینے سے بھی سحری کا ثواب مل جائے گا۔

جواب۔ جی ہاں مل جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (السحری بركة فلا تدعوا ان یجمع احدکم جرمه ماء فان الله وملائکته یصلون علی المتسحرین) یعنی سحری میں برکت ہے پس اس کو نہ چھوڑو اگرچہ اتمنا ہی ہو کہ کوئی تم میں سے ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتہ درود بھیجتے ہیں سحری کرنے والوں پر۔ پس سحری کی برکت ایک گھونٹ پانی سے بھی حاصل ہو جائیگی۔ (مراتی الفلاح، طحاوی)

سوال۔ آپ نے لکھا ہے کہ سحری میں تاخیر مستحب ہے مگر یہ نہیں معلوم ہوا کہ تاخیر کب تک مستحب ہے۔

جواب۔ جب تک وقت میں شک نہ ہو۔ اگر یہ شک ہو گیا کہ وقت رہا یا نہ رہا تو مستحب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ مستحب وقت شک سے پہلے پہلے ہے۔ (طحاوی)

سوال۔ اگر وقت میں شک تھا اور سحری کھالی تو کیا اس روزہ کی قضاء لازم آئیگی۔

جواب۔ اگر بعد میں یہ ظاہر ہو گیا کہ اس وقت صبح ہو گئی تھی تو صرف قضا لازم ہوگی ورنہ نہیں۔ ہاں اس قدر تاخیر کر کے سحری کرنے سے گنہگار ہوگا۔

(مراتی الفلاح، طحاوی)

سوال۔ اوپر آپ نے فرمایا ہے کہ سحری میں زیادہ نہ کھا یعنی بسیار خوری کو کام میں نہ لائے۔ یہ سنکر تو بدن پر لرزہ طاری ہو گیا اگر اس میں چھٹی ہوتی تو اچھا

تھابے فسکری سے جتنا چاہتے کھاتے پیتے کیونکہ تمام دن بے کھائے پیئے گزارنا ہے۔ کیا اس کھانے کا بھی حساب لیا جائے گا۔

جواب۔ آپ فکر مند نہ ہوں۔ اوپر جو لکھا گیا تھا وہ اعلیٰ بات تھی مقصد روزہ حاصل کرنے کے لئے لکھا گیا تھا۔ اگر آپ میں ہمت نہیں ہے تو فسکر نہ کیجئے اس کھانے پر کوئی حساب نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انشاء اللہ تین شخصوں پر کھانے میں حساب نہیں بشرطیکہ حلال کھایا ہو روزہ دار پر اور سحری کھانے والے اور سرحد پر گھوڑا باندھنے والے پر۔ (مشکوٰۃ)

سوال۔ اگر صوم رمضان کی نیت کر لی تھی بعد نیت پھر سحری کھائی باوجودیکہ یقین تھا کہ سحری کا وقت نہیں رہا یا گمان غالب تھا کہ فجر ہو گئی اور بعد میں ظاہر بھی ہو گیا کہ فجر ہو گئی تھی تو کیا حکم ہے

جواب۔ ان دونوں صورتوں میں کفارہ لازم آئے گا۔ (رحیات الصائمین)

سوال۔ ایک شخص کی خبر یہ کہ ابھی فجر نہیں ہوئی کھا لیا بعد میں ظاہر ہوا کہ فجر ہو گئی تھی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔ کیونکہ بر بنائے اصل رات ہی۔ (رحیات الصائمین)

## افطاری

سوال۔ افطاری میں اتنا انتظار کرنا کہ خوب ستارے نکل آئیں یہ چاہئے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میرے طریقہ پر رہے گی جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے گی۔ بخاری و مسلم ترمذی میں یہ حدیث ہے کہ ہمیشہ لوگ خبر کے ساتھ رہیں گے جب تک کہ افطار میں جلدی کریں گے۔ اس جلدی سے یہ مراد ہے کہ ستاروں کے چمکنے سے پہلے پہلے افطار

کر لیا جائے۔ ایسا افطار کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہوگا۔ ترمذی وغیرہ کتب احادیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں میں سے مجھے وہ بندہ زیادہ پیارا ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ کے اخلاق سے ہے افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر کرنا اور نماز میں ایسے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا۔ مشکوٰۃ۔ مراقی الفلاح۔ طحاوی، سوال۔ بعض لوگ اتنی جلدی کرتے ہیں کہ وقت افطار ہونے میں ابھی شک ہی رہتا ہے مگر لوگ جلدی کر کے افطار کر لیتے ہیں۔ ایسے شک میں افطار کرنے کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس صورت میں قضا تو روزہ کی ضروری ہے مگر کفارہ میں اختلاف ہے۔ ابو جعفر کے قول <sup>رضی اللہ تعالیٰ عنہ</sup> مختار کی بنا پر اس روزہ کی افطار میں کفارہ بھی لازم آئیگا اور اگر بعد میں یہ ثابت ہو گیا کہ ابھی دن تھا تو بالاتفاق قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ لہذا جلدی نہ کرو وقت کی خوب تحقیق کر کے افطار کیا کرو۔

(ہدایہ۔ فتح القدر)

سوال۔ بعض لوگ اذان سن کر بے تاب ہو جاتے ہیں کہ فلاں مسجد میں اذان ہو رہی ہے۔ پس افطار کر لوگوں کے اس کہنے پر عمل کرے یا نہیں۔ جواب۔ اگر صبح وقت میں اذان دینے کا اہتمام کسی مسجد میں ہے تو اس کی آواز پر افطار کر لینا چاہیے۔ ورنہ بعض مسجدوں میں بھی خود جلد بازی سے کام لیا جاتا ہے۔ ایسے موزونوں کی آواز پر افطار نہ کرے جب تک کہ غروب آفتاب پر اپنا گمان غالب نہ ہو جائے ہرگز افطار نہ کرے اس میں کسی کی روز قضا کی ضرورت نہیں۔ (رشتاھی)

سوال۔ توپ اور گولوں کی آواز پر بھی افطار کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ اگر کسی ماہر وقت کے زیر نظر گولے اور توپ چھوڑنے کا اہتمام ہے تو افطار جائز ہے۔ کیونکہ اس سے گمان غالب ہو جاتا ہے۔

سوال۔ قبل از وقت افطار کرنے والوں کے لئے بھی وعید و عذاب بیان فرمائیں لوگ بہت جلدی کرتے ہیں شور مچا دیتے ہیں پوری طرح اطمینان نہیں ہونے پاتا کہ افطار کر لیتے ہیں۔

جواب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ دو شخص آئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا کہ چڑھئے۔ میں نے کہا مجھ کو طاقت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم آسمان کر دینگے میں چڑھایج میں پہنچا تو سخت آوازیں سماعت میں آئیں۔ میں نے کہا یہ کیسی آوازیں ہیں کہا جنہمیوں کی آواز ہے۔ پھر مجھے آگے لجا یا گیا ایک قوم کو دیکھا وہ لوگ اٹے لٹکائے گئے ہیں ان کی باچھیں چیری جا رہی ہیں کہ جن سے خون بہتا ہے۔ میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں۔ کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کرتے تھے۔ پس اتنی جلدی نہ کرو کہ کہیں وقت سے پہلے افطار کرنا لازم آجائے۔

سوال۔ کس چیز پر روزہ افطار کرنا سنت ہے۔  
جواب۔ کھجور۔ پانی۔ پر افطار مسنون ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کہ وہ برکت یعنی زیادہ ثواب ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ مرتبات میں ہے کہ حدیث کے موافق ترتیب کے لحاظ میں کمال سنت کا لحاظ ہے تو اگر کھجور کے ہوتے ہوئے پانی سے شروع کیا یا پانی پر اکتفا کیا تو سنت کی مخالفت ہوگی۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پہلے تر

کھجوروں سے روزہ افطار کرتے تھے تر نہ ہوتی تو چند خشک کھجوروں سے  
اور اگر یہ بھی نہ ہوتی تو چند چلو پانی سے افطار فرماتے (مشکوٰۃ)

سوال۔ کتنے کھجور پر افطار کرے۔ پھر نماز مغرب سے پہلے افطار کرے یا بعد میں  
جواب۔ اصل سنت تو ایک کھجور سے بھی ادا ہو جائیگی مگر حدیث میں جمع کا صیغہ

كان النبي صلى الله عليه وسلم يفطر قبل ان يصلي على مرطبات  
فان لم تكن مرطبات فتيمات فان لم تكن تيمرات فاصحوات من ماء

تو کمال سنت کم از کم تین سے ادا ہوگی۔ کیونکہ جمع کا ادنیٰ درجہ تین ہے بلکہ بعض  
روایات سے تین کھجور ثابت بھی ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آگ

سے مس ہوئی چیز پر افطار نہ کرے یہ بھی حدیث سے معلوم ہو گیا کہ نماز مغرب  
سے پہلے افطار کرنا سنت ہے۔ (مرقات۔ زرقانی۔ اشعة اللغات۔ مواہب)

سوال۔ کیا کھجور ہوتے ہوئے آب زم زم سے افطار کرنا سنت ہے۔

جواب۔ نہیں۔ فتح مکہ میں سوال ہوا آپ نے مکہ معظمہ میں بہت روزے رکھے  
مگر کھجور پر آب زم زم کو مقدم کرنا آپ سے منقول نہیں۔ (مرقات)

سوال۔ کھجور پر افطار کرنے میں کیا حکمت ہے۔

جواب۔ یہ شیریں ہیں اور شیرینی سے بدن کی زائل شدہ قوت لوٹ آتی ہے  
نیز حلاوت ایمان حاصل ہونے اور تلخی معصیت کے زوال پر ایک عمدہ

اور نیک تفاول ہے۔ بعض اطباء نے کہا کہ کھانے سے آنکھ کو نقصان ہوتا  
ہے وہ محمول سے زیادہ کھانے پر۔ (مرقات)

سوال۔ روزہ کی نیت اگر افطار کے وقت کرے تو کیسا ہے۔

جواب۔ دوسرے دن کے لئے روزہ کی نیت کا افضل وقت آج افطار کا  
وقت ہے۔ (حیات الصائمین)



سوال۔ اگر نیت بروقت افطار ہو تو کن لفظوں میں ہو۔

جواب۔ افطار کے وقت یوں پڑھے۔ اللعصم لك صحت و بک امنت  
وعليك توكلت و على سہماتك افطرت و صوم الخد من شہر رمضان  
نویت فاغفر لی ما قدمت و ما اخرت۔ (عالمگیری)

سوال۔ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ایک افطار  
کے وقت اور ایک تقارب کے وقت۔ (فرحت عند فطرہ و فرحت  
عند لقاء ربہ) اس فرحت اور خوشی کا بیان... قدرے تفصیل کے ساتھ  
فرمائیں کہ کیوں خوشی ہوتی ہے۔

جواب۔ خوشی ظاہر ہے کہ ممانعت کے بعد کھانے پینے کی اجازت ہوئی ہے  
جو خود کس قدر فرحت انگیز ہے۔ لہذا اجازت کی خوشی پھر بھوک میں کھانے پر  
بے مثل لذت حاصل ہونے کی خوشی روزہ پورا ہونے پر تمام نعمت کی خوشی۔  
حصول توفیق کی خوشی نور عبادت سے باطن مستیز ہونے کی خوشی افطار کے  
وقت مغفرت کی خوشی۔ دعا قبول ہونے کی خوشی پس یہ تمام اسباب فرحت  
اور خوشی کے ہیں جو افطار کے وقت موجود ہیں دوسری خوشی تقارب کے وقت  
جو آخرت میں حاصل ہوگی اس فرحت کو بھی افطار کے وقت کی خوشی پر قیاس  
کر لو کہ جب نعمت کے دنیا میں ملنے کی یہ خوشی ہے تو آخری نعمتوں کے ملنے کے  
وقت کیا خوشی ہوگی پھر خود منعم ملنے کے وقت کس قدر خوشی اور فرحت ہوگی۔  
لہذا افطار کے وقت اسلئے بھی خوشی اور فرحت ہوتی ہے کہ اس وقت  
رب تبارک و تعالیٰ کے ملنے کی خوشی کا کچھ اندازہ کر کے خیال دید میں جو  
ہو جانے کا وقت ہے تفسیر روح البیان میں ہے کہ عیدتیں ہیں ایک عید  
افطار یہ طبعی عید ہے دوسرے عید موت وہ ایمان کامل پر ہوتا ہے تیسرے

عید تجلی وہ آخرت میں ہوگی جو سب سے بڑی عید ہے اللہ تعالیٰ صفت جمال کے ساتھ تجلی فرمائے گا یہ عید تقار ہے پھر کیوں نہ خوشی ہو۔

**سوال**۔ افطار کے وقت کیا دعا پڑھے  
**جواب**۔ مختلف دعائیں حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم سے اس وقت پڑھنا ثابت ہیں۔ وہ سب درج ذیل ہیں۔

(۱) اَذْهَبَ الظَّمَا وَابْتَلَّتِ العُرْوَةُ وَثَبَّتِ الاجْرُ الشَّاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی  
یعنی پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجر ثابت ہو گیا اللہ تعالیٰ  
(مشکوٰۃ شریف)

(۲) اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَيْ سَهْمِكَ افطرت۔

یعنی الہی تیرے ہی واسطے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا (مشکوٰۃ)  
اس میں روزہ و افطار دونوں نعمتوں کا شکر ہے۔

(۳) الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَعَانَنِيْ فُصِمْتُ وَسَهَمَ قَنِيْ فَا فطرت۔

یعنی حمد ہے اُس ذات کے لئے جس نے میری مدد کی تو میں نے روزہ رکھا  
اور مجھ کو رزق دیا تو میں نے افطار کیا۔

(۴) اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَعَلَيْ رِزْقِكَ افطرت نَا فَتَقْبَلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ

مواہب میں بجائے ضمیر جمع کے مفرد ضمیر ہے یعنی (صمت افطرت فقطیل  
منی) تو اگر اکیلا ہو تو ضمیر مفرد کے ساتھ پڑھ لے اور جماعت کے ساتھ  
افطار کرے تو ضمیر جمع کے ساتھ پڑھے۔

(۵) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ دعا افطار کے وقت پڑھی۔ اللہم انی

اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِيْ (اذکار نووی)

سوال۔ اگر افطار کرنے کے بعد کنارہ سورج نظر آگیا اور ثابت ہو گیا کہ

دن تھا مگر بروقت افطار لیقین تھا کہ سورج نہیں ڈوبا یا گمان تھا یا شک تھا یا بعد افطار تو کچھ ظاہر نہیں ہوا کہ دن تھا یا نہیں مگر لیقین تھا کہ دن ہے یا گمان غالب تھا کہ دن ہے یا شک اور تردد تھا دن ہونے نہ ہونے میں اور باوجود اس کے پھر افطار کر لیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضاہ ان سب صورتوں میں لازم ہے۔ مگر کفارہ بعض میں بلا خلاف لازم ہے بعض میں باختلاف پہلی دوسری صورت میں بالاتفاق کفارہ بھی ہے۔ تیسری شکل میں اختلاف ہے مگر ابن الہمام فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں جانا کہ وجوب کفارہ میں کسی نے خلاف کیا ہو۔ چوتھی صورت میں بھی بالاتفاق کفارہ ہے۔ پانچویں شکل میں اختلاف روایت ہے مگر صاحب بدائع نے عدم وجوب کفارہ کی تصحیح کی ہے۔ چھٹی صورت میں زلیعی اور ابن الہمام نے وجوب کفارہ میں اختلاف نقل کیا ہے۔ مگر صاحب سراج نے عدم وجوب کفارہ پر اجماع نقل کیا ہے۔ (رحیات الصائمین)

سوال۔ ایک شخص کی خبر پر کہ وقت افطار ہو گیا افطار کر لینا چاہیے یا نہیں جواب۔ اگر وہ نیک اور عادل ہے اور قلب اس کی سچائی پر مائل ہے تو کوئی حرج نہیں افطار کر سکتا ہے۔ (شامی)

سوال۔ اگر دو شخصوں نے غروب کی شہادت دی اور ڈونے عدم غروب کی۔ اس نے افطار کر لیا بعد میں ظاہر ہوا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس میں کفارہ نہیں۔ صرف قضا ہے کیونکہ اعتقاد کیا شہادت اثبات پر۔ (شامی)

سوال۔ کیا افطار کی وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

جواب۔ بیشک دعا قبول ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ)

سوال۔ دوسروں کا روزہ افطار کرانے کا کیا ثواب ہے۔

جواب۔ حدیث میں ہے۔ (من افطر صائماً او جفراً غائراً یا فله مثل اجرہ)

یعنی جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرے۔ اے یا غازی کو سامان دے اس کا اجر بھی اسی کے مانند ہے۔ ایک اور روایت میں ہے اس کے لئے گناہوں کی مغفرت

اور دوزخ سے آزادی ہے۔

سوال۔ روزہ دار اذان مغرب کے جواب میں مشغول ہو یا افطار کرے۔

جواب۔ اگرچہ مسنون ہے کہ ترک اکل و شرب کر کے اذان کا جواب دے مگر خاص

افطار کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذ اسمع النداء احدکم

والاناء فی یدہ فلا یضعہ حتی یقضى حاجتہ منہ) جب تم میں سے کوئی اذان

سنے اور اس کے ہاتھ میں برتن ہو تو اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اس سے اپنی حاجت

پوری کرے یعنی اذان کی وجہ سے کھانا پینا نہ چھوڑے اس میں تعجیل افطار

کی انتہائی تاکید ہے۔ یہ بھی پہلو نکلتا ہے کہ صبح کی اذان کے بارہ میں ہو کہ کھانا

نہ چھوڑے جب تک کہ طلوع فجر میں شک واقع نہ ہو۔ (اشعۃ اللغات)

## مفسد صوم

یعنی

### روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

سوال۔ مفسد صوم کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ جس سے روزہ میں فساد آجائے یعنی روزہ جاتا رہے اور باطل ہو جائے۔

**فساد اور بطلان** | سوال - کیا فساد اور بطلان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے  
**کافرق** | جواب - جی ہاں عبادات میں ایک ہی مطلب ہے۔ فساد  
 کہو یا باطل دونوں کا یہی مطلب ہے کہ روزہ ٹوٹ گیا ہاں معاملات میں فرق  
 ہے اگر معاملہ کا اثر مرتب نہ ہو تو وہ باطل ہے۔ اور اگر معاملہ کا اثر تو ظاہر ہوتا  
 ہے مگر شرعاً مطلوب التفاسخ ہے یعنی شریعت چاہتی ہے کہ اس معاملہ کو نسخ  
 کر دیا جائے تو اس کو فاسد کہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہیں تو صحیح ہے مثلاً  
 مردار کی بیع باطل ہے پس اس کا اثر ہی مرتب نہ ہوگا جو ملک ہے یعنی اس کا کوئی  
 مالک ہی نہیں ہوگا اور اگر کسی شرط فاسد کے ساتھ غلام کو فروخت کیا اور مشتری  
 یعنی خریدار کے سپرد بھی کر دیا تو خریدار مالک ہو جائے گا بیع کا اثر مرتب ہو گیا  
 مگر واجب التفاسخ ہے یعنی شریعت چاہتی ہے کہ اس معاملہ کو نسخ کر دیا جائے۔  
 (درمختار و عثمانی)

**روزہ شکن صورتوں کا ضابطہ** | سوال - روزہ کب اور کن صورتوں میں ٹوٹتا  
 ہے کچھ اس کے لئے اصول بیان فرمائیں۔  
**جواب** - کھانے پینے اور منہ بھر کر قعدا تے کرنے اور جماع کرنے سے اگرچہ  
 معنایاً ہی ہو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ہر چیز کا باہر سے معدہ آنت اور دماغ  
 کے اندر پہنچنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ دماغ اور پیٹ میں کوئی شے  
 خواہ عادی راہوں مثلاً کان ناک یا خانہ اور عورت کے شرم گاہ کی جگہ سے  
 داخل ہو یا کوئی غیر عادی راہ گھل گئی ہو مثلاً پیٹ کا یا دماغ کا زخم ہو اس  
 راہ سے داخل ہو پس اگر یہ شے مصلح بدن ہے تو خواہ مثل حقنہ وغیرہ کے خود زودار  
 نے اپنے فعل سے اندر داخل کیا ہو یا کسی اور نے بہر صورت روزہ فاسد ہو جائیگا  
 اور اگر اندر پہنچنے والی چیز غیر مصلح بدن ہے تو خود روزہ دار کے فعل سے

وہ چیز اندر پہنچی ہے تو روزہ جاتا رہے گا ورنہ نہیں۔ مثل تیر اور چہرے وغیرہ کے کہ اگر کسی نے ایسا مارا کہ پیٹ میں غائب ہو گیا تو روزہ نہیں گیا اور خود ایسا کیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا البتہ تمتنہ کی راہ ایک ایسی ہے کہ اس راہ سے جو چیز بھی اندر پیٹ میں اتر جائے گی اس کے لئے کوئی قید نہیں خواہ خود فعل صائم سے اترے یا کسی اور کے فعل سے وہ شے مصلح بدن ہو یا نہ ہو بہر حال مفسد روزہ ہے الا وہ صورت کہ جس سے بچنا ناممکن ہو مثلاً مکھی وغیرہ داخل ہو گئی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا جو چیز اندر جائے اس کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ تمام اندر غائب ہو جائے اور قرار بھی پکڑے یعنی کچھ دیر اندر ٹھہرے بھی تب وہ چیز مفسد صوم ہوگی۔

سوال۔ اگر گوشت کا ٹکڑا اتاگے میں باندھ کر کسی نے نگلاتھا کہ اسی وقت فوراً اس کو نکال لیا روزہ ٹوٹا یا نہیں۔

جواب۔ اسی وقت نکال لینے سے روزہ نہیں ٹوٹا۔ کچھ دیر چھوڑ دیکھا کہ وہ قرار پکڑے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر تیر کسی غم نے مارا اور پیٹ میں غائب ہو گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ نہیں گیا کیونکہ غیر کا فعل ہے۔ نیز غیر مصلح بدن ہے۔ اس سے روزہ نہیں جاتا (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ اگر کسی نے لکڑی یا کپڑا نگلا یا کسی نے پاخانہ کے مقام پر یا عورت نے اپنی شرم گاہ میں کپڑا داخل کر لیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر پورا غائب ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر کچھ حصہ باہر باہر رہ گیا تو روزہ نہیں گیا اس لئے کہ روزہ فاسد ہونے کے لئے تمام داخل ہونا شرط ہے اگر کچھ حصہ باہر رہ گیا تو یہ داخل نہ ہونے کے حکم میں ہے۔

(مراتی الفلاح بحر الرائق ص ۳۳)

سوال۔ اگر کسی نے خود اپنے کان میں پانی داخل کیا تو کیا حکم ہے۔  
 جواب۔ روزہ ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ مضر و مانع ہے مگر روزہ دار نے چونکہ اپنے نعل سے داخل کیا ہے لہذا روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)  
 سوال۔ اچھا اگر کان میں پانی خود چلا گیا مثلاً نہر میں غوطہ لگایا تھا کان میں پہنچ گیا داخل نہیں کیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ نہیں گیا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)  
 سوال۔ اگر دو یا تیل کان میں ڈالا تو کیا حکم ہے۔  
 جواب۔ بلا خلاف روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ یہ مصلح نافع ہے اس کو خواہ حکیم یا ڈاکٹر ڈالے یا خود بہ کر کان میں پہنچ جائے بہر صورت روزہ حیاتا رہے گا۔  
 (فتاویٰ عالمگیری)

سوال۔ اگر کت کر یا کاغذ کھایا یا اُٹھلا ہوا تھا کہ بارشس کے قطرے خود حلق میں اتر گئے تو کیا حکم ہے۔  
 جواب۔ روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ منہ کی راہ سے جو چیز بھی اندر جائے گی خواہ مصلح بدن ہو یا نہ ہو خواہ روز دار کے فعل کو دخل ہو یا نہ ہو بہر صورت روزہ فاسد ہو جائے گا۔ سوائے اس کے جس سے بچنا ناممکن ہو مثلاً مکھی وغیرہ کے کہ اچانک حلق میں داخل ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔  
 (قدوری و حیات الصائمین و فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ اگر کسی راہ سے تو بدن یا دماغ میں کوئی چیز نہیں پہنچی مگر مسامات کے ذریعہ مثلاً تیل کا اثر یا پانی کی ٹھنڈک اندر پہنچی تو کیا حکم ہے۔  
 جواب۔ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا یہ منافی روزہ کے نہیں۔  
 (ہدایہ۔ فتاویٰ عالمگیری)

سوال - اچھا اگر سر مہ یاد و آنکھ میں ڈالی۔ یا مرد نے اپنے ذکر کے سوراخ میں تیل ڈالا تو کیا حکم ہے۔

جواب - اس سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ حلق میں مزادوا کا محسوس ہو کیونکہ یہ اثر مسامات کے ذریعہ پہنچانیز شامہ سے جو چیز اندر جاتی ہے وہ بھی مسامات سے مترشح ہو کر جاتی ہے لہذا یہاں بھی روزہ فاسد نہیں ہوا۔ (فتاویٰ عالمگیری وی قاضی خاں)

سوال - انجکشن کے متعلق کیا حکم ہے

جواب - اس سے براہ راست معدہ یا دماغ میں کوئی چیز نہیں پہنچتی لہذا مفسد صوم نہیں یہ تو فتویٰ ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ پرہیز کرو تا کہ روزہ کا مقصد فوت نہ ہو۔

سوال - مفسد صوم اشیاء کتنے قسم پر ہیں۔

جواب - دو قسم پر ہیں ایک وہ ہیں جن سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں دوسری چیزیں ہیں کہ جن سے صرف قضا لازم آتی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

بیان ان روزہ شکسن چیزوں کا کہ جن سے قضا اور کفارہ

دونوں لازم آتے ہیں۔ اور احکام کفارہ

سوال - قضا اور کفارہ کب لازم آتا ہے۔

جواب - روزہ کو قصداً بنا غدر توڑ دینے سے قضا اور کفارہ لازم آتا ہے۔

سوال - کیا ہر روزہ کے توڑنے پر کفارہ ہے۔

جواب - نہیں یہ صرف رمضان کے روزہ توڑنے پر کفارہ ہے کسی اور روزہ

کے توڑنے پر کفارہ نہیں۔

سوال - یہ کیوں؟



جواب۔ اسلئے کہ ماہ رمضان المبارک بہت زیادہ عظیم و جلیل حرمت والا مہینہ ہے لہذا رمضان میں روزہ رکھ کر بلا عذر توڑنے والا رمضان کی بھرتی کرنے کے سنگین جرم کا مرتکب ہو اس لئے اس پر کفارہ لازم ہے۔  
(مراتی الفلاح نور الایضاح)

ذرا وہ لوگ غور کریں جو رمضان میں علانیہ کھاتے پیتے پھرتے ہیں کس قدر ہتک حرمت رمضان کا گناہ کما رہے ہیں مرنا ہے خدا سے ڈرو۔ اگر رمضان کا ایک روزہ بھی تلف ہو جائے اور عمر بھر روزہ رکھ کر اس کی تلافی کرنا چاہا تو بھی اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ خدا کا شکر ہے کہ گناہ کے ازالہ کے لئے اسی عالم میں توبہ اور کفارہ کو کافی کر دیا۔ (مخطاوی)

سوال۔ کفارہ کیا ہے۔

جواب۔ باندی یا غلام آزاد کرنے پر قدرت ہے تو اول

یہ لازم ہے۔ ورنہ دو ماہ کے پلے درپلے اس طرح روزے رکھے کہ پچ میں ایک دن بھی ناغہ نہ ہو۔ مثلاً عید کا دن آگیا یا بیمار ہو گیا اس وجہ سے سلسلہ ٹوٹ گیا تو پھر از سر نو سلسلہ شروع کرنا ہوگا اگر بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے یہ بھی ممکن نہیں اس سے بھی عاجز ہو تو ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر کر دو وقت کھانا کھلانا لازم ہوگا اس شرط کے ساتھ کہ دوسرے وقت بھی وہ ہی کھانے والے ہوں جنہوں نے پہلے کھایا تھا اگر صبح کو ساٹھ مسکین اور تھے اور شام کو اور تو کافی نہ ہوگا۔ (نور الایضاح مراتی الفلاح)

سوال۔ اگر صبح و شام نہ کھلا سکے بلکہ دو دن صبح ہی صبح یا شام ہی شام کو کھلا سکے تو اس طرح بھی دو وقت شمار کر لئے جائینگے یا نہیں۔

جواب۔ جی ہاں شمار کر لئے جائیں گے یہ جائز ہے۔ (نور الایضاح)

سوال - ایک ہی شخص کو ہر روز دو وقت ساٹھ دن تک کہلا دیا جائے تو یہ بھی کافی ہو جائے گا یا نہیں۔

جواب - کافی ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح)

سوال - اچھا اگر کم خرچ ہونے کیلئے بچوں کو تھیم خانہ سے بلایا یا ایسے لوگوں کو برائے نام کہلا دیا جو پہلے سے کھانا کھا چکے تھے یہ کافی ہو گا یا نہیں۔

جواب - نہیں ہو گا کیونکہ بچوں کا اور شکم سیر کا کھانا کافی نہیں (مراقی الفلاح)

سوال - کیا کھانے کے ساتھ سالن بھی ضروری ہے۔

جواب - اگر گہوں کی روٹی ہے تو سالن ضروری نہیں جو کی ہے تو ضروری

ہے۔ (مراقی الفلاح)

سوال - اگر کہلائے نہیں بلکہ ہر شخص کو کھانا دیکر مالک بنانا چاہتا ہے تو کس

تدریج سے۔

جواب - گہوں یا اس کا اٹا یا ستو ہو تو نصف صاع (ایک سیر تیرہ چھٹانک)

اور جو کچھ اور منقے ہوں تو ایک صاع دیں۔ (نور الایضاح)

سوال - عورت کو کفارہ ادا کرتے ہوئے بیچ میں حیض آگیا جسکی بنا پر وہ روزہ نہیں رکھ

سکتی تو کیا سلسلہ منقطع ہونے پر بعد ختم حیض روزوں کا سلسلہ پھر از سر نو شروع کرے یا نہیں

جواب - اس کے لئے معافی ہے حیض سے فارغ ہو کر جہاں سے سلسلہ چھوٹا

ہے اس کے آگے سے شروع کر دے اور یہ سلسلہ بعد پاکی متصل ہی شروع کر دینا

ہو گا ورنہ پھر از سر نو روزہ رکھنے ہونگے۔ (طحاوی)

سوال - اگر ایک ہی رمضان میں دو روزہ توڑے تو علیحدہ علیحدہ کفارہ

ادا کرے یا ایک ہی کفارہ کفایت کر جائے گا۔

جواب - اگر پہلے کا کفارہ ابھی تک ادا نہیں کیا تھا تو ایک ہی کافی ہو جائے گا۔

ورنہ نہیں۔ (در مختار)

سوال۔ اگر اس نے دو رمضان کے روزے توڑے تو کیا علیحدہ علیحدہ کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

جواب۔ جی ہاں علیحدہ علیحدہ ہر روزہ کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔ (شامی)

سوال۔ روزہ توڑنے پر کفارہ کیا کسی شرط کفارہ لازم ہونے کا ضابطہ کے ساتھ لازم آتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں روزہ توڑنے کا جرم پورا اور کامل ہو چکا اور ناقص نہ ہو مثلاً روزہ توڑنے والا بچہ نہ ہو مسافر نہ ہو دن میں روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھنے والا نہ ہو کسی کے جبر و اکراہ سے نہ توڑا ہو روزہ توڑنے کے بعد روزہ کے افطار کو مباح کرنے والا کوئی عند پیش نہ آگیا ہو مثل مرض یا حیض وغیرہ کے غرض کہ جرم کی نوعیت کو کوئی شے ہلکا کرنے والی نہ ہو بلکہ جرم بھاری اور کامل ہو تو کفارہ لازم آئے گا۔ (شامی۔ نور الایضاح)

سوال۔ جب کفارہ لازم ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ روزہ اس طریقہ پر توڑے کہ جس سے کامل جرم بن جائے تو اس کے لئے براہ کرم کوئی ضابطہ بھی بیان فرمائیں کہ جس سے کمال جرم ہونا معلوم ہو۔

جواب۔ اس کے لئے ضابطہ یہ ہے کہ کمال جرم صورت افطار اور معنی افطار دونوں کے باہم جمع ہونے سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر ایک چیز ہے اور ایک نہیں تو جرم ناقص ہوگا کامل نہیں ان صورتوں میں صرف قضا و لازم آئے گی صورت افطار منہ کی راہ سے نکلنا ہے یعنی ابتلاع اور معنی افطار انتفاع ہے یعنی پیٹ اور دماغ میں اس چیز کا پہنچنا ہے جس میں اصلاح بدن ہو یعنی دواء اور غذا اے پس منہ کی راہ سے کھنکری پھینکے تو کھانے کی صورت ہے مگر

معنی نہیں کیونکہ کنگر غذا ہے نہ دوا اگر غذا اور دوا غیر منہ کی راہ سے پیٹ میں پہنچائی جائے تو معنی افطار حاصل ہے مگر صورت نہیں پس اگر ایک چیز ہے اور ایک چیز نہیں تو صرف قضا لازم آئیگی۔ اور اگر دونوں موجود ہیں مثلاً منہ سے نکلا اور غذا دوا کو نکلا جس میں صلاح بدن ہے تو اب کفارہ لازم ہوگا کیونکہ معنی اور صورت ملکر کامل جرم ہو گیا اسی طرح جماع میں بھی ایک صورت جماع ہے اور ایک معنی جماع صورت جماع ایلاج الفرج فی الفرج ہے۔ یعنی شرم گاہ کا شرم گاہ میں داخل ہونا۔ اور معنی جماع سے مراد انزال ہے مگر شہوتہ کے ساتھ ہو بالباشرة والماستہ یعنی قضا شہوتہ ہو کسی شے کے مس کرنے سے مثلاً ران یا شکم میں جماع کیا یا جلق لگایا تو یہ معنی جماع ہوا۔ ہاں اگر کسی کے خیال اور تصور سے انزال ہو گیا تو یہ معنی جماع بھی نہیں کیونکہ کسی چیز کے مس کرنے سے انزال نہیں ہوا۔ اور معنی جماع میں مس شرط ہے۔ پس کفارہ انتہائی جرم پر لازم آتا ہے کمال جرم اسی وقت ہوگا جب صورت اور معنی دونوں پائے جائیں تو اگر ایک چیز ہے اور ایک نہیں تو کفارہ لازم نہیں آئے گا صرف قضا لازم آئیگی آگے جزئیات درج ہوں گے ان میں اس کو ملاحظہ فرماتے جائیں تاکہ اس ضابطہ کی روشنی میں جزئیات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔ (فتح القدیر۔ منایہ۔ مراقی الفلاح۔ طحاوی)

سوال۔ کفارہ لازم آنے کے لئے کیا قابل شہوت عورت کے ساتھ جماع میں انزال شرط ہے۔

جواب۔ اس صورت میں جماع ہو یا اغلام انزال شرط نہیں مجرد دخول پر کفارہ لازم آجائے گا۔ (تنویر۔ درمختار)

سوال۔ کیا قصداً کھانے پینے سے کفارہ لازم آئے گا۔

جواب۔ جی ہاں کفارہ لازم آئے گا۔

سوال۔ کیا ہر چیز کے کھانے پینے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

جواب۔ نہیں صرف دوا اور غذا کے کھانے پینے سے کفارہ لازم ہوگا کسی اور چیز کے کھانے پینے سے کفارہ لازم نہیں ہوگا مثلاً کسی نے کنکر یا لوہے کے چنے چبائے تو کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ صورت افطار ہے معنی افطار نہیں۔ (قدوری۔ ہدایہ)

سوال۔ آپ نے فرمایا ہے کہ غذا کے کھانے سے کفارہ لازم آتا ہے تو غذا کی تعریف بھی کیجئے۔

جواب۔ غذا کی تعریف میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ غذا وہ ہے کہ جس کے کھانے کی طرف طبیعت مائل ہو اور خواہش اس سے ذائل ہو بعض نے کہا ہے کہ غذا وہ ہے کہ جس میں بدن انسانی کا نفع ہو ثمرہ اختلاف دو مقام پر ظاہر ہوگا ایک یہ کہ کسی نے منہ کا نکلا ہو لقمہ کھالیا تو پہلی تفسیر کی بنا پر اس پر غذا کی تعریف صادق نہیں آئیگی۔ کیونکہ منہ سے نکلے ہوئے لقمہ کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی کراہت ہوتی ہے اگرچہ بدن کا نفع موجود ہے۔ تو اس تفسیر کی بنا پر کفارہ لازم نہیں آئے گا اور دوسری تفسیر کی بنا پر یہ غذا ہے کیونکہ اس کی طرف اگرچہ طبیعت مائل نہ ہو مگر بدن کا نفع تو ہے تو اس تفسیر کی بنا پر اس کے کھانے سے کفارہ لازم آئے گا دوسرا مقام ثمرہ اختلاف ظاہر ہونے کا وہ ہے کہ جب ایسی چیز کا استعمال ہو کہ اس کی طرف میلان طبع ہو مگر اس میں نفع بدن اصلانہ ہو۔ جیسے حقہ سگریٹ وغیرہ پس پہلی تفسیر کی بنا پر حقہ پینے سے کفارہ لازم آئے گا اور تفسیر ثانی کی بنا پر کفارہ نہیں کیونکہ اس میں نفع نہیں بلکہ نفع کیا بعض دفعہ اس کا پینا مضر اور نقصان دہ ہوتا ہے لیکن غذا کے

معنی بیان کرنے میں صحیح تفسیر اول ہی ہے لہذا حقہ پینے میں رجن کو عادت ہے، ان پر کفارہ لازم آئے گا کیونکہ ان کو اس کی طرف رغبت ہے اور جس کی طرف طبیعت مائل ہو وہ غذا کے حکم میں ہے۔ اسی طرح صحیح تر قول کی بنا پر منہ سے نکلے ہوئے لقمہ کھانے میں کفارہ نہیں کیونکہ اس کی طرف رغبت اور میلان نہیں (مراقی الفلاح)

سوال۔ اگر محبوب یا کسی بزرگ کے منہ کا لقمہ ہے یا لعاب دہن ہے تو کیا اس کے کھانے میں کفارہ لازم آئے گا کیونکہ اس میں لذت ہے اور اس کی طرف میلان اور رغبت ہے۔

جواب۔ جی ہاں اس صورت میں کفارہ لازم آئے گا۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح) سوال۔ اگر سٹرا ہوا گوشت کھایا جس میں کیڑے بھی ہوں یا کچا گوشت کھایا تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔

جواب۔ کفارہ سٹرے ہوئے گوشت کے کھانے میں لازم نہیں آئے گا کیونکہ اس کی طرف رغبت نہیں بلکہ کراہت ہے مگر یہ کراہت کچے گوشت میں نہیں لہذا کفارہ لازم آئے گا۔ اسی طرح چربی کھانے میں بھی کفارہ ہے۔ (نور الایضاح) سوال۔ کیا مٹی کھانے میں کفارہ لازم آئے گا۔ یا نہیں۔

جواب۔ جس کو رغبت نہیں اس پر کفارہ نہیں۔ جو مٹی کھانے کا عادی ہے اس پر کفارہ ہے۔ ہاں گل ارمنی وغیرہ کھائے گا تو خواہ عادی ہو یا نہ ہو کفارہ لازم آئے گا کیونکہ یہ دوا ہے دوا اور غذا کھالے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ (مراقی الفلاح نور الایضاح فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ اگر نمک کھایا تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔  
جواب۔ اگر تھوڑا کھایا تو کفارہ ہے اور اگر زیادہ کھایا تو کفارہ نہیں (نور الایضاح مراقی الفلاح)

سوال۔ اگر غضب کر کے یعنی کسی سے چیز کو چھین کر کہا گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ لازم ہوگا۔

سوال۔ اگر تھوک میں خون ملا ہوا تھا اور غائب تھا یا نہ انہوں ہی تھا جو پی گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ لازم ہوگا قضا ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر تھوک میں خون ملا ہوا تھا اور تھوک غائب تھا۔  
تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ لازم ہے قضا ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ کچے جو۔ یا مسور۔ باجرہ۔ مونگ۔ کچے چاول کھانے پر کفارہ لازم  
آئے گا یا نہیں؟

جواب۔ نہیں۔ مگر بھنے ہوئے ہوں جس کی طرف رغبت ہو مثلاً جو بھنے ہوئے  
ہوں یا مرے ہوں تو کفارہ لازم ہوگا اسی طرح بالوں میں سے ہرے دانے کا لکر  
کھائے تو بھی کفارہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

سوال۔ خربوزہ یا تربوز کا چھلکا اگر کھالیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر ایسی حالت میں ہے کہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں یا خشک  
ہو کر خراب ہو گیا ہو تو کفارہ نہیں ورنہ کفارہ لازم ہوگا۔ (عالمگیری)

سوال۔ آپ نے فرمایا ہے کہ بجالت اکرہ و جبر کھانے پر کفارہ نہیں مگر ایک  
شخص کو پھانسی دی، جلنے کا حکم ہوا اس نے پانی مانگا کسی نے اس کو پلا دیا  
بعد میں چھوڑ دیا تو اس پانی پینے پر کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔

جواب۔ جی ہاں کفارہ لازم ہوگا کیونکہ اس کو کس نے مجبور کیا تھا پانی پینے پر  
بلا اکرہ خود پیا۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر بادام اخروٹ دستہ مستعمل کیا تو کیا حکم ہے

جواب۔ اگر خشک بادام اخروٹ دستہ ہے تو کفارہ نہیں تر بادام ہے تو کفارہ ہے کیونکہ یہ کھایا جاتا ہے بخلاف تر دستہ اور تر اخروٹ کے کہ اس میں کفارہ نہیں کیونکہ یہ نہیں کھایا جاتا۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر خشک اخروٹ بادام دستہ چبا کر کھایا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر اندر سے پولا اور خالی نکلا صرف چھلکا ہی تھا جو چبا کر کھایا تو کفارہ نہیں صرف قضا ہے اور اگر اس کے اندر مغز تھا پھر چبا کر کھایا گیا تو کفارہ ہے کیونکہ جو چیز کھانے کی ہے وہ مع شے زائد کھائی گئی (فتاویٰ قاضی)۔  
سوال۔ اگر چھلکے سمیت انڈیا انا رنکل کیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ نہیں کیونکہ اس طرح نہیں کھایا جاتا (فتاویٰ قاضی خاں)۔  
سوال۔ کھیرا۔ لکڑی۔ باقلا۔ خربوزہ۔ تربوزہ۔ کاپانی پیا۔ کانور زعفران خشک سرکہ کھایا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر روزہ توڑنے کے بعد ایسا بہا ہو گیا کہ اس کو شرعاً روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے یا عورت کو حیض یا نفاس آگیا تو اس روزہ توڑنے پر کیا کفارہ ہے۔؟

جواب۔ نہیں کیونکہ کفارہ کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد بغیر اپنے قصد اور اختیار کے منجانب اللہ کوئی ایسا عذر پیش نہ آئے کہ جس سے افطار مباح ہو جائے اور یہاں ایسا پیش آگیا لہذا کفارہ نہیں (رشامی)۔  
سوال۔ روزہ توڑنے کے بعد اگر سفر کیا یا اپنے اختیار سے کوئی زخم لگایا یا چھت یا پہاڑ سے گر کر اپنے کو ایسا زخمی کیا کہ اب روزہ کے قابل



نہیں رہا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ لازم آئے گا کیونکہ یہ منجانب اللہ عذر نہیں بلکہ اس کے اختیار سے پیدا کروہ ہے لہذا کفارہ لازم ہوگا۔ (مراتی الفلاح)

سوال۔ اگر روزہ توڑنے کے بعد بادشاہ نے اس کو سفر پر مجبور کیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ لازم ہوگا کیونکہ یہ عذر صاحب حق یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا نہیں ہوا۔ (مراتی۔ لمطادوی)

سوال۔ اول اگر کسی مرد کو جبر و اکراہ کے ساتھ جماع میں مشغول کیا پھر انشاء صحبت میں وہ بخوشی جماع میں مشغول رہا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ لازم نہیں کیونکہ روزہ تو بجا حالت اکراہ اول ہی ٹوٹ چکا تھا۔ (مراتی الفلاح)

سوال۔ جبر و اکراہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ کسی عضو کو قطع کرنے یا ضرب شدید یا قتل کی صبح و صبحی دی جانے کو کہتے ہیں بشرطیکہ روزہ دار بھی یہ سمجھتا ہے کہ اگر اس کے موافق نہ کیا تو سیر نقصان ہو جائے گا۔

سوال۔ کیا کفارہ کے لئے شکم سیر ہو کر کھانا یا جماع کرنے میں انزال کا ہونا بھی شرط کفارہ ہے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں۔ صرف کھانے سے اور جماع کرنے میں اگرچہ انزال نہ ہو حشفہ چھتے ہی کفارہ لازم آئے گا کیونکہ احکام جماع غسل فساد صوم۔ حد۔ کفارہ صوم وغیرہ یہ سب التقارختانین کے ساتھ متعلق ہیں شکم پری یا انزال یہ زائد شے ہے اس کو عربی میں شبع کہتے ہیں کفارہ میں یہ ضروری نہیں۔

(در مختار۔ شامی۔ مرانی الفلاح)

سوال۔ کھانے کی وہ کیا مقدار ہے کہ جس کے پیٹ میں پہنچنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔

جواب۔ باہر سے تل یا تل کی برابر کوئی چیز منہ میں رکھ کر بغیر چبائے نکل گیا تو کفارہ لازم ہوگا مگر اسی مقدار کی دانٹوں میں اکٹھی ہوئی شے کو نکال کر پھر نکلا تو روزہ فاسد ہو جائے گا مگر اصح روایت کی بنا پر کفارہ نہیں بوجہ کراہت طبع۔ (عالمگیری)

سوال۔ بغیر چبائے نکل جانے کی قید کیوں لگائی۔

جواب۔ اسلئے کہ اتنی قلیل مقدار کی چیز کو اگر چایا جائے گا تو منہ میں لائے ہو کر رہ جائیگی وہ حلق میں نہیں پہنچے گی اسلئے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر مزاحلق میں محسوس ہو اور روزہ فاسد ہو جائے گا اور یہی اصل ہے ہر قلیل شے کے چبانے کے بارہ میں۔ (فتاویٰ عالمگیری)

سوال۔ اگر باہر سے نہیں بلکہ دانٹوں کے اندر سے کوئی چیز تل کی برابر نکلی اور اندر ہی اندر اس کو نکل گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ یہ حکم قلیل میں ہے۔ منہ کے اندر کثیر شے سے روزہ فاسد ہوتا ہے اس کی مقدار چنے کے برابر یا اس سے زائد ہے پھر اس میں بھی قضا ہے کفارہ نہیں (عالمگیری)

سوال۔ کسی نے بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا چھوا اور انزال نہ ہو اور روزہ نہیں گیا مگر یہ شخص اپنی جہالت سے یہ سمجھ بیٹھا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصد اکھا پی بسا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ لازم ہوگا مگر فساد کا مفتی نے فتویٰ دیدیا تھا تو نہیں۔  
(نور الایضاح)

سوال۔ کسی کی غیبت کی پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ جاتا رہا قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے  
جواب۔ قضا اور کفارہ دونوں لازم۔ (عالمگیری)

سوال۔ بھول کر کھایا پیا جماع کیا اور معلوم بھی تھا کہ ان صورتوں میں روزہ نہیں  
جاتا پھر قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگرچہ معلوم تھا پھر بھی کفارہ نہیں کیونکہ افطار کے لئے گمان کا جائز  
محل ہے کہ یہ حقیقت میں مفطر یعنی روزہ شکن چیزیں ہیں۔ پس شبہ کی وجہ سے  
کفارہ نہیں۔ (رثامی)

سوال۔ اگر تھے ہو یا نہایا اور گمان ہو کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کھا  
پی لیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں ہاں اگر کسی مفتی کے فتویٰ پر افطار کیا تو کفارہ  
نہیں کیونکہ عامی پر تعلیم مفتی لازم ہے (فتاویٰ برازیہ)

سوال۔ اگر احتلام ہوا اور معلوم ہے کہ اس سے روزہ نہیں جاتا مگر باوجود  
اس جاننے کے پھر قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ لازم ہے اگر حکم جانتا ہے ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال۔ حجامت یعنی پھینے لگوٹھے یا سرمہ لگایا یا تیل لگایا پھر ان باتوں میں یہ سمجھ کر  
کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھاپی لیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضا و کفارہ لازم ہے اگرچہ اس نے حدیث سن لی ہو مگر وہ کیا جانے

کہ حدیث منسوخ ہے یا مؤول عوام کا یہ کام نہیں کہ حدیث سے دلیل

لائیں ہاں اس غریب جاہل کو کسی مفتی نے فتویٰ دیدیا اور افطار کر لیا تو کفارہ

نہیں کیونکہ عوام کا کام تو علماء سے دریافت کر کے فتویٰ پر عمل کرنا ہے۔

(فتاویٰ برازیہ)

سوال۔ بتوں کے کھانے سے کفارہ لازم آتا ہے یا نہیں۔

جواب۔ اگر وہ پتے کھائے جاتے ہیں تو قضا اور کفارہ لازم پورنہ نہیں ہے

تمام نباتات کا حکم ہے۔ (رعالمگیری)

سوال۔ اگر مسواک کرنے پر گمان ہو کہ روزہ فاسد ہو گیا پھر قصداً کھاپی لیا

تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ لازم ہے۔ (رعالمگیری)

سوال۔ اگر دانہ گندم کو دانت سے کتر کر کھایا تو کیا کفارہ ہے۔

جواب۔ جی ہاں کفارہ ہے کیونکہ اس طرح کھانے چھکنے پر عادت جاری ہے ہاں

چھپا کر کھائے گا تو منہ میں فنا ہو جائیگا اس صورت میں اگر حلق میں مزاج حسوس نہ

ہو تو نہ فساد ہے اور نہ کفارہ ورنہ قضا اور کفارہ دونوں لازم۔

(نور الایضاح۔ مراقی الفلاح طحاوی)

سوال۔ جن صورتوں میں کفارہ نہیں کیا ان میں شرط ہے کہ ایک ہی بار ایسا

فعل سرزد ہوا ہو۔

جواب۔ جی ہاں یہ شرط ہے اگر بار بار اس گناہ کا اعادہ کیا تو کفارہ لازم

ہوگا۔ (در مختار)

بیان ان روزہ شکن چیزوں کا جن میں صرف قضا لازم آتی ہے

صرف روزہ کی قضا | سوال۔ صرف قضا لازم آئے اس کا بھی کوئی ضابطہ

ہونے کا ضابطہ | بیان فرمائیں۔

جواب۔ اوپر کفارہ میں اس کا بیان اچک ہے جس کا حاصل یہ ہے روزہ کے

مدانی امور میں سے صورتاً یا معنی فقط کسی ایک امر کا موجود ہونا موجب قضا ہے

اسلئے کہ ایک کے وجود سے جرم میں نقصان رہتا ہے۔ کمال جرم نہیں بنتا لہذا اس سے کفارہ نہیں فقط قضا واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر صورت اور معنی افطار دونوں باہم جمع ہی ہو جائیں مگر کسی عذر کے ساتھ افطار ہو یا افطار کے بعد مباح کرنے والا کوئی خدا کی جانب سے شرعی عذر بیماری وغیرہ پیش آجائے یا کوئی شبہ اور خطا کی بنا پر روزہ افطار کیا یا جبر و اکراہ سے توڑا یا وہ روزہ افطار کیا جسکی نیت زوال سے قبل دن میں ہوئی تو ان سب صورتوں میں بھی قضا لازم ہوگی۔ کیونکہ جرم ہلکا ہو گیا۔ صورت و معنی افطار کی بحث اور کفارہ کے بیان میں گزری تفصیل وہاں ملاحظہ فرمائی۔ رہا یہ طحطاوی، سوال۔ روزہ دار عورت سو رہی تھی پاگل ہو گئی اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس پر کفارہ نہیں صرف قضا ہے (نور الایضاح۔ مراتی الفلاح)

سوال۔ اگر سوتے ہوئے پانی پیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ جاتا رہا قضا لازم۔ یہ مثل بھول کر پینے والے کے نہیں کیونکہ سونے

والا کا ذبیحہ جائز نہیں بھولنے والے کا ذبیحہ جائز ہے (عالمگیری)

سوال۔ بچہ روزہ رکھ کر توڑ دے تو کیا اس پر بھی کفارہ ہے۔

جواب۔ نہیں۔ بلکہ اس پر تو قضا بھی لازم نہیں۔

سوال۔ اگر قبل زوال روزہ کی نیت کر کے پھر قصداً روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ صرف قضا لازم ہوگی کیونکہ کفارہ میں یہ شرط ہے کہ وہ رمضان کا وہ روزہ

توڑے کہ جس کی نیت رات سے ہی کی ہو۔ یہاں نیت دن میں ہوئی لہذا

توڑنے پر کفارہ نہیں صرف قضا ہے کیونکہ اہم نفعی کے نزدیک اس نیت سے

روزہ ہی نہیں ہوتا تو شبہ ہو گیا عدم صیام کا اور شبہ سے کفارہ ساقط رہتی (نور الایضاح)

سوال۔ اگر مجبوراً کسی نے روزہ توڑا کسی جابر کے جبر و اکراہ سے تو کیا حکم ہے  
جواب۔ صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال۔ کٹی کر رہا تھا کہ حلق میں بغیر قصد پانی چلا گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ یہ پانی خطا گیا لہذا کفارہ نہیں صرف قضا لازم ہے بشرطیکہ روزہ  
پانی کے اترنے کے وقت یاد تھا ورنہ قضا بھی نہیں۔ (عالمگیری۔ نور الایضاح)  
سوال۔ اول بھول کر روزہ دار نے کھانا کھالیا پھر قصداً کھالیا تو کفارہ لازم  
ہوگا یا نہیں۔

جواب۔ نہیں صرف قضا لازم ہوگی کیونکہ قیاساً فاسد ہو گیا لہذا شبہ ہو گیا۔  
(فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ نیت کے بعد پھر سحری کھائے یا جماع درآں حالیکہ طلوع فجر میں شک تھا  
بعد میں ثابت ہوا واقع میں فجر ہو گئی تھی تو افطار چونکہ دن میں ہوا لہذا کفارہ ہی نہیں  
جواب۔ صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں کیونکہ رات اصل ہے تو بقائے نیت کے  
شبہ پر کفارہ ساقط ہو گیا۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح)

سوال۔ اگر رات کے گمان پر روزہ افطار کیا حالانکہ افطار کے بعد سورج کا  
کنارہ دکھلائی دیا تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب۔ قضا ہے کفارہ نہیں کیونکہ رات کے ظن پر افطار ہوا۔

(مراقی الفلاح۔ نور الایضاح۔ طحاوی)

سوال۔ اگر مردار یا کسی جانور کے ساتھ جماع کیا یا جلق لگایا یا ران یا پیٹ  
میں جماع کیا یا بوسہ لیا یا چھویا اور ان سب صورتوں میں انزال ہو گیا تو کیا  
کفارہ لازم ہوگا۔

جواب۔ نہیں صرف قضا لازم ہوگی۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح۔ طحاوی)

سوال۔ اگر چھو یا ابوسہ لیا اور مذی خارج ہو گئی تو بھی کفارہ لازم ہو گا یا نہیں۔

جواب۔ نہیں۔ بلکہ قضا بھی نہیں۔ (مخطاوی)

سوال۔ عورت کو دیکھ کر انزال ہو گیا یہ سمجھا کہ روزہ جاتا رہا قصداً کھا لیا

تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں ہاں سُنہ معلوم تھا کہ روزہ نہیں گیا پھر قصداً کھا لیا تو کفارہ لازم ہے (عالمگیری)

سوال۔ اوپر یہ تو معلوم ہو گیا کہ جلق میں

جلق لگانے والے پر لعنت ہے | انزال ہو گیا تو روزہ کی قضا ہے براہ کرم نفس

جلق کے بارہ میں بھی کچھ فرمائیں کہ یہ فعل کیسا ہے۔

جواب۔ مکروہ تحریمی ہے اس فعل کے کرنے والے پر خدا کی لعنت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ناکم الیہ ملعون) (رعناہ۔ درختار۔ فتح القدیر)

سوال۔ اگر کسی نے کنکر تھپ چبائے تو کفارہ ہے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں۔ قضا ہے کیونکہ صورتہ فطر ہے معنی فطر نہیں۔ (رہدایہ)

سوال۔ احتلام ہوا اس نے خیال کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر قصداً کھا لیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں ہاں سُنہ معلوم تھا کہ احتلام سے روزہ نہیں

جاتا پھر قصداً کھا لیا تو کفارہ لازم ہو گا (عالمگیری)

سوال۔ زوال سے پہلے مسافر گہرا گیا یا مجنون کو افاقہ ہو گیا اور کھانے کے

لئے گہر میں کچھ موجود نہیں پایا روزہ کی نیت کر لی۔ پھر قصداً عورت سے جماع کیا

تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال۔ حقنہ کیا یا ناک میں دو چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا خود تیل پہنچ

گیا تو کیا کفارہ لازم ہوگا۔

جواب۔ کفارہ نہیں۔ قضا لازم ہوگی لوجود معنی الفطر۔ (مراتی۔ ہدایہ۔ عالمگیری)  
سوال۔ اگر کسی نے مکھی کھائی یا تاگا رنگین منہ میں لیکر بنا تھوک ایسا رنگین  
ہوا کہ رنگ ہو گیا اس کو نکل گیا اس وقت روزہ یاد ہے یا جمائی میں منہ  
کھلا پانی اوپر پرنا لے سے گر کر حلق میں اتر گیا۔ بغیر اس کے عمل کے یا برت  
کی ڈلی منہ میں سے پھسل کر حلق میں اتر گئی یا آنسو بہ کر بہت سے منہ میں چلے  
گئے جس سے تمام منہ نمکین ہو گیا پھر ان آنسوؤں کو نکل گیا اسی طرح چہرہ کا پسینہ  
منہ میں داخل ہو گیا یا عورت نے اپنی شرمگاہ میں پانی یا دوا کے  
تطرہ ڈالے یا پیٹے یا دماغ کے زخم میں دوا ڈالی جو پیٹ یا دماغ تک پہنچ  
گئی یا گیلی انگلی پانی یا تیل کی پاخانہ کے مقام یا عورت نے اپنے مقام  
مخصوص میں داخل کی جس سے نری اندر پہنچی ان سب صورتوں میں اگر روزہ  
فاسد ہو تو قضا ہے یا کفارہ بھی لازم آئے گا۔

جواب۔ ان سب صورتوں میں کفارہ نہیں۔ روزہ فاسد ہو جائے گا صرف  
قضا لازم ہوگی بشرطیکہ اس وقت روزہ کو بھولے ہوئے نہ ہو بلکہ روزہ یاد  
بھی ہو۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر پاخانہ کا مقام باہر آ گیا یعنی کاغذ نکل آئی استنجا کا پانی خوب خشک  
نہیں کیا کہ کھڑا ہو گیا پانی اندر چلا گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ فاسد ہوگا قضا لازم ہے۔ کفارہ نہیں (عالمگیری)

سوال۔ اگر استنجا کرتے وقت پانی مقام حقنہ تک پہنچ گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ فاسد ہو جائے گا قضا لازم ہے اسی لئے احتیاط لازم ہے کہ

روزہ دار استنجا کے وقت سانس نہ کھینچے۔ (عالمگیری)



سوال۔ اگر ڈوری میں باندھ کر گوشت وغیرہ کا ٹکڑا انگل گیا اور ڈوری ہاتھ میں ہے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر فوراً نہیں نکالا کچھ دیر بعد نکالا تو روزہ فاسد ہو جائے گا نہ قضا لازم ہے (عالمگیری)

سوال۔ اگر بکری کا پورا ٹکڑا انگل گیا یا کنگر گھٹلی کا غڈنگل گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال۔ عورت کے لئے آج کی تاریخ حیض آنے کے لئے معین تھی اس لئے عورت نے قصداً روزہ توڑ دیا حیض نہ آیا یا آج باری کا دن تھا یہ سمجھ کر کہ آج بخار آئے گا قصداً روزہ توڑ دیا مگر بخار نہ آیا۔ یوں ہی یقین تھا کہ آج دشمن سے لڑائی ہوگی قصداً روزہ توڑ دیا مگر لڑائی نہ ہوئی تو اس روزہ توڑنے پر کیا کفارہ لازم آئے گا۔

جواب۔ صرف قضا ہے کفارہ لازم نہیں۔ (مخطاوی)

سوال۔ اگر دھواں پیٹ یا دماغ میں پہنچا یا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ فاسد ہو گیا قضا لازم ہے۔ اور دھواں اگر غبر اور عود وغیرہ کا ہے تو بعید نہیں کہ کفارہ بھی لازم آئے نفع کے سبب۔ (مراتی۔ نور الایضاح)

سوال۔ اگر تھے ہوئی تو روزہ فاسد ہو گیا یا نہیں۔

جواب۔ نہیں مگر ہاں خود تھے کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔

سوال۔ یہ کیوں۔

جواب۔ اس لئے کہ حدیث میں ہے کہ من ذر عدائق وهو صائفلیس علیہ

قضاء ومن استقاء عہد اقلیقض یعنی جس کو تھے ہوئی اور وہ روزہ دار ہے

تو اس پر قضا نہیں اور جس نے قصداً تھے کی اس پر قضا ہے۔ (قنادی قاضی خاں فتح القدیر)

سوال۔ قے میں کفارہ کیوں نہیں۔

جواب۔ اسلئے کہ حدیث میں قضا کا ذکر ہے کفارہ کا نہیں۔ قیاس تو یہ چاہتا تھا کہ قضا بھی لازم نہ آئے کیونکہ روزہ میں فساد اس چیز سے آتا ہے جو اندر چلے نہ کہ اس چیز سے جو خارج ہو۔ مگر نص آگئی قضا کے حق میں لہذا ہم نے فساد صوم قضا کے حق میں مان لیا۔ کفارہ کے حق میں نہیں۔ یہاں اصل قیاس عدم فساد کا قایم ہے۔ لہذا کفارہ نہیں۔ (ہدایہ۔ فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ اگر قصد آتے تو کی مگر منہ بھر کر نہیں ہوتی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ امام محمد کے نزدیک قضا ہے مگر امام یوسف کے نزدیک قضا نہیں یہی قول مختار اور صحیح ہے۔ (رد مختار۔ فتح القدیر)

سوال۔ یہ اختلاف کیوں ہے۔

جواب۔ امام محمد کے نزدیک اگر قے قصد آگئی تو پھر حال قضا لازم منہ بھر کر ہو یا اس سے کم کیونکہ حدیث میں کوئی قید نہیں مطلق ہے۔ لیکن امام یوسف کے نزدیک جب تک کہ منہ بھر کر قے نہ آئے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ یہی حدیث بیشک وہ قے کے بارہ میں ضرور ہے مگر قے وہ ہی ہے جو اندر سے باہر خارج ہو اور حکم خارج میں وہ قے ہے جو منہ بھر کر ہو جس کے روکنے پر قدرت نہ ہو۔ لہذا قے ہی وہ ہے جو منہ بھر کر ہو قلیل مقدار میں کچھ پانی یا ڈکار میں کچھ کھانے کے ذرات منہ میں آگئے تو اس کو قے نہیں کہتے نہ اس سے وضو ٹوٹے گا نہ روزہ جائے گا یہی قول مختار ہے۔ (ہدایہ۔ شامی۔ فتح القدیر)

سوال۔ اگر قصد آتے کی اور لوٹ کر کچھ اندر چلی گئی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر منہ بھر کر ہے تو لوٹنے کا کوئی سوال ہی نہیں قے کرتے ہی بالاجماع روزہ ٹوٹ گیا خواہ اندر جائے یا نہ جائے خواہ لوٹائے یا خود لوٹے روزہ

بہر حال جاتا رہا رفتح القدير)

سوال۔ تھوڑی تہ ہوئی منہ بھر کر نہیں مگر خود لوٹائی اس قلیل تہ کو تو تصدًا کی تھی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ امام محمدؒ کے نزدیک روزہ فاسد ہو گیا اور امام یوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوا یہی اصح قول ہے۔ (در مختار)

سوال۔ یہ اختلاف کیوں ہے۔

جواب۔ امام محمدؒ کے نزدیک تو تصدًا تہ کرنے ہی سے اگرچہ قلیل ہو روزہ ٹوٹ گیا بوجہ نص کے۔ تو اندر جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ امام یوسفؒ کے نزدیک باہر سے اندر جانے کا سوال جب پیدا ہوتا ہے کہ قلیل حکم خارج میں ہوتا مگر امام یوسفؒ کے نزدیک یہ حکم خارج ہی میں نہیں تاکہ خارجی چیز کا اندر جانا متحقق ہوتا لہذا ان کے نزدیک ہی روزہ نہیں ٹوٹا اور ان سے دوسری راویت کی بنا پر روزہ ٹوٹ گیا۔ یہ قول امام محمدؒ کے موافق ہوا امام زفرؒ بھی ساتھ ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں فتح القدير)

سوال۔ جو تہ خود بخود آئے اس کا کچھ حصہ اندر چلا جائے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ منہ بھرتے کو اگر تصدًا لوٹا یا ہے تو بالاجماع روزہ فاسد ہوگا۔ اور تصدًا نہیں خود بخود کچھ حصہ لوٹ کر چلا گیا تو امام یوسفؒ کے نزدیک روزہ فاسد ہو گیا امام محمدؒ کے نزدیک نہیں۔

سوال۔ یہ کیوں

جواب۔ اس کے سمجھنے کے لئے پہلے یہ سمجھ لو کہ امام محمدؒ کے نزدیک فساد عوم عمل اور فعل صائم پر موقوف ہے اور امام یوسفؒ کے نزدیک فساد کا تعلق اس چیز کے داخل ہونے پر ہے جو خارج سے جائے تو عمدہ بھر کرتے

حکم خارج میں بھی ہے اور قصداً لوٹانے میں روزہ دار کا عمل فعل بھی پایا گیا تو بالا  
جماع روزہ فاسد ہو گیا۔ قضا لازم آئیگی اور منہ بھر کرتے تو ہے مگر قصداً نہیں  
لوٹی خود چلی گئی تو عمل صائم نہ ہونے کے سبب امام محمد کے نزدیک روزہ  
فاسد نہیں ہوا اور امام یوسف کے نزدیک روزہ ٹوٹ گیا کیونکہ منہ بھر کرتے  
حکم خارج میں ہے گویا خارج سے لوٹنا پایا گیا روزہ فاسد ہو گیا۔ (ردیہ - فتح القدیر)  
سوال۔ اچھا جوتے خود بخود آئے اور منہ بھر سے کم ہو اس میں سے اگر کچھ حصہ  
اندر چلا گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر بغیر قصد خود لوٹ گئی تو بالاتفاق روزہ فاسد نہیں ہوا اور  
قصداً لوٹا یا تو امام محمد کے نزدیک فاسد ہو گیا اور امام یوسف کے نزدیک  
روزہ فاسد نہیں ہوا اور یہی قول مختار ہے۔ (فتح القدیر)  
سوال۔ اس کی کیا وجہ۔

جواب۔ چونکہ یہ قے منہ بھر کر نہیں تو حکم خارج میں نہیں تو اگر خود لوٹی تو امام  
یوسف کے نزدیک خارج سے اندر جانا نہیں پایا گیا لہذا روزہ فاسد  
نہیں ہوا۔ اور امام محمد کے نزدیک خود اندر قے اتر جانے میں روزہ دار کا  
فعل اور قصد نہیں پایا گیا تو ان کے نزدیک بھی روزہ فاسد نہیں ہوا۔ تو  
بالاتفاق عدم فساد کی صورت ہوئی اگر قصداً لوٹا یا تو فعل اور عمل صائم  
کی وجہ سے امام محمد کے نزدیک تو روزہ فاسد ہوا مگر قلیل مقدار ہے  
اسلئے امام یوسف کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹا کیونکہ حکم خارج میں نہیں۔  
فتح القدیر

سوال۔ جماع بچہ سے یا میت سے یا جانور یا ران میں کیا یا چھو یا یا بوسہ لیا  
اور انزال ہو گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (تنویر البصار۔ ہدایہ)  
سوال۔ اگر دو عورتوں نے آپس میں فعل بد کیا یعنی جماع کیا اور انزال ہو گیا تو  
کیا حکم ہے۔

جواب۔ صرف قضا لازم ہوگی۔ (رشامی۔ عالمگیری)  
سوال۔ کسی نے بھول کر جماع کیا جب یاد آیا تو فوراً علیحدہ نہیں ہوا بلکہ رکارہا  
تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ فاسد ہو گیا کیونکہ رکارہنا اب جماع شروع کرنے کے حکم  
میں ہے مگر ابتدا بھول کر ہوئی اس لئے کفارہ نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ حرکت کریگا  
تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)  
سوال۔ اگر کسی نے انار کا دانہ یا چھالیہ روزہ دار پر ماری وہ حلق میں اتر گئی تو کیا  
روزہ فاسد ہو جائے گا۔

جواب۔ جی ہاں فاسد ہو جائے گا قضا لازم ہے۔ (عالمگیری)

## بیان ان چیزوں کا جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال۔ روزہ دار نے بھول کر کھانا کھالیا یا پانی پی لیا یا جماع کیا تو کیا  
روزہ ٹوٹ گیا۔

جواب۔ روزہ نہیں ٹوٹا وہ اللہ کی طرف سے رزق ہے جو اس کو ملا۔ بھول کر  
کھانے پینے سے روزہ نہیں جاتا بھول معاف ہے۔ حدیث شریف میں ہے  
رَفَانَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاہُ کہ اللہ نے اس کو کھلایا پلایا۔ (مشکوٰۃ مرقیٰ العلیاح نور اللیاض)  
سوال۔ اگر بھول کر کھارہا ہو تو کیا دیکھنے والے پر اس کو آگاہ کرنا لازمی ہے۔  
جواب۔ اگر جانتا ہے کہ روزہ دار میں قوت ہے تو آگاہ کرنا لازمی ہے نہ

تلائے گا تو مکروہ ہے اور اگر قوت نہیں ہے تو خیر گنجائش ہے۔ (عالمگیری)  
 سوال۔ اگر کسی نے تلا یا مگر اس نے ایک نہ سنی اور برابر کھائے چلا گیا تو  
 کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر واقع میں اس نے نہیں سنا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر سنا پھر بھی  
 کھانا ترک نہیں کیا تو قضا لازم ہوگی اسلئے کہ خبر واحد بھی دینی امور میں حجت  
 ہے ہاں کفارہ لازم نہیں کیونکہ ابتدا بھول کر کھانے پر ہو گئی تھی۔ (نور الایضاح طحاوی)  
 سوال۔ عورت کے دیکھنے سے یا تصور سے انزال ہو گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ نہیں ٹوٹا بلکہ لہر یوجد منذ صورۃ الجماع ولا معناہ۔ (مرقی الفلاح)  
 سوال۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت روزہ آنکھ میں منہ لگایا۔

جواب۔ جی ہاں لگایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم انھاں وهو صائم۔ (طحاوی)

سوال۔ پھول یا مشک غبر یا عطر سو نگھنے سے کیا روزہ ٹوٹتا ہے۔

جواب۔ نہیں۔ ہاں جو ہر دار مثل اگر تہی کے دھوئین کے اگر سو نگھے گا تو روزہ

فاسد ہو جائے گا اور اگر بغیر اس کے قصد اور فعل کے بلا اختیار دہوان  
 حلق میں داخل ہو گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (نور الایضاح، مرقی الفلاح)

سوال۔ اگر خشک انگلی قبل دہریں کی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ نہیں گیا۔ (مرقی الفلاح)

سوال۔ اگر غیبت کی تو روزہ کیا یا نہیں۔

جواب۔ روزہ تو نہیں گیا مگر ثواب چلا گیا کیونکہ غیبت مردہ بھائی کے گوشت

کھانے کی برابر ہے قرآن پاک میں ریاضا کل لحم اخیہ۔ (طحاوی)

سوال۔ اگر کان میں بار بار تنکا داخل کر کے میل نکالا تو کیا روزہ جاتا رہا۔

جواب نہیں گیا۔ (لعدم وصول الی الدماع) نور الايضاح۔ مراقی الفلاح) سوال۔ سر سے ناک کی طرف رطوبت اتری وہ ناک کے ذریعہ کھینچ کر اندر ہی سے اس رطوبت اور بلغم کو نکل گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ نہیں ٹوٹا۔ لیکن امام شافعی کے قول پر روزہ ٹوٹ گیا۔ لہذا منہ کے ذریعہ نکال کر تھوک دے تاکہ بالاتفاق روزہ صحیح ہو جائے۔

(مراقی الفلاح۔ نور الانصاح)

سوال۔ اگر کلی کے بعد منہ میں تری رہ گئی اس کو نکل گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ نہیں ٹوٹا۔ ایسی چیزوں سے بچنا ناممکن ہے۔ رقتاوی برازیہ

سوال۔ ہونٹ تھوک سے تر ہو گئے اس کو پی گیا یا منہ سے لعاب کا تار بند بھر

نکلا ابھی تار منقطع نہیں ہوا تھا کہ کھینچ کر واپس نکل گیا تو روزہ ٹوٹا یا نہیں۔

جواب۔ نہیں ٹوٹا کیونکہ ابھی خروج پورا نہیں ہوا تھا۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر ہڑ کو چوسا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر اجزا اس کے اندر نہیں گئے تو روزہ نہیں گیا۔ (عالمگیری)

سوال۔ غبار وغیرہ اگرچہ دو ایٹوں کا ہونہ میں چلا گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ فاسد نہیں ہوا (عالمگیری)

سوال۔ اگر احتلام ہو گیا تو کیا روزہ جاتا رہا یا نہیں۔

جواب۔ روزہ نہیں گیا۔ لکن نہ توجہ صورۃ الجماع ولا معنایہ۔ (ہدایہ)

سوال۔ اگر نین یا بالوں میں تیل لگایا تو روزہ گیا یا نہیں۔

جواب۔ روزہ نہیں گیا لعدم المنافی (ہدایہ)

سوال۔ اگر بوسہ لیا یا چھویا اور انزال نہ ہوا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ نہیں ٹوٹا۔ لعدم المنافی صورۃ ومعنی۔ (ہدایہ)

سوال۔ اگر گوشت کا ریشہ یا چھالیہ یا پان یا روٹی کا ٹکڑا دانتوں میں سے نکل کر اندر چلا گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ روزہ فاسد نہیں ہوتا اگر قلیل مقدار میں ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ دانتوں میں عادتاً کھانے کے اجزاء باقی رہ ہی جاتے ہیں۔ اس سے بچنا ناممکن ہے اسلئے معاف ہے بمقابلہ کثیر کے کہ اس کا دانتوں میں رہنا ناممکن اس لئے وہ معاف نہیں اس کو نکلا تو اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ کم اور زیادہ کی حد چنے کی مقدار ہے کہ یہ کثیر ہے اور اس سے کم قلیل۔ (ریحیات الصائمین) سوال۔ اگر دانتوں سے خون نکلا روزہ میں نکل گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر حلق میں خون کا مزا محسوس نہیں ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر مزا محسوس ہوا تو ٹوٹ گیا۔

سوال۔ اگر کھانے کے بعد کچھ اس کا اثر باقی رہ گیا اس کو نکل گیا تو کیا حکم ہے جواب۔ اگر وہ قلیل ہے اس کو نکل لیا تو روزہ نہیں گیا اور اگر کثیر ہے تو روزہ گیا صاحب فستح القدر کی تحقیق یہ ہے کہ اگر حلق میں مزا محسوس ہوا تو کثیر روزہ ٹوٹ جائیگا ورنہ نہیں۔

## مکروہات روزہ

سوال۔ کیا چکنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔  
جواب۔ اگر مزا چمک کر تھوک دیا ہے اندر کچھ نہیں گیا تو روزہ نہیں گیا۔  
لعدم الفطر صورۃ ومعنی۔ (ہدایہ)

سوال۔ یہ تو معلوم ہو گیا کہ روزہ نہیں ٹوٹا مگر چمکنا روزہ کی حالت میں کیسا ہے۔  
جواب۔ مکروہ ہے۔ (لما فیہ من تعارض الصوم علی الفساد) (ہدایہ)



سوال۔ اگر عورت چبا کر اپنے بچہ کو کھانا کھلا دے تو کیسا ہے۔

جواب۔ اگر اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے جب تو مکروہ نہیں ہے  
ورنہ مکروہ ہے۔ بلا وجہ خطرہ مول لینا ہے۔ (ہدایہ)

سوال۔ گوند وغیرہ چیزوں کے چبانے کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر بہر بہری چیز ہے کہ اس سے جدا ہو کر کچھ اجزاء پیٹ میں پہنچ  
جائیں تو روزہ گیا اور اگر چکنی چیز ہے تو چبانا مکروہ ہے (ہدایہ)

سوال۔ عورت کا شوہر بدخلق ہے اس کی وجہ سے سالن میں نمک وغیرہ  
چکھنا کیسا ہے۔

جواب۔ مکروہ نہیں ہے ہاں مطلقاً بدخلق نہیں ہے یا خاص کھانے پینے  
کے معاملہ میں بدخلق نہیں ہے تو پھر چکھنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح لمطاوی)

سوال۔ اپنی عورت کا بوسہ لینا یا مباشرتہ یا ران وغیرہ میں جماع  
کیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر انزال کا اندیشہ ہے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں ہے۔ ہاں ہونٹوں  
کا بوسہ یعنی لبوں کو چوسنا علی الاطلاق مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا خلاف مباشرتہ  
فاحشہ یعنی ننگے ہو کر معانقہ کرنا یا ملنا جبکہ شرم گاہیں بھی ملی ہوئی ہوں مکروہ  
ہے۔ (نور الایضاح۔ مراقی الفلاح۔ لمطاوی)

سوال۔ جبکہ بوسہ وغیرہ منظر نہیں ہے تو پھر مکروہ کیوں ہے۔

جواب۔ بوسہ وغیرہ فاحشہ ذاتہ منظر نہیں اسلئے حالت امن میں اس کی ذات  
کا اعتبار کیا اور غیر مومن حالت میں انجام کا اعتبار کر کے مکروہ کا حکم  
دیا گیا۔ (اشعۃ اللمعات)

سوال۔ سنابے ڈار بھی اور مونچھ وغیرہ میں تیل لگانا مکروہ ہے۔

جواب۔ مکروہ نہیں ہاں اگر ڈاڑھی کو ایک مشت سے زیادہ کرنے کی نیت سے تیل لگائے گا تو مکروہ ہے سو یہ بدون روزہ کے بھی مکروہ ہے۔

ایک مشت | سوال۔ کیا مسنون ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ہے۔

ڈاڑھی مسنون ہی | جواب۔ جی ہاں ایک مشت ڈاڑھی رکھنا مسنون ہے حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے رقیبض علی لحيته فياخذ ما فضل عن القبض) کہ حضرت ابو ہریرہ ڈاڑھی کو مٹھی سے پکڑتے جو فاضل ہوتی اس کو لیتے۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ابن ابی اوس اور نسائی نے کتاب الصوم میں درج کیا ہے راوی کہتا ہے کہ رسالت ابن عمر رضی اللہ عنہما یقبض علی لحيته فيقطع ما شاد علی الکف) یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مٹھی سے اپنی ڈاڑھی کو پکڑتے جو کف دست سے زائد ہوتی اس کو قطع کر دیتے۔ حالانکہ ان ہی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث بخاری و مسلم میں روایت ہے۔ راحفوا الشوارب واعفوا لحي) لبوں کو لست کراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔ اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل قطع نہ کراؤ بڑھائے چلے جاؤ جہاں تک بھی پہنچے حالانکہ اس قدر بڑھانے اور ڈاڑھی کو لمبی اور طویل و طویل کرنے کا منشاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نہیں ورنہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طویل اور عرض میں سے ڈاڑھی نہ ترشواتے۔ ترمذی میں ہے۔ رعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انه كان ياخذ من اللحيته من طولها وعرضها) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کو اس کے طول اور عرض سے لیا کرتے تھے پھر کتنا لیتے تھے اس کی حد حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے عمل سے ظاہر کر دی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زائد از مشت کا قطع کرنا مری

جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔

سوال: ببراہ کرم یہ بھی بیان فرمادیں کہ  
ڈارھی کتروانے اور منڈانے کا کیا حکم ہے۔  
جواب: اشعۃ اللمعات میں حضرت

ایک مشہور ڈارھی کلمہ کا حکم  
خواہ کتروانے یا منڈانے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حلق کردن بچہ حرام است  
کہ ڈارھی منڈانا حرام ہے پس واجب اور ضروری ہوا کہ ایک مشنت  
تک ڈارھی بڑھائے یہ ہی مطلب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے  
ڈارھی بڑھانے کے حکم دینے کا کہ ایک مشنت تک ڈارھی کتروانے  
منڈوانے نہیں جس کو صحابہ نے اپنے فعل سے خوب ظاہر کر دیا  
فتح القدیر میں ہے کہ کسی نے بھی ڈارھی منڈانے اور کتروانے  
کو مباح نہیں رکھا یہ مجوس کا فعل اور طریقت ہے حضور اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ تھا اس کی مخالفت کو فرمایا  
مسلم میں ہے۔ جنما والشوا سباب واعفوا للحنی خالفوا  
المجوس ہ

سوال: سننا ہے زینت کی نیت سے سرمہ اور تیل لگانا مکروہ ہے۔  
جواب: جی ہاں مکروہ ہے ایسا شخص عورتوں کا سا بناؤ و سنگار کرنے  
والا مشہور اور معروف ہو جاتا ہے مردوں کے یہ لائق اور شایان شان  
نہیں یہ زینت ہے جس سے نفس میں اترانا اور فخر کرنا پیدا ہوتا ہے یہ کمزوروں  
کا نشان ہے ہاں جو اداب دین سے مہذب ہیں وہ اظہار نعمت اور شکر  
کے لئے بالوں کو آراستہ اور ان کی پرانگی کو دور کرتے ہیں تاکہ منظر جمال حق  
ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہ جمیل و یحب الجمال

یہی مردانہ وقار اور بلندی ہے کہ اسلئے آراستہ ہو کہ تجلیات اس پر وارد ہوں  
یہ فرق زینت و جمال کا اصلاح باطن سے حاصل ہوتا ہے۔ (فتح القادر عالمگیری)

سوال۔ کیا مسواک کرنا اور پینے لگانا مکروہ ہے۔

جواب۔ مکروہ نہیں۔ (تذویر در مختار)

سوال۔ کلی کرنا ناک میں پانی دینا ہانا گیلہ کپڑا کر کے بدن سے لپیٹنا کیا مکروہ ہے۔

جواب۔ مکروہ نہیں ہے۔ ابو داؤد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیاس

یا گرمی کے سبب سر پر بحالت روزہ پانی ڈالا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ

روزہ سے گیلہ کپڑا کر کے بدن سے لپیٹتے تھے۔ پھر یہ چیزیں عبادت پر حرام

ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مکروہ فرماتے ہیں جبکہ اس سے عبادت

میں تنگ ولی کا مظاہرہ ہو۔ (در مختار۔ شامی)

سوال۔ ایسا عمل کہ جس سے آخر میں ایسا ضعف پیدا ہو جائے کہ روزہ پورا کرنے

سے عاجز ہو جائے کیسا ہے۔

جواب۔ ایسا عمل جائز نہیں۔ پس چاہئے کہ آدھے دن نان باٹی روٹی پکائے

اور نصف بجھے دن میں آرام حاصل کرے۔ (در مختار)

سوال۔ دن میں سفر کیا تو ایسی حالت میں روزہ افطار کر سکتا ہے۔

جواب۔ چونکہ شروع میں روزہ ثابت ہو چکا ہے لہذا اس کے اختیار کرنے

عمل سے تو سفر ہے روزہ ساقط کرنا اس کو لائق نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ اگر دن نکلنے سے پہلے ہی سفر شروع کر دیا پھر دن میں کسی شہر میں

پہنچ کر نیت اقامت کر کے روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ یہ افطار کرنا مکروہ ہے کیونکہ آج کے دن سفر اور اقامت دونوں صحیح

ہو گئے ہیں تریح اقامت کو ہے سفر کو ترجیح دینا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ خرید و فروخت اور تجارت کے لئے گھی اور شہد کو چکھ کر لینا تاکہ اچھے برے کی تمیز ہو جائے کیسا ہے۔

جواب۔ مکروہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ کسی وجہ سے خریدنا ضروری ہو یا نقصان کا اندیشہ ہو تو حرج نہیں مگر چکھنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس کو ٹنگا بھی جائے بلکہ زبان سے لگا کر مزہ چکھ کر تھوک دینا مراد ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ روزہ دار پانی میں نہانے کیلئے اترتا اور ریاحیں چھوڑی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ مضمضہ یعنی کلی۔ استنشاق یعنی ناک میں پانی چڑھانا اور استنجا میں مبالغہ کرنا کیسا ہے۔

جواب۔ تینوں میں مبالغہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ شک کے دن روزہ رکھنا رمضان یا واجب آخر کی نیت سے کیسا ہے۔

جواب۔ مکروہ ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے لیکن شوہر اگر روزہ سے ہے یا بیمار ہے یا احرام کی حالت میں ہے تو مکروہ نہیں (عالمگیری)	بیوی کو بغیر اجازت شوہر نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے
---	---

نہیں (عالمگیری)

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ کیا نفل روزہ میں مزدور کو مستاجر یعنی اجرت پر رکھنے والے سے اجازت کی ضرورت ہوگی۔

جواب۔ اگر کام میں فرق آئے تو اجازت کی ضرورت ہوگی ورنہ نہیں (عالمگیری)

سوال۔ کیا روزہ میں امر باطل بہتان، جھوٹ، غیبت، مکروہات، سیئات

تو اور یہ وہ باتوں اور دیگر گناہوں سے بچنا چاہیے۔ یہ امور مکروہ ہیں۔  
 جواب۔ بیشک۔ ان سے بچنا چاہیے حدیث شریف میں ہے (من لم یذبح  
 قول النور والعمل به فليس لله حاجة ان يذبح طعاما وشرا به بخاری)  
 جو شخص دروغ جھوٹ اور اس پر عمل کرنا ترک نہ کرے خدا کو اس کے کھانے پینے  
 چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ روزہ اس کا مقبول نہیں روزہ  
 سے بھوکا پیاسا رہنا مقصود نہیں بلکہ شہوت کو توڑنا اور نفس کی امارگی کو دور کرنا  
 ہے یہ حاصل نہ ہوا تو روزہ سے کچھ حاصل نہیں سوائے بھوک اور پیاس کے اسی کو  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا (کم من صائم  
 ليس له من صيامه الا الظم والكبر من قايما ليس له من قيامه الا السهر)  
 یعنی کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو سوائے پیاس کے کچھ حاصل نہیں اور بہت  
 سے رات میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کے قیام سے ان کے لئے سوائے  
 بیداری کے کچھ نہیں پس روزہ دار کو چاہئے کہ روزہ میں خصوصیت کے ساتھ  
 جھوٹ غیبت اور دوسرے گناہوں سے اپنے کو بچائے تاکہ روزہ مقبول  
 ہو۔ (اشعة اللمعات)

سوال۔ کیا غیبت کے بارہ میں بھی کوئی حدیث ہے۔

جواب۔ جی ہاں بہتی اور طبرانی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا روزہ سیر ہے اس وقت تک کہ اس کو پھاڑا نہ ہو۔ عرض کیا گیا کہ کس سے  
 پھاڑا جاتا ہے ارشاد فرمایا جھوٹ اور غیبت سے۔ امام شعبان نے الاولیاء القدر  
 میں فرماتے ہیں کہ غیبت ایسی بلا اور مصیبت ہے کہ فقرا میں سے بھی بہت کم فقراء  
 کو اس سے خلاصی حاصل ہے۔ روزہ اکثر اپنے ہم عمروں کی تقصیر میں صراحتاً  
 نہیں تو تعریف اور کنایہ کے ساتھ تو ضرور مشغول ہوتے ہیں۔ پس ان کے شان

کے لائق ہے کہ اپنے ہم عصروں کے باب میں بھی زبان کو محفوظ رکھیں۔ غیبت اور جھوٹ وغیرہ سے روزہ اور دیگر اعمال نامقبول ہوتے ہیں۔ شرح شریعت الاسلام میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے اس کا نفع اسی وقت پہنچے گا جب مضبوط ہو جتنا گناہوں سے بچاؤ گے اتنا ہی خلل اور نقصان سے محفوظ رہ کر روزہ مضبوط ہوگا۔

## سنن اور مستحبات روزہ

سوال۔ روزہ میں سننیں اور مستحبات کیا ہیں  
 جواب۔ روزہ کی نیت رات میں کرنا نفس کی خواہشوں کو زیر اور مغلوب کرنے کی نیت کرنا لغو اور فحش باتوں سے بچنا زبان کو جھوٹ غیبت برائی گالی جھگڑے وغیرہ سے محفوظ رکھنا۔ ذکر اور تلاوت قرآن پاک یا سبکوت اور مراقبہ میں مصروف رہنا۔ ہر مکروہ اور قابل شہوت شے کے دیکھنے سے نظر کو بچانا نظر ایک زہر الودیر ہے جو نظر کو روکے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں لذتِ حلاوت ایسانی عطا فرمائے گا کانوں کو بری باتوں کے سننے سے روکنا کوئی جھگڑا کرے تو جھگڑا نہ کرنا اور اس سے یہ کہہ دینا کہ انی صایع یعنی میں روزہ دار ہوں دوسری مرتبہ انی صایع کہہ کر اپنے نفس کو بھی خطاب کر کے سمجھائے کہ جھگڑا کر کے روزہ کو خراب نہ کر جن کاموں سے روزہ کے فساد کا اندیشہ ہو اس سے دور رہنا مثلاً پکھنے و مباشرت فاحشہ وغیرہ۔ روزہ میں بار بار کلی اور ہائے کر کے عبادت میں تنگ ولی کا اظہار نہ کرنا۔ (شرح شریعت الاسلام)

## روزہ کے اقسام بلحاظ خواص و عوام

سوال۔ روزہ کی کتنی قسمیں ہیں۔

جواب۔ مشائخ کرام نے فرمایا ہے کہ روزہ کی تین قسمیں ہیں۔ صوم عوام صوم  
خواص۔ صوم اخص الخواص۔ ر اشعة اللغات  
سوال۔ ہر ایک کی تعریف بیان فرمائیں۔

جواب۔ (۱) صوم عوام۔ کھانے پینے جماع سے روکنا ہے اس میں تمام عالم  
کے لئے عمومی رحمت ہے۔ یہ ادنیٰ درجہ کا روزہ ہے۔

(۲) صوم خواص روزہ کی حالت میں تمام اعضا اور حواس کو بھی حرام اور  
مکروہ سے بچانا ہے بلکہ مباح امور میں منہمک ہونے سے بھی بچنا روزہ خواص  
ہے اگرچہ دنیوی امور میں غور و فکر کرنا مشغول ہونا مباح ہے مگر خواص کا روزہ  
اس سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ ہاں جن کے کام اور تجارت وغیرہ مددگارِ آخرت  
ہوں وہ دنیا میں داخل نہیں پھر بھی ان لذات اور خواہشات سے حتی الامکان  
دور رہے جو نفس کے قلع تمح کرنے کے منافی ہوں پس یہ صوم خواص ہے جو  
گناہوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے (خمس لفظان  
الصائم الكذب والغيبة والنميمة واليمين الكاذبة والنظر ليشهوة)  
یعنی پانچ چیزیں ہیں جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جھوٹ غیبت چغلی جھوٹی قسم  
نظر شہوت یعنی خواص کے روزہ کا کمال جاتا رہتا ہے۔ اب یہ قبولیت کا درجہ  
شروع ہو گیا۔ انما يتقبل الله من المتقين۔

(۳) صوم اخص الخواص۔ وہ التفات اور تعلق و خیال ماسوی اللہ سے قلب  
کو روک کر ہر وقت شہود حق میں مستغرق رہتا ہے۔ یہ کھانے سے بھی روزہ ہو گناہوں  
سے بھی روزہ ہے اور التفات ماسوی سے بھی روزہ ہے صوم کے معنی امساک  
اور روکنے کے ہیں کلام سے روکنے کو بھی حضرت مریم نے لفظ صوم کے ساتھ تعبیر  
کیا رانی لذات للرحمت صوم (پس عوام کا روزہ منفرات سے اسکا



ہے خواص کا روزہ نہیات سے اسراک ہے . . . . . احقن الخواص کا  
 روزہ ماعویٰ الشکر کا اسراک ہے یہ صوم احقن الخواص سب سے اعلیٰ درجہ کا روزہ  
 ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے آمین۔ یہ روزہ چونکہ غیر کی طرف توجہ اعتماد  
 التفات سے ٹوٹ جاتا ہے تو لازم ہے کہ روزہ کا وقت نماز تلاوت قرآن پاک  
 مراقبہ ذکر توجہ الی اللہ میں گزارے۔ ایسے روزہ دار قل اللہ ثم ذرہم کے  
 مصداق ہیں یہ انبیاء اولیاء کا روزہ ہے۔ تراشعہ اللہ معات۔ عین العلم  
 نہر قانی ص ۹۷)

بہر حال روزہ میں اپنے ظاہر کو گناہ سے بچائے اور باطن کو خطرات سے  
 اور متوجہ الی اللہ رہے۔

## بیان عوارض مبیحہ کا یعنی ان عذرات کا کہ جن کی وجہ

### سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

سوال۔ رمضان میں روزہ نہ رکھنا کیسا ہے۔

جواب۔ بغیر عذر نہ رکھنا گناہ ہے (طحطاوی)

سوال۔ اس سے معلوم ہوا کہ کچھ عذرات ایسے بھی ہیں کہ جن کے سبب روزہ نہ رکھنے  
 کی رخصت ہے براہ کرم فرمائیں وہ کیا کیا عذرات ہیں۔

جواب۔ بیماری۔ سفر۔ حمل۔ بچہ کو دودھ پلانا۔ جبر و اکراہ۔ نقصان عقل۔ جہاد۔  
 بھوک پیاس۔ بربہا پنا۔ یہ سب وہ عذرات ہیں کہ جن کے سبب رمضان المبارک  
 میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔ (مراقی الفلاح)

بیماسازی | سوال۔ بیماری کے متعلق فرمائیں کہ بیماری کن شرائط کے

کے ساتھ عذر ہے۔

جواب۔ اگر بیماری کے زیادتی اور بڑھنے کا خوف ہو یا بیماری سے دیر میں اچھے ہونے کا اندیشہ ہو مثلاً آنکھ دکھتی ہے یا دوسرے روزہ کی گرمی سے زیادتی کا اندیشہ ہے یا دیر میں اچھے ہونے کا خیال ہے تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ (نور الایضاح۔ مراتبی)

سوال۔ کیا روزہ نہ رکھنا ضروری ہے۔

جواب۔ اگر ہلاکت متحقق ہے تو واجب ہے ورنہ نہیں۔ (رطحاوی۔ عالمگیری)

سوال۔ بیماری کی امتداد یعنی لمبی مدت پکڑنے یا زیادتی کا اندیشہ کس طرح معلوم ہو۔

جواب۔ خود بیمار کے پاس تجربہ یا علامات ایسی ہوں کہ غلیظین یعنی گمان غالب ہو جائے یا طبیب مسلم کہے کہ روزہ رکھو گے تو نقصان ہوگا تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر ڈاکٹر یا طبیب مسلمان تو ہے مگر کہلا ہو افسق ہے تو اس کے کہنے پر روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں۔ بلکہ ایسا حکیم یا ڈاکٹر ہو کہ مسلمان بھی ہو اور اس کا فسق و فجور ظاہر نہ ہو یہ شرط ہے کہ کہلا ہو افسق نہ ہو۔ (عالمگیری)

سوال۔ بیمار تو ایک شخص نہیں ہے صحیح اور تندرست ہے مگر یہ اندیشہ ہے کہ روزہ رکھے گا تو بیمار ہو جائے گا ایسی حالت میں کیا حکم ہے۔

جواب۔ اگر خدا کا ڈر ہے وہم نہیں بلکہ سچا گمان غالب ہے تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ پھر فضا کرے (عالمگیری)

سوال۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں اسلئے رمضان کا روزہ نہیں رکھتا ہوں کہ پھر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا تو اس کو رخصت ہے کہ روزہ

چھوڑ دے یا نہیں۔

جواب۔ نہیں بلکہ نماز بیٹھ کر پڑھے اور روزہ بھی رکھے تاکہ دونوں عبادتیں جمع رہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ اگر سانپ نے کاٹھا تو کیا دوپٹے کے لئے افطار کر سکتا ہے۔

جواب۔ اگر دو انافع ہے تو افطار کر سکتا ہے کوئی مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ ایک شخص رمضان میں بیمار ہوا روزہ نہ رکھا تو قضا کرے یا اس کا فدیہ بھی دے سکتا ہے۔

جواب۔ اگر رمضان کے بعد آیامِ آخر صحت کے ساتھ قضا کرنے کے لئے مل گئے تو قضا کرے فدیہ نہیں اور اگر اچھے ہونے کے بعد دن تو قضا کرنے کے لئے مل گئے تھے مگر قضا نہ کر سکا اور قضا سے پہلے قضا آگئی یعنی موت آگئی تو اس پر لازم ہے کہ فدیہ کی وصیت کر جائے وہ اس کے ثلث مال میں سے اسکے مرنے کے بعد ادا ہوگی اور اگر وصیت نہیں کی ورنہ اس نے بطور خود اس کے روزہ کا فدیہ دید یا تبرعاً تو بھی جائز ہے اور اگر مرے سے اچھا ہی نہیں ہوا قضا کرنے کے لئے دن بحالت صحت نہ ملے تو اس پر کچھ لازم نہیں۔ کیونکہ صحت کے ساتھ قضا کے لئے اس کو دن ہی نہ ملے جو اس پر قضا لازم آتی۔ (ہدایہ۔ فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ اگر کچھ دن صحت کے پائے کہ جس میں کچھ روزے رکھ سکتا تھا تو کیا فدیہ سب قضا روزوں کا لازم آئے گا۔

جواب۔ نہیں بلکہ جتنے روزہ ادا کرنے پر قدرت حاصل ہوئی پھر ان کو ادا نہ کیا صرف امن کا فدیہ ہے کیونکہ ان ہی کی قضا ذمہ ہے (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال کیا سفر بھی وہ عذر ہے کہ جس کے سبب روزہ رمضان سفر کو رمضان میں نہ رکھنے کی اجازت ہو پھر بعد میں قضا کرے۔

جواب۔ جی ہاں عذر ہے۔

سوال کیا اس سفر شرعی مراد ہے۔

جواب۔ جی ہاں سفر شرعی مراد ہے یعنی تین دن کا سفر جس میں قصر نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ رتنویر و درمختار،

سوال۔ سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے یا نہ رکھنا۔

جواب۔ اگر بلاکت یقینی ہے تو نہ رکھنا واجب ہے ورنہ افضل یہی ہے کہ

سفر میں روزہ رکھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زوان تصوموا خیر لکم بعد میں

قضا کرنے سے بہر حال رمضان افضل ہے۔ (مراتی بحر الرائق طحطاوی)

سوال۔ آج اگر دن میں سفر کرنا ہے کسی وقت تو اس کے لئے آج کے روزہ

کی افطار کی اجازت ہے یا نہیں۔

جواب۔ اجازت نہیں کیونکہ آج کے دن کا سفر آج کیلئے عذر نہیں۔ (عالمگیری)

سوال۔ ابھی کھایا یا پیا نہیں ہے کہ سفر سے واپس زوال سے قبل وطن میں

آگیا یا سفر ہی میں تھا کہ کسی دوسرے شہر میں پہنچ کر زوال سے پہلے نیت

اقامت کر کے مقیم ہو گیا تو کیا روزہ نہ رکھنے کی اس کو اجازت ہے یا اب نیت

کرنے کے روزہ رکھنا واجب ہے۔

جواب۔ جی ہاں روزہ رکھنا واجب ہے کیونکہ زوال سے پہلے نیت کا

وقت ہے اور یہ سفر نیت کے وقت ہی میں ختم ہو گیا لہذا روزہ رکھنا واجب

ہے۔ رتنویر و درمختار،

سوال۔ اگر کسی شہر میں چند روز کے لئے اتنا سفر میں ٹھہر گیا اقامت شرعی

یعنی پندرہ دن کے قیام کی نیت نہیں کی تو کیا اس کو بھی رخصت ہے کہ روزہ نہ رکھے۔

جواب۔ جی ہاں رخصت ہے اگر چاہے تو نہ رکھے اجازت ہے۔ (منحۃ الخالق)  
سوال۔ بغیر کھائے پئے وقت نیت میں یعنی ضحوة کبریٰ سے قبل تو سفر میں رہا بعد میں وطن آگیا یا مقیم ہو گیا تو کیا حکم ہے

جواب۔ اب روزہ تو ہو نہیں سکتا یقیناً دن روزہ داروں کی طرح ان کی مشابہت میں بغیر کھائے پئے رکا رہے۔ (منحۃ الخالق)

سوال۔ اول دن تو مسافر رہے گا مگر ارادہ ہے کہ دن میں ہی کسی جگہ پہنچ کر نیت اقامت کر کے مقیم بھی ہو جائے گا یا اپنے شہر میں داخل ہوگا۔ کیا ایسے شخص کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

جواب۔ نہیں بلکہ روزہ رکھنا واجب ہے۔ (ترجیحاً للمعموم وهو الاقرب) (منحۃ الخالق)

سوال۔ اگر روزہ دار کو سفر میں اپنے بدن کے ضرر کا تو اندیشہ نہیں ہے مگر یہ اندیشہ ہے اگر میں روزہ رکھوں گا تو میرے حلقہ کا کھانا میرے رفقا کہا جائیں گے تو اس خیال سے کیا روزہ ترک کرنے کی رخصت ہے۔

جواب۔ مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنا افضل ہے جب روزہ سے کچھ ضرر بدنی پہنچنے کا اندیشہ ہو ضرر مالی بھی اسی حکم میں ہے۔ لہذا اس اندیشہ پر روزہ نہ رکھنے تاکہ نقصان بھی نہ ہو جماعت سے موافقت بھی ہے۔

(بحر الرایق۔ نور الایضاح)

سوال۔ اگر شروع دن میں مسافر رہا اور غالب گمان ہے کہ غروب آفتاب کے بعد رات میں مکان پر پہنچے گا تو ایسے مسافر کو کیا اس سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔

جواب۔ ایسی صورت میں اگر روزہ افطار کر لے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (شامی)  
 سوال۔ اگر سفر شریعی کی نیت سے اپنے شہر سے باہر نکلا تھا کہ کوئی چیز یاد آگئی  
 اس کے لینے کے لئے پھر گھر واپس ہو ایہاں افطار کر لیا تو کیا حکم ہے۔  
 جواب۔ کفارہ لازم آئے گا کیونکہ گھر واپس آنے سے سفر جاتا رہا کھانے کے  
 وقت مقیم کے حکم میں ہے اور تقسیم افطار کرے تو کفارہ ہو۔ (در مختار شامی)  
 حمل | سوال۔ اگر حاملہ عورت روزہ رکھتی ہے تو بچہ کے لئے یا خود اپنے لئے  
 نقصان کا اندیشہ ہے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے بعد میں قضا کرے۔ (عالمگیری)  
 سوال۔ اگر دودھ پلانے والی کو بھی خود اپنے  
 ارضاع یعنی دودھ پلانا | یا بچہ کے نقصان کا اندیشہ ہے تو کیا اس کو بھی روزہ  
 نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

جواب۔ جی ہاں اجازت ہے بعد میں قضا کرے۔ (عالمگیر)  
 سوال۔ اگر دودھ پلانی والی خود تو بیمار نہیں ہے مگر بچہ بیمار ہو طبیب نے  
 خبر دی کہ بچہ کی وجہ سے تم کو دوا پینی ہوگی تو کیا اس کو افطار کی اجازت ہے  
 جواب۔ جی ہاں اجازت ہے۔ بعد میں قضا کرے۔ (مرآتی الفلاح)  
 سوال۔ جبر و اکراہ کی صورت میں روزہ افطار کیا جاسکتا ہے۔  
 جبر و اکراہ | جواب۔ افطار کر سکتا ہے اجازت ہے گناہ نہ ہوگا۔

سوال۔ افضل کیا ہے افطار کرے یا نہ کرے۔  
 جواب۔ اگر روزہ دار مریض ہے یا مسافر تو اکراہ پر روزہ افطار کرنا واجب  
 ہے اگر افطار نہ کیا اور قتل ہو گیا تو گناہ گار ہوگا اور حالت صحت اور اقامت  
 میں جبر و اکراہ کی صورت میں اگر افطار کرے گا تو اجازت ہے مگر افضل یہی

کہ افطار نہ کرے اگر اسی میں مارا گیا تو تو اب ملے گا۔ (بحر الرائق)  
**سوال**۔ دشمن سے مقابلہ کا گمان غالب ہے اور اس کو اندیشہ  
**جہاد** ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو جہاد اور جنگ و قتال نہیں کر سکے گا تو کیا  
 اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

**جواب**۔ اس کو اجازت ہے۔ (مرآتی الفلاح)

**سوال**۔ کیا بھوک پیاس کی وجہ سے روزہ افطار کیا جاسکتا ہے۔  
**بھوک پیاس** **جواب**۔ ہاں اگر اس حد تک بھوک پیاس پہنچ گئی ہے کہ اس  
 میں ہلاکت یا نقصان عقل یا جو اس کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہے تو اجازت ہے۔  
 (مرآتی الفلاح۔ عالمگیری)

**سوال**۔ اگر گرمی میں محنت کا کام کیا اور شدت کی پیاس لگی تو افطار کر سکتا ہے یا  
 نہیں اور اگر کر سکتا ہے تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔  
**جواب**۔ شامی میں ہے اگر اپنے اختیار سے خود ایسا کام کیا ہے اور روزہ توڑ  
 دیا تو کفارہ ہوگا ورنہ نہیں یہی حکم لونڈی اور غلام کے لئے ہے۔ بعض کہتے  
 ہیں کہ کسی صورت میں بھی کفارہ نہیں عالمگیری میں بھی ہے کہ لونڈی یا سلفاتی  
 لازم کو اس قدر ضعف ہو جاتا ہے کہ کام نہیں کر سکتا ہلاکت کا اندیشہ ہے تو  
 افطار کی اجازت ہے۔

**سوال**۔ اگر کسی پیشہ ور کو اندیشہ ہے کہ وہ اپنے پیشہ میں مشغول ہوگا تو کوئی  
 روزہ شکن عذر پیش آجائے گا تو کیا حکم ہے۔

**جواب**۔ اس کو روزہ توڑنا حرام ہے جب تک کہ بیمار نہ ہو۔ (عالمگیری)

**حیض و نفاس کا حکم**

**حیض و نفاس** **سوال**۔ کیا حیض و نفاس بھی عذر ہے کہ اس حال میں عورت

روزہ نہ رکھے۔

جواب۔ بیشک عذر ہے بلکہ وہ عذر ہے کہ اگر عورت چاہے بھی کہ میں حیض و نفاس کی حالت میں روزہ رکھوں تو روزہ نہیں رکھ سکتی کیونکہ روزہ کی اہلیت نہیں رہتی حتیٰ کہ غروب آفتاب سے کچھ پہلے اگر حیض نفاس آگیا تو بھی روزہ جاتا رہا بعد میں قضا کرے۔

سوال۔ روزہ کی طرح حیض نفاس کے زمانہ میں نمازیں کبھی نہ پڑھنے کا حکم ہے بعد میں کیا نمازوں کی بھی قضا ہے یا نہیں۔

جواب۔ ان آیام کی نماز کی قضا نہیں صرف روزوں کی قضا ہے۔

سوال۔ حیض کی تاریخ تھی اس امید پر عورت نے روزہ توڑ دیا مگر حیض نہیں آیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ صرف قضا ہوگی قول اصح کی بنا پر کفارہ لازم نہیں (مرآتی الفلاح) ۳۱۷  
سوال۔ اگر بوقت سحر عورت حیض سے تو پاک ہو گئی مگر نہانے کے لائق وقت میں گنجائش نہیں تو کیا نیت کر سکتی ہے روزہ ہو جائے گا یا نہیں۔

جواب۔ اگر دس دن پورے ہو گئے ہیں تو روزہ ہو جائے گا اور دس دن کے کم میں فارغ ہوئی ہے تو فارغ ہونے کے بعد اتنا زائد وقت بھی رات میں ضرور ملنا چاہیے کہ غسل سے بھی فارغ ہو سکے اگرچہ غسل نہ کرے اور تھوڑی سی سنا (بقدر تحریم) بھی ملے اور اگر بقدر غسل و تحریم وقت نہیں ملا بلکہ غسل کر رہی تھی کہ صبح نکل آئے آدھا غسل رات میں ہوا اور آدھا دن میں تو روزہ صحیح نہیں ہوگا کہ غسل کی مدت بھی حیض ہی میں شامل ہے تو گویا فجر کے بعد بھی حیض رہا اور حیض کی حالت میں روزہ جائز نہیں یا غسل کے لئے تو وقت مل گیا مگر غسل کے بعد بقدر تحریم رات نہیں ملی بلکہ فجر کے نزدیک ہی غسل ختم ہوا کہ فوراً بعد ہی



فجر نکل آئے تو بھی روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر ایک شخص اتنا بڑھا ہو گیا ہے کہ روزہ رکھنے سے عاجز  
 برہایا ہے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن کے عوض ایک سکین کو  
 کھانا کھلاوے ایسے شخص کو شیخ فانی کہتے ہیں جس کا ہر دن کمی اور گھٹاؤ پر ہے۔  
 اس پر شدید لازم ہے۔ (عالمگیری، ص ۲۲)

## احکامِ فدیہ

سوال۔ کیا یہ جائز ہے کہ ہر مذکورہ بالا عذر رکھنے والا روزہ نہ رکھے اور  
 اس کے عوض فدیہ دیدے مثلاً سفر یا بیماری کے عذر سے روزہ نہ رکھا اور  
 اس کے بدلہ فدیہ دیکر روزہ کی قضا سے فارغ ہو جائے۔

جواب۔ ہر عذر والے کو فدیہ دینا جائز نہیں۔ بلکہ زوالِ عذر کے بعد قضا ہی لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر کوئی گرمی میں روزہ نہیں رکھ سکتا تو کیا روزہ کے عوض فدیہ دیکھتا ہے۔

جواب۔ اسپر بھی فدیہ نہیں اگر گرمی میں نہیں رکھ سکتا ہے تو سردی میں رکھو (طحاوی)

سوال۔ پھر فدیہ کس پر لازم ہے۔

جواب۔ شیخ فانی پر اور ہر اس شخص پر کہ فی الحال روزہ رکھنے سے عاجز ہے اور

آئندہ کے لئے بھی مرنے تک اس کو امید نہیں کہ روزہ رکھ سکے کیونکہ دن

بدن اس کی قوت گھٹ رہی ہے اور فنانے کے قریب پہنچ رہا ہے قوت عود

کرا نیکی اب توقع نہیں تو یہ بھی شیخ فانی کے حکم میں ہے۔ (ریحات الصائمین)

سوال۔ ایک شخص ایسا بیمار ہے کہ فی الحال تو روزہ رکھنے سے عاجز ہے

مگر آئندہ کے لئے امید ہے کہ وہ روزہ قضا کرنے پر قادر ہو جائے گا تو کیا اسکو

بھی فدیہ دینا جائز ہے۔

جواب۔ اس کو فدیہ دینا جائز نہیں جب قدرت ہو تو قضا کرے فدیہ کے لئے دوام عجز شرط ہے۔ (مراقی الفلاح) ص ۳۷۶

سوال۔ کیا ہر روزہ کا فدیہ ہے یا کوئی خاص قید ہے۔

جواب۔ قید ہے ہر روزہ کا فدیہ نہیں۔

سوال۔ براہ کرم فرمائیں وہ قید کیا ہے۔

جواب۔ وہ روزہ جو خود اصل ہے کسی کی عوض اور بدل میں فرض نہ ہو اس اصل روزہ کا فدیہ ہے بدل کا نہیں۔ (مراقی الفلاح) ص ۳۷۶

سوال۔ اس کی مثال دیکر سمجھائیں۔

جواب۔ مثلاً کفارہ قتل کفارہ یمین کفارہ ظہار کفارہ رمضان کے روزہ میں سے کوئی روزہ اس کے ذمہ لازم تھا ان کی ادائیگی پر مرنے دم تک قدرت نہ ملے تو اس کا فدیہ نہیں کیونکہ کفارہ میں اول مال دینا لازم آتا ہے خواہ غلام آزاد کر نیکی شکل میں ہو یا مسکین کو کھانا کھلانے کی صورت میں اس پر اگر قدرت نہ ہو تو پھر اس کے بدلہ میں روزہ لازم آتا ہے تو یہ روزہ فی نفسہ اصل نہیں ہے بلکہ بدل میں لازم آیا ہے لہذا اس کا فدیہ نہیں کیونکہ بدل کا بدل نہیں ہاں رمضان کا روزہ اصل مقصود بالذات ہے لہذا اس سے عاجز ہونے پر فدیہ لازم آئے گا۔

(نور الایضاح۔ مراقی۔ طحاوی) ص ۳۷۶

سوال۔ اگر کسی نے نذر ابد یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی مگر عاجز ہو گیا

نہیں رکھ سکتا تو کیا اس پر بھی فدیہ ہر روزہ کا لازم آتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں ہر روزہ کا فدیہ لازم ہو گا۔ (مراقی الفلاح) ص ۳۷۶

سوال۔ اگر ایک معین دن کی نذر مانی تھی اس دن روزہ نہیں رکھ سکا پھر

شیخ فانی ہو گیا تو کیا اس روزہ کا بھی فدیہ ہے۔

جواب۔ جی ہاں فدیہ ہے۔ (فتح القدير) ص ۷۳

سوال۔ رمضان کے روزہ کی قضا نہیں کر سکا اب شیخ فانی ہو گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ فدیہ دیگا۔ (فتح القدير) ص ۷۳

سوال۔ اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ پر قدرت حاصل ہو جائے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ فدیہ باطل ہو گیا روزہ رکھے۔ (لان شرط الخليفة استمر اس العجز) ص ۷۳

سوال۔ کفارہ رمضان اور کفارہ ظہار کے روزہ نہ رکھ سکا اب شیخ فانی ہو گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس کے عوض ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے (لان هذا اصار بدلا عن

الصيام بالنص) (عالمگیری) ص ۲۲

سوال۔ روزہ کا فدیہ کیا ہے۔

جواب۔ ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا

واجب ہے یا اگر دیکر مالک بناتا ہے تو صدقہ فطر کی مقدار دینا ہوگا یعنی ہر

روزہ کے عوض نصف صاع گہوں یا ایک صاع جو یا اس کی قیمت ادا کرنی

ہوگی۔ (رد مختار) (نور الایضاح۔ مرقی الفلاح) ص ۳۷۶

سوال۔ ایک صاع کتنے کا ہوتا ہے۔

جواب۔ ایک صاع آٹھ اطل کا اور ایک اطل بیس استار کا اور ایک استار

ساڑھے چھ درم کا اور ایک درم تین ماشہ سوا چار جو کا اور ایک ماشہ سولہ

جو کا ہوتا ہے۔ (حیات العالمین)

سوال۔ شیخ فانی رمضان کے روزہ سے عاجز ہونے والا فدیہ کب دے۔

جواب۔ اختیار ہے چاہے شروع رمضان میں اکٹھا دیدے یا آخر میں دے

یہ بھی شرط نہیں کہ لینے والے متعدد ہوں اگر چند روزوں کا ایک ہی کو دیدے تو یہ بھی جائز ہے۔ (درمختار) ص ۱۴۳

سوال۔ کیا فرض نماز اور وتر کا فدیہ بھی یہی ہے جو روزہ کا ہے۔

جواب۔ جی ہاں یہی ہے۔ (شامی۔ تنویر الابصار) ص ۱۴۳

سوال۔ فدیہ خود دے یا وصیت کر جائے

جواب۔ خود دینا واجب ہے نہ دے سکا تو وصیت کر جائے (درمختار) ص ۱۴۳

سوال۔ اگر بحالت عذر یا قضا پر قدرت نہ حاصل ہو سکی تو کیا فدیہ کی وصیت

اس پر واجب ہے۔

جواب۔ نہیں۔ (تنویر) ص ۱۶۰

سوال۔ اگر زوال عذر کے بعد روزہ پرقادر ہو کر مرا تو کیا وصیت کرنا واجب تھا

جواب۔ جی ہاں واجب تھا کیونکہ روزہ اس پر قضا کرنا لازم ہو گیا تھا۔

(وجوب الوصیۃ فروع لنا وما القضاء) (تنویر شامی) ص ۱۶۰

سوال۔ اگر کسی نے ایک ماہ کے روزہ کی نذر مانی تھی مگر مہینہ گزرنے سے

پہلے موت آگئی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزہ لازم ہو گئے تھے اس پر وصیت لازم

ہوتی کہ ہر دن کے عوض نصف گہوں دینے کی وصیت کرتا۔ (فتاویٰ قاضی خان) ص ۲۰۱

سوال۔ کیا وصیت کے بعد اس کے مال سے فدیہ دینا و زما پر لازم ہوگا۔

جواب۔ جی ہاں اگر و زما موجود ہیں تو ثلث یعنی تہائی مال میں سے فدیہ دینا

لازم ہوگا ورنہ کل مال میں سے فدیہ ادا کیا جائے گا (تنویر۔ درمختار۔ شامی) ص ۱۶۱

سوال۔ اگر فدیہ کی رقم زیادہ ہے تہائی مال اس کے لئے کافی نہیں ہوگا تو کس

حکم ہے۔

جواب۔ اس پر اب وصیت واجب نہیں۔ (رشامی) ص ۱۶۱  
سوال۔ اگر کسی نے اعتمکات کی نذر کی اور اعتمکات سے پہلے ہی آثار موت  
نظر آنے لگے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ ہر دن کے عوض نصف صاع گہوں کی وصیت کرنا لازم ہو جاتا ہے۔  
(فتاویٰ قاضی خان) ص ۲۰۱

سوال۔ وصیت نہیں کی وارث بطور خود تبرع اور احسان کے طور پر بغیر  
وصیت اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دیں تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ جائز ہے انشاء اللہ ولی کو بھی امر کا ثواب ملے گا۔ (رتنویہ در مختار) ص ۱۶۲

سوال۔ ایک شخص محتاج ہے اس کو فدیہ پر قدرت نہیں تو کیا کرے۔  
جواب۔ توبہ استغفار کرے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرے۔ (در مختار) ص ۱۶۲

سوال۔ حیض نفاس والی عورت حیض نفاس کی حالت میں مگرٹی یا دودھ  
پلانی والی یا حاملہ عورت جس نے اپنے یا اپنے بچہ کے خوف کی وجہ سے  
روزہ نہ رکھا تھا اسی حال میں مگرٹی تو کیا ان روزوں کی قضا اور اس کی  
وصیت واجب ہے۔

جواب۔ ان روزوں کی قضا واجب نہیں کیونکہ اس کے لئے شرط ہے کہ  
قضا پر قدرت حاصل ہو وہ زمانہ اس کو نہیں ملا لہذا وصیت بھی واجب نہیں  
یہ ہی حال مجنون بے ہوش مجبور مکرہ کا ہے۔ (بحر الرائق ج ۱ ص ۱۸۱)  
سوال۔ اگر شیخ فانی بحالت مسافرت مر جائے تو کیا اسپر وصیت واجب ہے۔  
جواب۔ نہیں۔ (رجات الصائمین)

سوال۔ بجائے فدیہ کوئی ولی یا رشتہ دار اس شیخ فانی کی طرف سے روزہ  
رکھ سکتا ہے۔

جواب۔ نہیں رکھ سکتا۔ (عالمگیری) ص ۲۲۰

**ضیافت** سوال۔ اگر کسی نے دعوت کر دی تو اس ضیافت کی وجہ سے روزہ توڑ سکتے ہیں یا نہیں۔ کیا یہ ضیافت بھی عذر ہے۔

جواب۔ جی ہاں عذر ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ ضیافت کیا ہر روزہ کے لئے عذر ہے۔

جواب۔ نہیں۔ واجب یعنی ضروری اور لازمی روزوں کے لئے یہ عذر نہیں۔ (عالمگیری)

سوال۔ پھر کس روزہ کے لئے عذر ہے۔

جواب۔ صرف نفل روزوں کے لئے عذر ہے اگر دعوت کرنے والی کی خوشی

اسی میں ہے کہ یہ کھائے تو اس کی خوشی پوری کرے مگر بہتر قول یہ ہے کہ اگر

اس کو اپنے نفس پر اعتماد ہے کہ میں اس کی قضا کر لوں گا تو اپنے بھائی مسلم

کی خوشی کو مقدم رکھے اس کو ایذا نہ پہنچائے ورنہ افطار نہ کرے۔ (عالمگیری) ص ۲۲۱

سوال۔ ایک شخص نے قسم کھالی اگر تو افطار نہ کرے تو میری عورت پر طلاق

ہے اور یہ قضا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا تو کیا یہ روزہ توڑ سکتا ہے۔

جواب۔ بے اثر ہے تو یہی لکھا ہے کہ اگر نفل ہے تو افطار کرے اور قضا ہے

تو افطار نہ کرے مگر اعتماد اسی قول پر ہے کہ افطار کرے مگر زوال سے قبل

بعد میں نہیں۔ (شامی) ص ۱۶۶

سوال۔ اگر بسلسلہ ضیافت اپنے بھائی کی خوشنودی کے لئے روزہ نفل

توڑ دیا تو کیا اس پر کچھ اجر و ثواب ہے۔

جواب۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے حق

کے لئے افطار کرے اس افطاریں ایک ہزار روزوں کا ثواب ہے اور جب

اس کی قضا کرے گا تو دو ہزار روزوں کا ثواب ملے گا۔ (مراقی الفلاح) ص ۳۴۶

دیکھو قلبِ مسلم کی ایذا دہن کرنے اور خوشی پہنچانے میں کس قدر اجر و ثواب ہے لوگ ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر دلوں کو رنج پہنچاتے ہیں قلبِ مسلم کی خوشی کی قدر نہیں کرتے حدیث شریف میں ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے مسلمان کی خوشی سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو مصروفِ تہجد و توحید اور عبادتِ الہی میں رہتا ہے یہ قبر میں وحشت دور کرے گا منکر نیکر کے جواب میں ثبات و قرار بخشنے گا جنت میں مکان دکھلائے گا اور اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کرے گا اور وہ یہ کہے گا کہ میں فلاں مسلم کے دل کی خوشی ہوں۔

راہن ابی الدین فی قضاہ الحوائج والوشح فی الثواب عن الامام جعفر الصادق عن جدہ رض

## تشبہ کا بیان

سوال - تشبہ کا کیا حکم ہے۔

جواب - صاحب بحر الرائق وفتح القدر اسی طرف ہیں کہ تشبہ واجباً رحمت اللطیفین (سوال - تشبہ کا کیا مطلب ہے۔

جواب - تشبہ اس کو کہتے ہیں جن کو روزہ نہیں ہے وہ رمضان میں شام تک روزہ داروں کی موافقت اور مشابہت پیدا کرنے کے لئے کھانا پینا اور ہر وہ چیز جو روزہ کے منافی ہو اس کو ترک کر دیں تاکہ ان کی صورت روزہ داروں کے مشابہ ہو جائے۔

سوال - تو پھر عذر کا کیا فائدہ جس کی وجہ سے آپ نے اوپر افطار کی اجازت دی ہے جب کھانے پینے کی چٹھی نہیں تو مریض نے افطار بھی کر لیا تو اس امر سے مریخا جو روزہ داروں سے تشبہ پیدا کرنے میں کھانا پینا چھوڑے گا جواب - آپ نے غلط سمجھا یہ حکم عذر والوں کے لئے نہیں ہے دورانِ عذر

میں کھانے پینے کی چھٹی ہے ان کے لئے تشبہ نہیں رہدایں ۹۳

سوال۔ پھر کن لوگوں پر تشبہ واجب ہے۔

جواب۔ کلی کر رہا تھا کہ غلطی سے پیٹ میں پانی چلا گیا یوم شک تھا اس نے روزہ نہیں رکھا کھاتا پیتا رہا مگر بعد میں رویت ثابت ہو گئی یا سحری کھائی رات کے خیال میں حالانکہ واقع میں صبح ہو گئی تھی یا رات سمجھ کر افطار کیا مگر ابرہٹا تو معلوم ہوا کہ دن ہے۔ یا مسافر کہ جس نے سفر میں کھاپی لیا تھا اپنے وطن دن میں پہنچ گیا تو ان سب صورتوں میں روزہ تو نہیں رہا مگر ان لوگوں کو روزہ داروں کی طرح بقیہ دن میں کھانا پینا چھوڑے رکھنا لازمی ہے بوجہ احترام رمضان۔ کیونکہ اصل تعظیم رمضان کی روزہ رکھنے میں ہے اور روزہ نہ ہو سکا تو شکل روزہ کھانا پینا چھوڑنے میں ہے اسی لئے قصداً رمضان میں روزہ رکھ کر توڑنے والے پر کفارہ کی سخت سزا ہے کہ اس نے رمضان کی ہتک حرمت کی۔ رمضان کو وہ حرمت حاصل ہے کہ اس کا ایک فرض ستر فرض کی برابر ہے۔ وہ لوگ غور کریں جو تندرست ہیں اور رمضان میں روزہ نہیں رکھتے کھلے بندوں کھاتے پیتے پھرتے ہیں ہتک حرمت رمضان المبارک کرتے ہیں۔

رہدایہ۔ عنایہ۔ فتح القدیر ۹۳

سوال۔ کیا حیض و نفاس والی عورت اور مسافر و مریض کو بھی تشبہ میں نہ کھانا پینا لازم ہے۔

جواب۔ ان پر واجب نہیں کیونکہ حیض و نفاس والی عورت پر روزہ ہی حرام ہے تو تشبہ بالحرام بھی حرام ہو اریض اور مسافر کو رخصت حرج اور تکلیف کی وجہ سے دے گئے تو تشبہ منشاء رخصت کے خلاف ہوگا۔ (عنایہ) ۹۳

سوال۔ اچھا اگر حیض و نفاس دن میں ختم ہو گیا اب کیا حکم ہے۔



جواب۔ اب بقیہ دن میں کھانے پینے سے رُکے رہنا لازم ہے۔ (قدوسی)

سوال۔ اگر دن میں کافر مسلمان ہو یا بچہ بالغ ہو گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ یہ لوگ بھی بقیہ دن میں کھانے پینے سے رُکے رہیں۔ (ہدایہ)

سوال۔ کیا یہ لوگ اس دن کی قضا کریں گے۔

جواب۔ قضا نہیں کریں گے۔ روعدم القضاء لعدم وجوب الصوم علیہما فیہم بحوالہ الرائق

سوال۔ کیا اس میں کوئی قید ہے قبل زوال اور بعد زوال مسلمان ہونے یا

بالغ ہونے کی۔

جواب۔ کچھ قید نہیں ان پر اس دن کی قضا بہر حال لازم نہیں۔ (رلان الصوم

لا یتجانی وجوباً کما لا یتجانی اداء و اہلیتہ الوجوب منعد متدنی اولہ

فلا یجب) (بحر الرائق)

سوال۔ مریض مسافر حیض و نفاس والی عورت زوال سے قبل اگر ان کا عذر

زائل ہو جائے یا کافر مسلمان ہو گیا تو کیا یہ لوگ روزہ رکھ سکتے ہیں کیونکہ زوال

سے پہلے وقت نیت ہے تو اگر ان لوگوں نے نیت کر لی تو روزہ ہوگا یا نہیں۔

جواب۔ حیض نفاس والی عورت اور کافر کا تو روزہ ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ حیض و

نفاس اور کفر کی وجہ سے شروع دن میں اہلیت ہی نہیں تھی باقی سب کے روزہ

ہو جائیں گے۔ (عالمگیری)

سوال۔ باقی لوگوں کا روزہ ہو تو رمضان کا ادا ہوگا یا نفل ہی کا۔

جواب۔ بچہ کا نفل ہوگا اور مسافر و مریض کا رمضان کا روزہ ہوگا۔ (عالمگیری)

## تتابع غیر متتابع

سوال۔ متتابع اور غیر متتابع کا کیا مطلب ہے۔

جواب۔ تتابع کے معنے لگاتار اور پے درپے کے ہیں یعنی روزہ کی دو قسم ہیں ایک وہ قسم ہے کہ جس میں روزہ پے درپے اور لگاتار رکھے جاتے ہیں اور بعض وہ روزہ ہیں جن کو لگاتار رکھنا لازم نہیں۔

سوال۔ فرمائے وہ روزہ کتنے ہیں کہ جن میں تتابع ہے یعنی ان کو لگاتار رکھنا لازم ہے۔  
جواب۔ سات ہیں۔ صوم رمضان۔ صوم کفارہ ظہار۔ صوم کفارہ قتل۔ صوم کفارہ یمین۔ صوم کفارہ رمضان۔ صوم نذر معین۔ صوم یمین معین۔ صوم منذور اعتکاف ان سب روزوں کو لگاتار اور پے درپے رکھنا واجب ہے۔ (مراتی عالمگیری)  
سوال۔ وہ کتنے روزہ ہیں جن میں تتابع... یعنی لگاتار رکھنا لازمی نہیں روزہ رکھنے والے کو اختیار ہو چاہے وہ لگاتار رکھے یا متفرق طور پر رکھے۔

جواب۔ وہ سات ہیں۔ صوم قضا رمضان۔ صوم کفارہ چلق۔ صوم تمتع۔ صوم قرآن۔ صوم کفارہ صید۔ صوم نذر مطلق۔ صوم قضا نقل۔ صوم یمین مطلق۔  
(مخطاوی۔ عالمگیری) ۳۵۰

سوال۔ جن میں تتابع نہیں ہے اگر ان روزوں کو تتابع کے ساتھ یعنی لگاتار روزہ رکھے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ مستحب ہے (مخطاوی) ۳۴۵

سوال۔ سنا ہے لگاتار روزہ بھی دو قسم پر ہیں بعض وہ ہیں کہ بیچ میں ایک بھی روزہ چھوٹ جائے تو پھر از سر نو سلسلہ شروع کرنا پڑے بعض ایسے نہیں کیا یہ صحیح ہے۔

جواب۔ جی ہاں صحیح ہے۔

سوال۔ ایسے لگاتار روزہ کونسے ہیں کہ اگر بیچ میں ایک بھی روزہ چھوٹ جائے یعنی ناغہ ہو جائے تو پھر از سر نو روزہ کا سلسلہ شروع کرنا لازم ہو۔

جواب جی ہاں صحیح ہے وہ روزہ یہ ہیں نذر مطلق یمین مطلق دونوں بشرط  
تتابع کفارہ رمضان کفارہ ظہار کفارہ قتل کفارہ یمین چونکہ ان سب میں تتابع  
منصوص ہے خواہ منجانب عبد ہو یا منجانب شرع لہذا بیچ میں اگر ناغہ ہو آلو وصف  
میں خلل آنے کے سبب روزے نامطلوب ہوئے لہذا از سر نو پھر روزے  
رکھنے ہونگے نیز ہر وہ کفارہ جس میں غلام آزاد کرنا ہے اس کے روزہ میں  
تتابع شرط ہے۔ (فتح القدیر لمصطاوی - شامی)

سوال۔ ایسے روزے کتنے ہیں کہ لگاتار رکھنا ضروری ہے لیکن بیچ میں اگر  
ناغہ ہو جائے تو پھر از سر نو سلسلہ شروع کرنا نہ پڑے۔

جواب۔ ایسے روزے تین ہیں۔ رمضان۔ نذر معین۔ یمین معین یعنی مثل رجب  
وغیرہ معین مہینے کے روزے۔

سوال۔ ان روزوں میں ناغہ ہونے کی وجہ سے از سر نو روزوں کا سلسلہ  
کیوں نہیں شروع ہوتا ہے اور اوپر کے بیان کردہ روزوں میں ناغہ  
ہونے سے کیوں سلسلہ کا آغاز ہوتا ہے۔

جواب۔ یہ قاعدہ ہے کہ جہاں روزہ کی قید لگا کر تتابع لازم کیا جائے۔  
وہاں از سر نو سلسلہ شروع کرنا لازم ہوگا اور جہاں وقت کی وجہ سے  
خود بخود تتابع لازم آتا ہے وہاں ناغہ ہونے پر از سر نو سلسلہ کا آغاز کرنا لازم  
نہیں آتا۔ مثلاً پورے رجب کے مہینے کا روزہ بولا تو چونکہ یہ وقت معین اور متحد  
ہے اس کے اندر جتنے بھی دن ہیں ہر ایک میں روزے رکھنے نذر کی وجہ سے  
لازم ہوئے۔ اور وہ دن چونکہ لگاتار یکے بار دیگر سے ہیں تو خود بخود لگاتار روز  
رکھنے بھی لازم آگئے ایسے روزوں میں اگر بیچ میں کوئی روزہ ناغہ ہو جائے  
تو آگے سے روزے رکھے تاکہ باقی ماندہ روزے تو وقت کے اندر ہو جائیں

ناغہ کی قضا کر لی جائے۔ اور مذکورہ بالا کفارات اور نذر مطلق بشرط تتابع میں روزہ ہی کے اندر منجانب عید یا منجانب شرع تتابع کی قید کو لازم کر دیا گیا لہذا جو روزہ کی طرف سے تتابع ہوگا وہاں ناغہ ہونے پر از سر نو روزہ کا سلسلہ آغاز کرنا ہوگا تاکہ وصف مطلوب میں خلل نہ رہے (رطحاوی)

## اقسام روزہ

سوال۔ اوپر کے بیان تتابع پر صنف سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔

جواب۔ جی ہاں روزہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔

سوال۔ براہ کرم روزہ کی اقسام بیان فرمائیں۔

جواب۔ روزہ کی چار قسمیں ہیں۔ فرض۔ واجب۔ نفل۔ مکروہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ باب میں تفصیل کے ساتھ آگے بیان آتا ہے۔

## باب اول

### فرض روزوں کے بیان میں

سوال۔ فرض روزہ کتنے ہیں؟

جواب۔ فرض روزہ پندرہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) صوم رمضان (۲) صوم قضائے رمضان (۳) صوم کفارہ رمضان

(۴) صوم کفارہ ظہار (۵) صوم کفارہ قتل (۶) صوم کفارہ یمن

(۷) صوم کفارہ حلق (۸) صوم کفارہ قتل صید (۹) صوم تمتع

(۱۰) صوم قرآن (۱۱) صوم نذر مطلق (۱۲) صوم نذر معین  
 (۱۳) صوم بین مطلق (۱۴) صوم بین معین (۱۵) صوم قصائے نذر  
 یہ سب روزے فرض ہیں بعض اعتقاداً اور بعض عملاً  
 ہر روزہ کا بیان علیحدہ علیحدہ آتا ہے۔ (بحر الرائق و مختار)

(۱)

## صوم رمضان

یعنی

### رمضان کا روزہ

سوال۔ ماہ رمضان کے روزہ کس دلیل سے فرض ہیں۔  
 جواب۔ ایہ کریمہ کتب علیکم الصیام سے فرض ہیں اور اس کی فرضیت پر  
 اجماع بھی منعقد ہے اس کا انکار کرنے والا کافر ہے یہ اعتقاداً اور عملاً فرض ہے  
 (ہدایہ)

سوال۔ رمضان کے کتنے روزہ فرض ہیں۔  
 جواب۔ پورے ایک ماہ کے روزہ لگاتار فرض ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے  
 فرمایا فمن شهد منكم الشهر فليصمه۔۔۔ شہر مہینے کو کہتے ہیں اور مہینہ  
 مسلسل اور لگاتار دنوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس لئے علی الاتصال ایک ماہ  
 کے روزے فرض ہوئے۔ (رحیات النساءین)

سوال۔ رمضان کے روزوں کی فضیلت

جواب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایمان کی بنا پر اور حصول ثواب کے لئے ان روزوں کو رکھا اس کے اگلے گناہ اللہ تعالیٰ نے بخش دئے بخاری و مسلم میں ہے من صام رمضان ایما نا و احتسابا غفرلہ ما تقد من ذنبہ) حقیقت یہ ہے کہ ایک ماہ کے روزہ رکھنا بہت ہی مشکل ہے ایمان ہی کی قوت سے یہ روزہ رکھے جاسکتے ہیں جس نے یہ روزہ رکھے اس کے ایمان اور خدا و رسول سے محبت کا گھلا نشان ہے پھر حق تعالیٰ ان مجبین کی کیوں ر مغفرت فرمائے گا۔

## فضائل ماہ رمضان

سوال۔ اس ماہ کے کچھ فضائل بیان فرمائیں۔

جواب۔ یہ بہت فضیلت والا مہینہ ہے سب سے پہلے تو اس کی فضیلت اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رجب سے ہوا دعائیں مانگ مانگ کر اس کو اللہ تعالیٰ سے طلب فرماتے تھے جیسا کہ لطائف المعارف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ (اللهم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا الی رمضان) یعنی اے اللہ ہمارے لئے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہم کو رمضان تک پہنچا اور اس کی فضیلت اس خطبہ سے بھی معلوم ہوتی ہے جو ماہ شعبان کے آخری دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تھا جو مشکوٰۃ میں ہے کچھ حصہ اس کا نقل کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ یہ مہینہ کس قدر فضیلت والا ہے۔

خطبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایہا الناس قد اطلقکم شہر عظیم شہر  
مبارک شہر فیہ لیلة خیر من الف  
شہر جعل اللہ صیالہ فریضۃ و قیام  
لیلة تطوعا من تقرب ... منہ بحصلۃ  
من الخیر کان لمن ادی فریضۃ  
فیما شواہ و من ادی فریضۃ منہ  
کان لمن ادی سبعین فریضۃ فیما  
سواہ و ہوشہما الصبر و الصبر ثوابہ  
الجنتہ و شہما الموائساة و شہما یزاد  
فیہ س راق المؤمنہ

یعنی اسے لوگو تم پر ماہ عظیم ماہ مبارک سایہ  
نگن ہوا اس ماہ میں ایک ایسی رات ہے جو  
ہزار رات سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس ماہ  
کے روزوں کو فرض کیا ہے اور اس کی رات  
کے قیام کو نفل کیا ہے جو اس ماہ میں کسی تک  
خصلت سے اللہ کی بارگاہ میں تقرب حاصل  
کرے گا وہ اس کے مانند ہے جس نے رمضان  
کے سوا دوسرے مہینہ میں فرض سے قرب  
حاصل کیا اور جس نے اس مہینہ میں فرض ادا  
کیا وہ اس شخص کے مانند ہے کہ جس نے دوسرے

مہینہ میں ستر فرض ادا کئے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے یہ غمخواری کا مہینہ ہے  
اس میں رزق مومن کا زیادہ کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ماہ عظیم اور برکت والا مہینہ فرمایا یہ قرب  
الہی کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے کا مہینہ ہے اور اس کے نوافل میں  
قرب فرائض اور فرائض میں ستر فرائض کا قرب حاصل ہوتا ہے پھر یہ نماز ہی کے  
ساتھ ساتھ نہیں بلکہ ہر نفل فرض کو یہ بشارت و مژدہ حاصل ہے۔

تیسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بکثرت عبادت فرماتے تھے  
نماز۔ روزہ۔ صدقہ۔ ذکر۔ احسان۔ تلاوت قرآن پاک۔ اعتکاف۔ وغیرہ وغیرہ  
عبادات میں آپ مشغول رہتے تھے اہل ایمان کو بھی چاہئے کہ لذات دنیا سے  
کنارہ کر کے اس ماہ میں بکثرت عبادت کی طرف راغب ہوں۔ چوتھے ایک

روایت کی بنا پر رمضان اللہ تعالیٰ کا نام ہے تو گویا رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے جس میں خاص تجلیات سے تربیت خاص کی بشارت پر پانچویں رمضان میں نہ کھانا نہ پینا بھی ہے اور جاگنا بھی روزہ نہ کھانے نہ پینے کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور رمضان میں قیام الیل اور سحری وغیرہ کی وجہ سے اکثر جاگنا یعنی نہ سونا بھی ہے اللہ تعالیٰ کی یہ بھی صفت ہے تو بے خواب خور اللہ تعالیٰ کی صفت پر رہنے کی مناسبت سے اور عبادات کی کثرت سے روزہ دار کو رمضان میں قرب و قریب حق تعالیٰ کا حاصل ہوتا ہے جس کا نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں قالی نے ایک شعر میں یوں کہا ہے

بہ علی شدا کا بخانا اسم بود و نہ رسم

بہ محفلے شدا کا بخانا خواب بود و نہ نوم

پس اس قرب خاص سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں امت کو یہی حصہ ملا لہذا ارتقاء اور عروج کے لحاظ سے رمضان مسلمانوں کے لئے روحانی معراج کا زمانہ ہے مرتقات شہرح مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہوتا۔

## رمضان اور اسکی آمد کی تہنیت

بدعم کو رمضان

سوال - کیا رمضان کی آمد پر مبارک باوی اظہار تہنیت

تہنیت رمضان دینا بھی سنت ہے۔

جواب - جی ہاں سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آمد پر صحابہ کو بشارت دیا کرتے تھے۔ امام احمد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔



عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَبْشُرُ اصْحَابَهُ يَقُولُ قَدْ جَاءَكُمْ  
 شَهْرٌ مَرْضَانٌ شَهْرٌ مَبَارَكٌ كَتَبَ اللَّهُ  
 عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ فِيهِ تَفْتَحُ ابْوَابُ  
 الْجَنَّةِ وَتَغْلُقُ فِيهِ ابْوَابُ الْجَهَنَّمَ وَ  
 تَغْلُقُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ  
 مِنْ الْفِ شَهْرٍ مِنْ حَرَمٍ خَيْرٌهَا  
 فَقَدْ حَرَمَ۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب  
 کو بشارت دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے  
 آپہنچا تمہارے پاس ماہ رمضان برکت  
 والا مہینہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے  
 روزہ فرض کئے ہیں اس میں جنت کے  
 دروازہ کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ  
 کے دروازہ بند کئے جاتے ہیں شیاطین  
 کی گردنوں میں طوق ڈال دئے جاتے ہیں

اس میں ایک رات وہ ہے جو نہر ادرات سے بہتر ہے محرم وہ ہے جو اس کی خیر و برکت سے  
 محرم ہوا۔ رطائف المعارف مواہب ۹۹

ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں کہ بعض علماء نے نقل کیا ہے کہ رمضان کی آمد  
 پر ایک دوسری کو تہنیت اور مبارک باد پیش کرنے کی اصل حدیث یہ ہی ہے۔  
 جنت کی فتح البابی ہوتے ہی عبادات الہی کے دروازہ کھل جاتے ہیں منہ  
 اور شرم گاہ بند ہونے سے گناہ نہ رہے تو دوزخ کے دروازہ بند ہو گئے وہ  
 شیطان جو رگ رگ میں خون کی طرح دوڑتا تھا ترک اکل و شرب سے وہ شیطان  
 تو تہنیت جگہ بند ہو گئیں ہر طرف سے خیر و برکت کی بارش ہو رہی ہے یہ مہینہ اسی  
 لائق ہے کہ اس کی آمد پر مبارکباد اور بشارت دیجائے۔

صوم رمضان اور اس کے قمری مہینہ سے یہ شخص کی وجہ نیز  
 گرمی و سردی کے رزق کی حکمت و نصیحت

سوال۔ اس میں کیا حکمت

ہے کہ رمضان کے لئے ہینہ قمری حساب سے مقرر کیا گیا شمسی حساب سے کیوں نہ مقرر کیا گیا جو ہمیشہ ایک ہی موسم رہتا۔

جواب۔ مقصود ہی یہ تھا کہ ایک موسم نہ رہے تاکہ اطاعت گزاروں کی اطاعت کا امتحان ہو کہ ان کو اطاعت سے کوئی زمانہ گرم و سرد نہیں روک سکتا وہ ہر زمانہ میں مطیع ہیں اطاعت میں آسانی ہو خواہ تکلیف سبکدراہ خدا میں یکساں فراخ دلی کے ساتھ قبول کرنے لئے تیار ہیں پھر سردی کے روزوں میں انعام ربانی کا یہ مزہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (الغنیمۃ الباقیۃ الصوم فی الشتاء) یعنی سردی میں روزہ رکھنا غنیمت بارودہ ہے یعنی مفت میں بلا محنت و تکلیف ثواب ملتا ہے تو گرمیوں میں انعام پر انعام یہ کہ عبادت اور اس کے ثواب کے ساتھ موسم گرما کی تشنگی کی شدت تکلیف تعب اور اور مشقت کا بھی ثواب ملتا ہے لہذا عبادت کا ثواب دوگنا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (افضل الاعمال احسنھا) بہترین عمل وہ ہے جس میں زیادہ مشقت ہو۔ لطائف المعارف میں ہے حضرت معاذ بن جبلؓ انتقال کے وقت روزہ میں موسم گرما کی دوپہر کی پیاس کے مزے کو یاد فرما رہے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین گرمی کے روزہ کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت عامر بن عبد قیسؓ جب بصرہ سے شام آئے تو حضرت امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے انہوں نے کہا کہ میری کوئی حاجت نہیں جب اصرار ہوا تو عرض کیا کہ میری حاجت صرف ایک یہ ہے کہ مجھے بصرہ کی گرمی کی طرفت واپس کر دیا جائے تاکہ روزہ میں تکلیف و سختی محسوس ہو اور گرمی کی پیاس کا مزہ آئے یہاں تو بہت

ہی بلکہ روزہ ہیں۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سخت گرمی کے روزہ قیامت کی سخت گرمی سے بچنے کے لئے رکھو اور رات کی اندھیری میں دو رکعت قبر کی اندھیری سے محفوظ رہنے کے لئے پڑھو یہی وہ پیاس ہے کہ جس پر روزہ کا صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں عزت اور احترام کا وہ مقام پاتا ہے کہ جنت میں ایک خاص دروازہ ریان نامی صرف روزہ دار ہی کے لئے تیار ہوگا جس کے ذریعہ اس کو اعزازی طور پر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ریان کے معنی ہیں کثیر الرے۔ رے کے معنی ہیں ریسراپی، ریان کے معنی ہیں کثرت ہے اس میں مژدہ ہے بہت پیاسے رہنے والوں کے لئے اب خوب سیراب ہونے کا وقت آگیا ہے تکلیفوں کا وقت ختم گیا انعام کا وقت آگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افطار کے وقت کیا ہی خوب دعا فرماتے تھے۔ <sup>قبلت</sup> رذهب الظلماء و العروق و ثبت الاجر انشاء اللہ تعالیٰ، پیاس گئی رگیں گیلی اور تر ہو گئیں اور اجر ثابت رہے گیا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انبیاء اولیاء اور علماء و صدیقین و شہداء اور بالخصوص شہداء کربلا کی پیاس کے صدقہ میں ہم کو روزوں کی پیاس کی لذت عطا فرمائے اور محشر کا گرمی اور خشکی سے محفوظ رکھے۔ ایک حکمت قمری ہینہ کے تخصیص کی یہ بھی ہے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان مساویانہ طور پر عبادت الہی کے گرم اور سرد مزے چکھیں کہیں ایک جگہ سردی ہے تو دوسری ملک میں گرمی ہے زمانہ پھرتا رہے گا تو دن بھی بدلتے رہیں گے تکلیف اور راحت کی اجارہ داری کسی ایک ملک کے لئے خاص ہو کر نہیں رہ جائیگی۔

## رمضان اور موسم بہار

سوال۔ قمری حساب کی بنا پر یہ تو معلوم ہو گیا کہ رمضان کی بہار ہر موسم میں آئے گی جس موسم میں بھی آئے گا اس کی بہار موجود ہے ذرا اس پر بہار موسم کی بہار کا بھی کچھ بیان فرمائیں تو مزید عنایت ہوگی۔

جواب۔ رمضان عکس ہے علوی بہار کا یہ وہ موسم بہار ہے کہ جس کے آتے ہی پہلے دن جنت کے پتوں سے زیر عرش پر بہار ہوا میں چلنے لگتی ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

بیشک جنت رمضان کے لئے آراستہ کی جاتی ہے شروع سال سے آئندہ سال تک جب اول دن رمضان کا ہوتا ہے تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے حور عین پر ایک ہوا چلتی ہے سو وہ کہتی ہیں یا رب ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے ان کو شوہر بنا کہ جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔

ان الجنة تزخرف لرمضان من امس الحول الى حول قابل قال فاذا كان اول يوم من رمضان هبت ريح تحت العرش من ورق الجنة على حور العين فيقلن يا رب اجعل لنا من عبادك اشر واجال تقربهم اغينا وتقرا عينهم بنا (مشکوٰۃ)

ان بندوں سے مراد روزہ دار ہیں حوروں سے زیادہ کون حسین جمیل ہوگا لیکن روزہ دار پر اللہ تعالیٰ کی اس عبادت سے وہ حسن اور جمال کی بہار ہے کہ جن کے وصل کی تمنا میں حوروں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہیں عموماً ہوا جب چلتی ہے تو دروازہ کھل کھل جاتے ہیں تو اس ہوا کے چلنے سے جنت اور آسمان کے

دوازہ کھل جاتے ہیں۔ بخاری شریف میں ہے۔ (اذا جاء رمضان فتحت ابواب الجنۃ) دوسری روایت میں ہے (فتحت ابواب السماء) تو زمین تک ہوا میں پھونکنے کے لئے اب کو نسا دروازہ بند رہا جنت اور آسمان کے دروازہ کھل گئے پس رحمت کی ہواؤں کے جھوکوں نے اہل اسلام کی طرح کو مست اور اس کی عطر بنیری نے شام جان کو معطر کر دیا دل کی کلیاں کھیل گئیں عبادات سے مسلمان سرسبز ہو گئے جس طرح موسم بہار میں درخت سرسبز ہوتے ہیں اسی طرح مسلمان رمضان میں سرسبز ہوتا ہے اور نسیم بہار سے مست ہوتا ہے جس نے یہاں اپنے ہواؤں کو روکا اس پر رحمت کی ہوا میں چلتی ہیں ابر رحمت برستا ہے جو ڈالی بھی درخت سے لگی رہتی ہے اگر یہ خشک ہو جائے مگر موسم بہار میں وہ بھی سرسبز ہو جاتی ہے ہاں جو ڈالی ٹوٹ گئی وہ موسم بہار کے اثرات سے محروم ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے

ڈالی گئی جو فصل خزان میں شجر سے ٹوٹ

ممکن نہیں ہری ہو حساب بہار سے

ہے لازوال عہد خزاں اس کے واسطے

کچھ واسطہ نہیں ہے برگ و بہار سے

تبت کے ساتھ رابطہ استوار رکھو

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار کے

اگر رمضان جیسے موسم بہار میں کوئی روزہ نہیں رکھتا ہے اور عبادت الہی سے سرسبز نظر نہیں آتا ہے تو وہ غور کرے کہ غیر شعوری طور پر کہیں اس کا رابطہ شجر تکت اسلام سے تو قطع نہیں ہو گیا کہ وہ اس موسم بہار میں بھی عبادت الہی سے سرسبز نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کا رابطہ ایسا مضبوط اور

قوی رکھے کہ رمضان کے پرہیز موسم میں زیادہ سے زیادہ سربسز اور شاداب ہو۔

سوال۔ رمضان میں روزہ تراویح اور قیام کا کیا ثواب ہے؟  
جواب۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ  
قیام اور قیام کا ثواب جس نے رمضان میں قیام اور قیام کیا جس کا باعث

صرف ایمان اور طلب اجر ہے اس کے گناہ ماضی کی بخشش ہوگئی۔ (بخاری)

سوال۔ جو بد نصیب انسان رمضان جیسے رحمت  
اور برکت والے مہینہ میں بھی اس کے عبادات سے  
محروم رہے اس کی محرومی اور سزا کے متعلق بھی

رمضان اور محروم انسان  
اور اس کی شرعی سزا

کچھ تحریر فرمائیں۔

جواب۔ اس شخص کی محرومی اور بدبختی کا اندازہ کرو کہ جس ماہ میں ایک ایک  
نفل فرض کے برابر اور ایک ایک فرض ستر فرض کے برابر ہوں وہ اس ماہ میں  
بھی غافل رہا تو مقام غور ہے کہ وہ کس قدر خیر و برکت سے محروم ہو جس کسی نے  
بغیر رخصت اور مرض کے رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا وہ شخص ایسی فضیلت  
سے محروم ہو گیا کہ عمر بھر بھی روزہ رکھے تو اس کو وہ نہیں پاسکتا۔ حدیث ترمذی  
میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
جس نے رمضان کے ایک دن کا بھی روزہ  
کسی رخصت اور بیماری کے بغیر چھوڑا عمر بھر  
کار روزہ رکھنا بھی اس کے نقصان کو پورا  
نہیں کر سکتا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
من افطر يوماً من رمضان من غير  
رخصه ولا مرض لم يقض عنه  
صوم الدهر كله وان صام  
رشكوة) ۹۶

دیکھو ایک دن کے روزہ چھوڑنے میں وہ دولت کھوئی کہ روزہ رکھنے میں بھی وہ نہ ملے تو جس نے تمام مہینہ روزے نہیں رکھے وہ کس قدر بد بخت محروم انسان ہے کہ ابھی اوپر گزرا کہ جو اس موسم بہار میں بھی عبادت سے سربزبر نہیں ہوا تو دلیل ہے کہ اس کا رابطہ دین و اسلام سے مستحکم نہیں چاہئے کہ وہ پناہ مانگ کر حق تعالیٰ سے اپنا تعلق درست کرے ورنہ سوئے خاتمہ کا اندیشہ ہے۔

سوال۔ جو شخص رمضان میں کھلے بندوں کھاتا پھرے اس کے لئے کیا حکم ہے جواب۔ اوپر آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ ایک شخص کلی کر رہا تھا کہ خطا و لغیر قصد علق میں پانی چلا گیا تو روزہ نہیں رہا مگر پھر بھی شام تک کھانا پینا اس کو بھی احترام رمضان کی وجہ سے منع ہے اب غور کرو کہ جس نے قصد روزہ نہیں رکھا اسے کتنے جرم کئے ایک جرم قصداً افطار کا دوسرا جرم کھلے بندوں کھا کر اپنے گناہوں کی اشاعت کا تیسرا جرم رمضان کی ہتک حرمت کا چوتھا جرم خدا و رسول کے احکام کی خلاف ورزی اور قانون شکنی کا بلکہ احکام سے سرکشی اور بغاوت کا یہ پانچواں جرم ہوا چھٹا دین کے احکام کو ہلکا سمجھنا ایسے شخص کے لئے علامہ حموی شرح کنز میں تشریح فرماتے ہیں کہ اس کے لئے پادشاہ اسلام کو چاہئے قتل کا حکم صادر کرے۔

بحر الرائق میں بھی فتاویٰ برازیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس کو قتل کیا جاویگا۔ کیونکہ جو چیزیں اس پر اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیں اس نے ان کو اپنے عمل سے حلال کیا نیز صاحب بحر الرائق نے اپنے فتاویٰ زمینہ میں بھی لکھا ہے کہ یہ شخص دین کی توہین کر رہا ہے اس لئے اس کا قتل ہے۔ لیکن یہ کام صرف پادشاہ اسلام کا ہے۔ اگر پادشاہ نیک قدم

نہ اٹھائے تو برادری والے صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ بطور تعزیر نہ اس کی دعوت قبول کریں نہ اپنے یہاں کھانے پر مدعو کریں نہ اس کو اپنے یہاں بٹھائیں نہ اس کے یہاں جا کر بیٹھیں اس طرح بڑبڑی ہوئی بے دینی ختم ہو سکتی ہے اور یہ ہی کیا تمام خرابیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے یہ بہت بڑی مدد سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے  
تعاونوا علی البہا والقوی ولا تعادوا ایمنہ نیکو اور بھلائی کی مدد کرو گناہ اور سرکشی کی امداد نہ کرو جو کوئی بھی بادشاہ ہو یا رعایا دین کی مدد کر سکتا ہے وہ خدا کے دین کی مدد کرے وقت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ کسی دوسری بہتر قوم کو کھڑا کر دے اور اس سے اپنے دین کی خدمت لے اور قیامت تک اس کے نام کو روشن فرمادے

سوال۔ آپ نے ابھی اوپر بطور تعزیر فرمایا۔ تعزیر کسے کہتے ہیں۔ اور کیا ہر شخص کو تعزیر کا حق ہے؟

جواب۔ کسی گناہ اور معصیت سے روکنے کے لئے جو ایسی سزا دی جاتی ہے جس کی سزا شریعت میں مقرر نہیں بلکہ بندہ پر چھوڑ دیا اس کو تعزیر کہتے ہیں یہ بادشاہ ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ باپ کو حق ہے کہ اولاد کو سزا دے چھڑ مارے یا زبانی ڈانٹ ڈپٹ کرے۔ شوہر کو حق ہے کہ بیوی کو سزا دے اور جس کو بھی قدرت ہو مثلاً غلام پر آقا کو قدرت ہے یا چودھری بچوں کو اور برادری پر قدرت ہے یا جس کو جس نوع کی بھی قدرت حاصل ہو اسی کو حق ہے کہ نیکو پھیلانے اور گناہ و برائی کو دور کرے۔ قرآن کریم میں ہے۔

اس طرح روک روک سے خرابیوں کی اصلاح

کا باب کھول دیا تو حکومت بھی بھلائیوں کی

دولت سے مالا مال ہو جائیگی۔

کتھا خیر امتہ اخرجت للناس

تاماون بالمعروف و تنہون

عن المنکر



سوال۔ جو شخص قصداً بلا عذر رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے آخرت میں اس کی سزا کیا ہے۔

جواب۔ جہنم اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیے۔  
 ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد المنبر فقال امین امین امین قیل یا رسول اللہ انک صعدت المنبر قلت امین امین امین فقال ان جبرئیل اتانی فقال من ادرك شھر رمضان فلم یغفر لہ قد خل لنا نارا بعدة اللہ قل امین فقلت امین ومن ادرك البویہ او احدہما فلم یبرہا فمات فدخل النار بعدة اللہ قل امین فقلت امین ومن ذکرک عندة فلم یصل علیک فمات فدخل النار بعدة اللہ قل امین قلت امین (صحیح ابن حبان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ نے امین امین امین فرمایا کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ممبر پر چڑھے آپ نے (تین دفعہ) امین کہا آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور اس کی بخشش نہ ہوئی دوزخ میں گیا (روزہ نہ رکھ کر) خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے فرمایا امین میں نے کہا امین۔ اور جس نے اپنے والدین کو پایا یا ان میں سے کسی ایک کو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کیا وہ دوزخ میں گیا خدا اس کو رحمت سے دور کرے فرمائی امین میں نے کہا امین جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور

اس نے آپ پر درود پڑھا مگر گیا اور دوزخ میں گیا خدا اس کو رحمت سے دور کرے فرمائی امین میں نے کہا امین۔

بعض تو اس قدر ضعیف الایمان ہو گئے ہیں کہ وہ جنت دوزخ عذاب آخرت کے نام پر بھی منہستے ہیں وہ صرف اسی دنیا کو جانتے ہیں اور آخرت

غافل ہیں یہ کا فرانہ نظر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔ یعلمون  
 ظاہرا من الحیوة الدنیا وھم علی الاخرة هم غافلون مومن کی نظر آخرت  
 کے عذاب و ثواب سے کبھی نہیں ہٹ سکتی۔ دین اسلام کی طرف سے آنکھ بند  
 کر لینے سے عذاب الہی نہیں ملتا ہے مگر گوشہ سکاری سے اول بھاگتا ہے آخر  
 میں آنکھ بند کر کے سمجھ لیتا ہے کہ میری نظر کے آگے کچھ نہیں تو واقع میں بھی کچھ  
 نہیں لیکن یہ خیال غلط نکلتا ہے اور نشانہ بن کر ہلاک ہوتا ہے عذاب برحق  
 ہے دوزخ سے بچنے کے لئے روزہ پھرے روزہ رکھو اور دوزخ کے بھڑکتے  
 ہوئے شعلوں سے اپنے کو بچاؤ اور اللہ رسول کے فرمان پر اعتماد کر کے عمل  
 کی قوت پیدا کرو۔

سوال۔ رمضان شریف میں جو دو بخشش کے متعلق  
 بھی کچھ فرمائے

رمضان اور عام  
 جو دو بخشش

جواب۔ جو دو بخشش اللہ تعالیٰ کی صفت ہے ترمذی

شریف میں ہے کہ ران اللہ جو ادیحیب الجود کما یرحیب الکریم اس ماہ میں  
 اللہ تعالیٰ کی جو دو بخشش المضاعف ہو جاتی ہے اوقات خاص میں کریم کا کریم  
 اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے منجملہ ان اوقات کے ماہ رمضان المبارک بھی ہے۔  
 اس ماہ میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے کتنے ہی بندوں کو آزاد فرماتا ہے۔ ترمذی  
 ابن ماجہ میں ہے۔ (رو اللہ عتقاء من النار وذلک کل لیلۃ) یہ کریم رمضان  
 کی ایک دورات میں نہیں رہتا بلکہ ہر رات رہتا ہے۔ اس ماہ میں مومن کو رزق  
 زیادہ دیا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے (شہر فیہ یزاد من رزق المؤمن)  
 رزق جسمانی کی طرح رزق روحانی یعنی علوم و معارف کی جو دو بخشش بھی اس ماہ  
 میں کثرت سے رہتی ہے حق تعالیٰ سائل اور حاجت رواؤں کے حاجت روائی

اور بخشش فرمانے کے لئے دعاؤں کی قبولیت کے مواقع بھی اس میں بکثرت رکھے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تخلق باخلاق تھے اس لئے جو دو کرم آپ کی بھی صفت ہوئی۔ ہر چیز میں آپ کی بخشش عام تھی خواہ تعلیم علوم و معارف ہوں یا اطعام طعام یا بذلہ مال ہو یا دیگر منافع کا ایصال غرضکہ اس درپاک سے ہی ہر وقت العام ملتزم رہتا تھا۔ لوگوں کی حاجتیں پوری ہوتی تھیں اور رمضان میں تو اس عطا و بخشش کی رفتار ہوا کی رفتار سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی تھی۔ بخاری شریف میں ہے رکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر و کھان اجود ما یكون فی رمضان یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام شیروں کی عطا و بخشش میں سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور رمضان میں اس سے بھی بڑھ کر آپ بخشش فرمانے والے ہوتے تھے۔

رمضان میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے بندوں کو آزاد فرماتا ہے تو آپ بھی غلاموں کو آزاد فرماتے تھے۔ مشکوٰۃ میں ہے رکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل رمضان اطلق كل اسیر واعطى كل سائل، جب رمضان آتا تو آپ ہر قیدی کو آزاد فرماتے تھے امت کو بھی شہر المواساة فرما کر ہمدردی عطا و بخشش کی طرف مائل فرمایا پس چاہیے اگر قرضداروں کی گردن قرض میں پھنس رہی ہو تو اس کی مدد کر کے اس کی گردن کو آزاد کرائیں اور پادشاہ کو چاہیے کہ قیدیوں کو اس ماہ میں آزاد کرے۔ اہل قلم اہل کار وغیرہ کو چاہیے کہ اپنی جنبش قلم سے نفع پہنچائیں۔ لوگوں کو چاہیے قضا کے حاجات کریں۔ بزرگوں کو چاہیے پسند و نصائح کریں۔ علماء کو چاہیے علوم پہنچائیں۔ حضرت قتادہؓ رمضان میں دس قرآن دیتے تھے۔ اہل اللہ کو چاہیے فیضان الہی بندگان خدا کو پہنچائیں غرضکہ جس کے قبضہ میں جو بھی نفع پہنچانا ہو رمضان میں اس کی جو و بخشش فرما دلی

کے ساتھ کرے۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلفاء کو خلافت اسی  
ماہ میں عطا فرماتے تھے غیر ضکہ کوئی مجبوس ہے شرک و کفر میں کوئی تکالیف میں  
کوئی چہالت میں سب کی رہائی کا فکر ہونا چاہیے ہر نوع کی جو بخشش ہو۔  
سوال۔ کیا اس ماہ میں زکوٰۃ اور صدقات دینا  
رمضان اور زکوٰۃ صدقا بھی افضل ہے۔

جواب۔ جی ہاں افضل ہے۔ ترمذی شریف میں ہے افضل الصدقة صدقة  
فی رمضان یعنی افضل صدقہ رمضان کا صدقہ ہے رمضان میں روزہ کے  
ساتھ زکوٰۃ دیتے ہیں لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ روزہ میں اساک ہے اور زکوٰۃ و صدقا  
میں النفاق اس میں اشارہ ہے کہ اساک مسلم کا اپنے نفع اور ذخیرہ اندوزی کے  
لئے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں پر خرچ و النفاق کے لئے ہوتا ہے۔ اور یہی جو دو کرم  
اور ایشا ہے۔

سوال۔ کیا رمضان میں روزہ کشائی کی فضیلت  
رمضان اور روزہ کشائی بھی زیادہ ہے۔

جواب۔ جی ہاں زیادہ ہے یہ دو رخ سے آزادی و رہائی اور گناہوں کی مغفرت  
و بخشش کا سبب ہے حدیث شریف میں ہے۔

من فطرمہ صاماً کان لہ مغفرة  
لذنوبہ و عتق من قبضہ من النار  
کان لہ مثل اجرہ من غیر ان  
یتقص من اجرہ ثم قلنا یا رسول اللہ  
یس کلنا نجد ما لفطرہ بالصائم  
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
جس نے رمضان میں کسی روزہ دار کو روزہ  
افطار کر دیا اس کے لئے گناہوں کی بخشش  
ہے اور وہ دو رخ سے آزاد ہے اس کا اجر  
روزہ دار کے اجر کے مثل ہے بغیر اسکے کہ روزہ دار  
کے اجر میں کچھ کمی آئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ  
ہم سب کے سب تو وہ چیزیں نہیں پاتے جس سے

لِعَطِيَّةِ اللَّهِ هَذَا الثَّوَابُ مِنْ  
فَطْرٍ صَايَا عَلَى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ  
أَوْ شَرِبَتْهُ مِنْ مَاءٍ وَمِنْ أَشْبَعِ صَايَا  
سَقَاهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ حَوْضِي شَرِبَتْهُ  
لَا يُطْمَأئِنُّ بَعْدَهَا أَبَدًا حَتَّى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ  
(مشکوٰۃ)

روزہ دار کو افطار کرائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص کو عطا فرماتا ہے جو روزہ دار کو کھوپری یا کھجور یا ایک گھونٹ پانی پر افطار کرا دے اور جس نے پیٹ بھر کر روزہ دار کو کھلا دیا اللہ اس کو میرے حوض کوثر سے اتنا

سیراب کریگا کہ اس کے بعد کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو۔ تمام غور ہے کہ جب ایک گھونٹ پانی سے افطار کرایا تو برف اور شربت پر افطار کا کیا ثواب ہوگا۔ افضل ہے جو خود کو پسند ہو اس پر افطار کرے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا حَبَبْتُمْ

سوال۔ کسی کے یہاں روزہ کشائی

میں اگر جانا ہو تو کیا پڑھے۔

جواب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ پڑھا تھا۔

نیک اور ابرار لوگ جس کا کھانا  
کھائیں یہ اس کو ایک قابل  
ذکر فضیلت حاصل ہوئی

یعنی تمہارے یہاں روزہ داروں نے  
افطار کیا ابرار اور نیک لوگوں نے کھانا کھا  
فرشتوں نے تم پر درود بھیجا۔

أَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ وَأَكَلُوا  
طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ  
الْمَلَائِكَةُ

اس سے چند فوائد معلوم ہوئے۔ (۱) افطر عندکما الصائمون میں جمع کے ہر صیغہ نے یہ بتلایا کہ تمام فضیلت افطاری میں روزہ داروں کے جمع کرنے میں ہے نہ کہ پیٹ بھرے بے روزہ داروں امیروں کے جمع کرنے میں۔ (۲) اکل طعامکم الابرار سے معلوم ہوا کہ انسان کی بہت بڑی تعریف اور تحسین عزت اور فخر اس میں ہے کہ اس کا کھانا نیک اور ابرار کھائیں اور وہ احسان کھلا

کا نہ رکھے بلکہ احسان قبول کرنے کے کہ ان حضرات نے کھانا کھایا اور ثواب دلوایا۔  
 (۳) صلت علیکم الملائکہ سے ثابت ہوا کہ یہ کھلانا فرشتوں کی دعا اور درود کا  
 سبب ہے۔ حاصل یہ ہے کہ روزہ کشائی میں مغفرت اور دوزخ سے آزادی و رہائی  
 روزہ دار کے مثل اجر و ثواب فرشتوں کی دعا اور درود نیک ابرار لوگوں کے  
 کھلانے کی فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ اس کے روزہ دار اس کھانے کی  
 قوت سے جو کچھ بھی عبادت کرے گا یہ اس کے ثواب میں شریک ہوگا جیسا کہ  
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

وَمَا عَمِلَ الصَّائِمُ مِنْ أَعْمَالٍ إِلَّا  
 كَانَ لَصَاحِبِ الطَّعَامِ مَا دَامَ  
 قُوَّةَ الطَّعَامِ فِيهِ۔  
 روزہ دار بھلائی کے اعمال میں سے کوئی  
 بھی نیک کام نہیں کرے گا مگر اس میں حصہ  
 صاحب طعام کے لئے بھی ہے جب تک کہ  
 اس میں کھانے کی قوت ہے۔  
 (لطائف المعارف عن الطبرانی)

مرقات کی ایک حدیث میں یہ ایک مضمون اور زائد ہے کہ جو شخص رمضان کی  
 رات میں کسب حلال سے کسی کو افطار کرے گا فرشتے اُس پر درود بھیجیں  
 گے اور شب قدر میں اُس سے مصافحہ کریں گے۔

سوال۔ کیا نماز مغرب سے پہلے افطار کرے یا بعد میں مسجد میں افطار کرے  
 یا گھر میں مسجد میں افطار کے لئے کھانا اور پینا جائز ہے یا نہیں اور آگ پر پکی  
 ہوئی چیز پر افطار کرے یا نہیں۔ افطار میں افضل کیا ہے؟  
 جواب۔ ان سب باتوں کا جواب حدیث ذیل میں ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَقْطُرُ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ عَلَى رِطَابَاتٍ فَإِنْ  
 لَمْ تَكُنْ رِطَابَاتٍ فَمِيْرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ مِيْرَاتٍ  
 نَبِيٌّ كَرِيمٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ يَنْتَهِيَ مِنْ افْتِطَارِهِ  
 فَمَا تَمَّ تَحْتَهُ خَيْدٌ كَبُجُورٍ بِرِيءٍ أَوْ كَرْنٌ هَوْتِي تَوْ  
 خَيْدٌ خَشْكَ كَبُجُورٍ بِرِيءٍ أَوْ كَرْنٌ هَوْتِي

حسا حسات من ماء  
 تو پھر خند گھوٹ پانی پر افطار فرماتے  
 (۱) اس حدیث سے یہ معلوم ہو گیا کہ افطار نماز مغرب سے پہلے کیا جائے۔  
 (۲) یہ حدیث مطلق ہے اس میں یہ کوئی قید نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 افطار مسجد میں فرمایا یا گھر میں تو دونوں جگہ افطار جائز ہوا۔ چنانچہ مرقات ص ۵۱  
 میں ہے لکن اطلاق الاحادیث ظاہر فی استثناء حال الافطاس،  
 (۳) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ایسی چیز پر افطار کیا جائے جس کو آگ  
 نے مس نہ کیا ہو بلکہ ایک حدیث میں تو اس کا صراحت کے ساتھ ذکر ہے کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیز پر افطار پسند فرماتے تھے جس کو آگ نے مس  
 نہ کیا ہو جیسا کہ مرقات میں ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے  
 يحب ان يفطر على ثلاث تمرات  
 تھے کھجوروں پر افطار فرمائیں یا ایسی چیز  
 او شئ لمرتبہ النار (مرقا) ص ۵۱  
 پر جس کو آگ نے نہ چھویا ہو

(۴) حدیث کی ترتیب سے معلوم ہوا کہ مقدم حضرت نے کھجوروں کو کیا  
 اس سے معلوم ہوا کہ افضل افطار کھجور پر ہے شریعتہ الاسلام میں بھی یہی ہے  
 کہ کھجور پر افطار افضل ہے مشکوٰۃ کی حدیث میں ہے اذا افطر احدکم  
 فليفطر على تمر فان لم يجد فليفطر على ماء فان لم يمسس  
 اس کے تحت طہی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس میں کثیر ثواب ہے مگر اوپر  
 والی حدیث میں مقدم نذوقہ اللبن ہے تو معلوم ہوا کہ اول ایسی پر افطار  
 افضل ہے جیسا کہ مرقات میں ہے روفی تقدیم المذاق، اشارۃ الی انہا  
 افضل من التمرۃ، تو اس کا فیصلہ اس طور پر ہے کہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر  
 مقدم ہیں سردیوں میں اول افطار کھجور پر کرے اور گرمیوں میں ایسی پر

مرقات ۵۱۴ میں روقیل تقدیم التمر فی الشتاء والماء فی الصيف

لما وایتہ بہا، اسی میں دودھ بھی ہے اور پانی بھی دودھ میں جمع ہیں۔

سوال۔ بیٹھی چیز پر افطار میں کیا حکمت ہے۔

جواب۔ تقویت بصر کا باعث ہے اور ایمان کی حلاوت میں زیادتی کے

لئے دعا اور تفاؤل ہے۔

سوال۔ رطب اور تمر میں کیا فرق ہے۔

جواب۔ تازہ کھجوریں جو درخت سے اترتی ہیں وہ رطب ہیں پھر ان کو خشک

کر کے ذخیرہ بنا کر رکھا جاتا ہے وہ تمر ہے اس سے چھوڑا مراد نہیں جس کو

بھون کر طیار کیا جاتا ہے

سوال۔ سنا ہے کہ رمضان میں مزدوروں

رمضان اور تخفیف کار اور ملازمین پر کام کا بار ہلکا کر دینا چاہیے کیا

یہ صحیح ہے۔

جواب۔ جی ہاں صحیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان

میں غلاموں پر کام اور خدمت کو ہلکا کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے

آزاد فرمائے گا۔

ومن خفف عن مملوكه في رمضان

لہ واعنقه من النار (مشکوٰۃ)

جس نے اپنے غلام پر رمضان میں کام ہلکا

کیا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا

اور دوزخ سے اس کو آزاد کرے گا۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر رحم و کرم کرنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کا

اپنے کو مستحق بنانا ہے۔



سوال۔ لوگ اس ماہ میں قرآن پاک بکثرت  
 رمضان اور تلاوت قرآن پڑھتے ہیں کیا رمضان اور قرآن کے درمیان

کوئی خاص تعلق ہے۔ کیا تلاوت اس میں بکثرت کرنی چاہئے۔

جواب۔ رمضان منظر تجلیات قرآن اسی میں اترتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔ ماہ رمضان وہ ہے کہ جس میں

قرآن اترتا چونکہ رمضان میں کھانے پینے کے نجارات منظمہ سے نور عقل و ہم

تاریک نہیں رہتا بلکہ ذہن صاف اور روح بچھے و مصفٰی رہتی ہے اس لئے

قرآن پاک کی تلاوت کی اس میں از بس مفید ہے صفائی باطن کے سبب

پڑھنے والا نور تلاوت اور قرآن کی تجلیات سے جگمگاٹھے گا۔ مضامین

قرآنی میں خوب غور و فکر ہوگا اکل و شرب سے فارغ ہے کمال فراغت و

یکسوئی کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت ہوگی۔ قرآن پاک ہماری اصلاح

دارین کے لئے اترتا ہے لازم ہے کہ ہر روز اس کی تلاوت کی جائے ورنہ

سال بھر میں تو ایک موقع ایسا ضرور ہونا چاہیے کہ تمام مسلمان اس مقدس

اور ندرت سے کتاب کی طرف توجہ پریں زندگی گزارنے کے آئین اور قوانین معلوم

کریں اس کے معارف اور علمی اسرار اور نکات سے ذوق اٹھائیں۔ اخلاق

حمیدہ اور اعمال صالحہ حاصل کریں مرنے کے دن اور آخرت کی تیاری میں

مصرف ہوں اس کے لئے رمضان کا مہینہ نہایت ہی موزوں اور مناسب

مہینہ ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم رمضان

میں ساٹھ ساٹھ قرآن ختم کرتے تھے۔

حضرت ثقیان ثوریؒ تمام وظائف چھوڑ کر تلاوت قرآن کی طرف متوجہ

ہو جاتے تھے۔ امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ اب یہ مہینہ اطعام طعام اور تلاوت

قرآن کا شروع ہو گیا۔

یہ وہ کتاب ہے کہ جو اس کو پڑھے گا اور اس کی ہدایات پر عمل کرے گا۔  
اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ کو بلند کرے گا اور جو اس کو چھوڑے گا اس کو پست کرے گا۔

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔  
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
کہ بیشک اللہ بلند کرتا ہے اس  
کتاب کے ذریعہ قوموں کو اور پست کرتا ہے  
اسی کے سبب دوسروں کو۔

ان اللہ یرفع بجد الكتاب اقواما  
لیضع بہ آخرینہ (مسلم)

یہ وہ کتاب ہے کہ جو اس میں مشغول ہوگا اللہ تعالیٰ مانگنے والوں سے  
زیادہ عطا فرمائے گا حدیث شریف میں ہے۔

میرے یاد اور سوال سے جس کو قرآن نے  
مشغول کر دیا اس کو تمام سوال کرنے  
والوں سے زیادہ عطا کروں گا اور اللہ  
کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی  
ہے جیسے اللہ کی فضیلت تمام مخلوق پر

من شغلہ القرآن عن ذکری  
ومسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی  
السائلین وفضل کلام اللہ  
علی سائر الکلام کفضل اللہ علی  
خلقہ (مشکوٰۃ)

قرآن میں مشغول ہونا صرف تلاوت ہی کے ساتھ خاص نہیں مطالعہ تفاسیر  
درس و تدریس قرآن استنباط مسائل تفاسیر کی تالیف و تصنیف عمل بالقرآن  
سب کو شامل ہے یہ سب عطا و بخشش کے وسائل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے  
قرآن پاک میں اہل کتاب کے بارے میں فرمایا۔ ولوانھم اقاموا التوراة  
والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لا ھدو من فوقھم ومن  
تحت ارجلھم اگر یہ لوگ قائم رہتے تو ریت اور انجیل اور قرآن پر تو یہ

کھاتے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے تلے سے۔ پھر حال قرآن کریم برکات  
دارین کا وسیلہ ہے اشۃ اللغات میں ہے کہ شیخ شہاب الدین سہروردی  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک راہ سلوک قرآن کو جس قصد سے پڑھے گا  
اللہ تعالیٰ اس کے مقصد کو پورا فرمائے گا۔

**طریقہ تلاوت قرآن** | سوال۔ براہ کرم قرآن پاک پڑھنے اور تلاوت کرنے کا  
طریقہ بھی تعلیم فرمائیں۔

جواب۔ مسواک کر کے اچھے اور عمدہ کپڑوں میں ملہارت کے ساتھ قبلہ رو ہو کر  
بیٹھے اور سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ہے اول اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
پڑھے کہ یہ واجب ہے پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر تلاوت شروع  
کرے اگر کچھ پڑھا لکھا ہے تو ترجمہ والا قرآن پڑھے اور معنی میں غور کرتا جائے  
اور اگر عالم ہے تو کسی تفسیر کو بھی سامنے رکھ کر قرآن کے معارف و نکات اور  
عجائب و غرائب پر غور کرتا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عین العلم  
میں مروی ہے راقء والقراء والقمان والتمسوا غرائبہا کہ قرآن پڑھو اور اس  
کے عجائب و غرائب تلاش کرو۔ رجوعیت الی اللہ اور کمال انابت کے ساتھ  
قرآن کی تلاوت کی جائے تاکہ فہم معنی عطا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبِّصْرۃ  
وَذِكْرِی لَکُلِّ عِبْدٍ مُّنِیبٍ دوسری مقام پر ارشاد ہے رَزَّ مَا یَتَذَکَّرُ الْاِ  
مِنَ یُنِیبِ کہ قرآن سے اثر پذیر عبد منیب ہی ہوگا۔ انبیاء اور رسولوں کی حکایات  
اور قصص کو پڑھے، تو صبر و استقامت اور ان کے ایمان اور خدائے تعالیٰ کے  
وعدوں پر پختہ بھروسہ اور لوکل سے دل کو مضبوط کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
رَلشَبِیۡتَ بَعۡدَ فَوَادِکَ کہ تم نے اس لئے قصص اور حکایات کو بیان کیا ہے تاکہ ہم  
تمہارے دل کو مضبوط کریں منکرین کی تباہی کا ذکر جب قرآن میں آئے تو عبرت

حاصل کرے کوئی آیت عذاب کی آئے یا دوزخ کا ذکر ہو تو اپنی بد اعمالی اور گناہوں سے ڈرے کوئی آیت رحمت یا جنت اور اس کے نعمتوں کے ذکر میں آئے تو اگر کچھ نیک کام ہوا ہو تو اس سے خوش ہو اور آئندہ مزید طاعات کی توفیق اور ایمان کی مضبوطی کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرے اور ونواہی یعنی احکام کی آیات پر سے گزرے تو عمل کی کوتاہی اور تقصیر پر نادم اور غمگین ہو تو توبہ کر کے عہد کرے کہ آئندہ نافرمانی نہیں کرے گا۔ یہ ہے قرآن کی تلاوت کا طریقہ۔ صحیح حدیث میں ہے (اہل القرآن هم اهل الله وخاصته) کہ قرآن والے ہی اہل اللہ اور اللہ کے خاص بند ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں تدبیر نہ کرنے والوں کی خدمت فرماتا ہے (ان فلا يتدابرون القرآن) کہ قرآن میں غور نہیں کرتے۔ پس مطلوب یہ ہے کہ آیات کو تدبیر کے ساتھ پڑھا جائے قرآن کے لئے ظہر و بطن ہے اس کے کھلے اور ظاہر معنی ہی ہیں اور ایسے پوشیدہ معنی ہی ہیں جن کی طرف قرآن میں خفی اشارات ہیں پس نہم قرآن کا حق اسی وقت ادا ہوگا کہ حسب مقدرت بار بار غور و فکر کے ساتھ تلاوت کرنے تاکہ معانی کثیرہ اس پر کھلیں۔

ثلاثة تحت العرش يوم القيامة  
القرآن يباح العباد له ظهرا وبطن  
والأمانته والبرحم تنادي الامن  
وصلني وصله الله ومن قطعني  
قطعها الله۔ (شرح السنه)

تین چیزیں ہیں جو تحت عرش قیامت کے دن بندوں سے جھگڑا کریں گی (اول) قرآن ہے جس کے لئے ظہر و بطن ہے (دوم) امانت ہے (سوم) قرابت رشتہ داری ہے یہ پکار کر کہیں گے کہ آگاہ ہو جو ہم سے ملا اس کو اللہ کا وصل ہوا د جسے ہم کو قطع کیا اس کو اللہ قطع کرے

پس تلاوت کو نہ چھوڑو و تدبیر تفکر کے ساتھ جیسا کہ اوپر طریقہ بیان ہوا اس کے موافق تلاوت کرو اور ہمیشہ اس کو وظیفہ میں رکھو خصوصاً رمضان کے مہینہ میں کبھی اس کی تلاوت

نہ چھوڑو۔

سوال۔ کتنے دن میں قرآن ختم کرے۔

جواب۔ حدیث شریف میں ہے۔

نہیں سمجھا وہ کہ جس نے قرآن پڑھا تین دن

لم يفقد من قرأ القرآن في اقل

سے کم مدت میں۔

من ثلاث رخصتو عن ابن زبدي بالي اودو والدرام

اور ظاہر ہے کہ قرآن کو حرف بہ حرف ادائیگی مخرج سے سمجھ کر تدبر اور تفکر کے ساتھ

پڑھنا چاہئے۔ عجلت میں قرآن سمجھ میں نہ آئے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن سے کم میں جس نے پڑھا

وہ قرآن کو نہ سمجھا۔ مرقات میں ہے سلف صالحین کی ایک جماعت نے تو اس

حدیث کے ظاہر پر عمل کیا کہ تین دن سے کم میں ختم کرنے کو مکر وہ سمجھا وہ پورے

ہی تین دن میں ختم کرتے تھے مگر دوسرے حضرات نے فرمایا کہ مفہوم عدد صحیح تر

قول کی بنا پر لائق حجت نہیں مقصود فہم معانی ہے اگر کم سے کم مدت میں بھی وہ

حاصل ہو خواہ بزور کراہت ہی حاصل ہو جائز ہے۔ چنانچہ طہی لسان اور بسائر

کے بہت سے واقعات کتابوں میں درج ہیں ان میں سے حضرت شیخ موسیٰ اندرلی

کے حال میں لکھا ہے کہ دن رات میں ستر ہزار قرآن پڑھتے تھے۔ یہی حضرت جبرائیل

کو بوسہ دیکر قرآن شروع کرتے باب کعبہ کے محاذات میں جب آتے تھے تو

قرآن ختم ہو جاتا تھا اور اکثر حضرات کو ہر دن میں ایک ایک قرآن ختم کرنا

تو کچھ مشکل ہی نہ تھا بعض نے دن رات میں دو دو قرآن بعض نے تین تین

ختم کئے۔ ایک ایک رکعت میں ختم قرآن تو بہت سے حضرات نے کیا مثل

حضرت عثمان غنی تمیم داری سعید ابن جبیر رضوان اللہ علیہم اجمعین تین

دن سے زائد میں حضرات کے مختلف طریقہ رہے بعض دو ماہ میں ایک قرآن

ختم کرتے تھے بعض ایک ماہ میں کرتے تھے بعض ہر عشرہ میں بعض ہر سات دن میں ایک قرآن ختم کرتے تھے جس پر اکثر صحابہ کا عمل رہا علامہ نووی نے فرمایا کہ قول مختار یہ ہے باختلاف اشخاص اس کا حکم مختلف ہے لطائف اور معارف قرآنی کے فہم کے ساتھ تلاوت جتنا بھی کر سکے اس پر اتفاق کرے غرض فہم معانی سے ہے۔ اگر کوئی بشر علم میں مشغول ہے یا مقدمات کے فیصل کرنے میں تو اتنا پڑھے جتنا پڑھنا ان کاموں سے اس کو نہ روک سکے لطائف المعارف میں مذکورہ بالا حدیث کی ایک توجیہ یہ بھی کی ہے کہ تین دن سے کم میں نہ ختم کرنا یہ بطور مداومت ہے۔ خاص جگہ خاص اوقات اس سے مستثنیٰ ہیں مثلاً مکہ مکرمہ میں یا رمضان یا شب قدر میں جتنا بھی ہو سکے پڑھے اس پر علماء کا عمل شاید ہے۔ لطائف المعارف میں ہے کہ رمضان میں بکثرت تلاوت قرآن کرنا مستحب ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جب رمضان آتا تو درس حدیث کو چھوڑ کر تلاوت میں مصروف ہو جاتے۔ فتح القدیر میں ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ رمضان شریف میں ایک سٹھ قرآن ختم کرتے تھے ایک دن میں ایک رات میں ایک تراویح میں۔

غرض کہ جب تک دل نہ اکتائے نشاط باقی رہے جتنا ہو سکے پڑھا رہے۔ صحیحین میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اقروا القرآن ما اختلفت علیہ قلوبکم فاذا اختلفتم فقوموا علیہ

سوال۔ ختم قرآن کا کیا طریقہ ہے۔

طریقہ ختم قرآن

جواب۔ اذکار نووی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ رخیروا اعمال الحلال والحلالہ لہذا مستحب ہے کہ جب قرآن ختم کرے تو اسی وقت متصل پھر دوبارہ قرآن شروع کر دے یہی طریقہ نمازیں بھی

اختیار کرنا چاہئے شامی میں ہے کہ نماز میں قرآن ختم کرے تو پہلی رکعت میں معوذتین سے فارغ ہو تو رکوع کرے پھر دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور کچھ حصہ سورہ بقرہ سے پڑھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر الناس الحال لم یحل کہ بہترین انسان میں سے وہ ہے کہ جو ختم کرتے ہی پھر شروع کر دے کبیری میں ہے کہ جب ختم کرے تو تین بار قل ہو اللہ احد پڑھے اگرچہ تراویح میں ہو ہاں فرض نماز میں ختم کرے تو ایک بار سے زیادہ نہ پڑھے اذکار نووی میں ہے کہ ختم کے دن روزہ سے ہونا مستحب ہے کسی اور کا ختم ہو تو یہ بھی مستحب ہے کہ ختم قرآن کی مجلس میں حاضر ہو کہ ختم قرآن کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے ایک آدمی اسی غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ دیکھ بھال کرتا رہے کہ کس شخص کا قرآن ختم ہوتا ہے اطلاق پانے پر آپ ختم قرآن کے وقت حاضر ہوتے اور خود قرآن ختم کرتے تو اپنے اہل و عیال کو جمع کرتے۔

حضرت مجاہد اور عبدہ بن ابی لبابہ نے حکم بن حلیل القدر تابعی کو بلایا اور کہا کہ ہم نے اسے آپ کو طلب کیا ہے کہ آج ہمارا ارادہ ختم قرآن کا ہے یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے۔ جلا رالافہام میں ہے کہ جب یہ عمل اجاڑا ہے تو یہ تاکید کی طور پر محل درود بھی ہوا لہذا اس وقت درود بھی پڑھے۔ اذکار نووی میں ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور پھر دعا کی چار ہزار فرشتے اسکی دعا پر آمین کہتے ہیں تو اس وقت چاہیے کہ اپنے اور تمام مسلمانوں اور حکام و سلاطین اور حاضرین کے لئے دعائے خیر کیے اور پر عملوں طریقہ سے اللہ تعالیٰ سے اسلام کی ترقی اور فروغ کے لئے دعا کرے۔

سوال - ختم قرآن کے لئے کون سا وقت بہتر ہے۔  
 جواب - گرمیوں میں صبح اور سردیوں میں اول شب کو قرآن ختم کرنا بہتر ہے۔  
 کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا شام  
 تک فرشتے استغفار کرتے ہیں اور جس نے شروع رات میں ختم کیا صبح تک  
 استغفار کرتے ہیں گرمیوں میں دن بڑا ہوتا ہے تو صبح کو ختم کر کے میں استغفار  
 دن میں زیادہ ہوگا اور سردیوں میں رات بڑی ہوتی ہے تو اجزاء رات میں  
 ختم کرنے کی صورت میں استغفار زیادہ ہوگا۔ (رکبیری - اذکار نووی)  
 سوال - تلاوت کے لئے بہتر وقت کون سا ہے۔

جواب - رات کو تلاوت بہتر ہے مرقاۃ میں تحت حدیث رواقی  
 علی سبع لیل (مرۃ) کے تحت لکھا ہے کہ رات کا ذکر کرنے میں اشارہ  
 ہے کہ بمقابلہ دن کے رات کو قرآن پڑھنا زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور مرقاۃ  
 مغرب و عشاء کے درمیان بھی قرأت قرآن پسندیدہ و محبوب ہے مگر رات  
 کا پچھلا نصف حصہ اول شب سے بھی زیادہ بہتر ہے اور دن میں صبح کی نماز  
 کے بعد تلاوت افضل ہے۔ طلوع آفتاب کے وقت بھی کمروہ نہیں اذکار  
 نووی میں ہے رو کا کما اھتہ فی القراءۃ فی وقت من الاوقات  
 ولا فی اوقات النھی عن الصلوۃ (لطائف المعارف میں ہے کہ رمضان  
 میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا صبح کے وقت تلاوت فرما کر  
 بعد طلوع آفتاب آرام فرماتی تھیں۔

سوال - قرآن بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ۔  
 جواب - اگر زیادہ کا خوف ہے تو آہستہ پڑھے ورنہ بلند آواز سے پڑھنا افضل  
 ہے کان بھی آواز قرآن میں مشغول ہونگے۔ قلب بھی بیدار ہوگا اور نشاط



وسرور زیادہ حاصل ہوگا۔ فکر معانی کی طرف پوری ہمت مصروف ہوگی غافلوں کو ہوش پیدا ہوگا مگر یہ اسی وقت تک ہے کہ کسی سونے والے اور نمازی کو ایذا نہ پہنچے اسلئے یہ طریقہ جو آجکل مسجدوں میں رائج ہے کہ بعد نماز فجر اکثر لوگ قرآن کھول کر بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے کیونکہ قرآن کا سننا ضروری ہے۔ یہاں پڑھنے والوں کی آواز بھی آپس میں ٹکرا رہی ہے ایک دوسری کے تلاوت کی سماعت نہیں ہوتی اور مسجد میں جو بیٹھے ہیں وہ بھی مشغول وظائف ہیں وہ بھی سماعت نہیں کر سکتے پس ایسی صورت میں قرآن نہ سننے کا گناہ پڑھنے والے پر ہے لہذا اس صورت میں اہستہ پڑھنا چاہیے تاکہ کسی کو ایذا نہ پہنچے اور کسی کے وظائف میں خلل واقع نہ ہو۔ (اذکار نووی۔ کبیری)

سوال۔ رمضان میں جس طرح حفاظ دور قرآن کرتے ہیں یعنی ایک حافظ دوسرے پر قرآن پیش کرتا ہے کیا یہ مسنون طریقہ ہے؟  
 جواب۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دور کیا ہے۔ اور اگر کیا ہے تو کس وقت اور کس سے کیا ہے۔

جواب۔ جی ہاں مسنون طریقہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کے ساتھ دور کیا ہے جیسا بخاری شریف میں ہے۔

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 اجود الناس بالخير وكان اجود ما يكون  
 فی رمضان حين یلقاه جبرئیل وكان  
 جبرئیل یلقاه کل لیلة فی رمضان  
 حتی ینزل یعرض علیہ النبی صلی اللہ  
 علیہ وسلم ویسلم القرآن فاذا القیہ جبرئیل  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر خیر کی بخشش میں  
 سب لوگوں میں زیادہ بخشش فرمایا ہوا ہے  
 تھے اور سب سے زیادہ جواد ہونا آپ کا رمضان  
 میں ہوتا تھا جب جبرئیل آپ سے ملتے تھے  
 اور جبرئیل رمضان میں ہر رات آپ کی زیارت  
 کرتے تھے آخر رمضان تک ان پر یہی سلسلہ

كان اجود بالخير من المرسلين

المرسلين - (بخاری)

قائم رہتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
قرآن پیش فرماتے تھے خیب جبرئیل آپ سے  
ملتے تو ہوا سے بھی زیادہ آپ خیر کے ساتھ بخشش  
فرماتے والے ہوتے تھے۔

اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے

(۱) جو دو سخاوت میں سب سے بڑھا ہوا ہونا۔

(۲) اوقات فاضلہ میں سب اوقات سے زیادہ خود بخشش کرنا۔

(۳) کسی خاص خیر و بھلائی کے ساتھ بخشش کو منحصر نہ کرنا بلکہ تمام شعبہ ہائے خیر

اور بھلائی پر جو دو بخشش کا محیط ہونا۔ (۴) نفع رسانی میں کسی کی تخصیص نہ کرنا

مثلاً ریح مرسلہ یعنی پاکیزہ اور خوش خرام ہوا کے نفع کو سب کے لئے عام کرنا۔

(۵) مقبول اور برگزیدہ بندوں کی تقار کے وقت یا ملاوت کے وقت اعمال

خیر میں زیادہ سے زیادہ رغبت کرنا اور رغبت پر جلدی عمل کرنا۔

(۶) رمضان میں قرآن کا دور کرنا۔

(۷) آخر رمضان تک دو بوقت شب جاری رکھنا۔

سوال کیا شبینہ یعنی ایک رات میں ختم کرنا جائز ہے؟

رمضان اور شبینہ

جواب۔ اگر اس طرح پڑھا جاتا ہے کہ یعلون تعلون

کے سوا کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو پڑھنے والے اور اس کا انتظام کرنے والے اور سننے

اور پیسہ دینے والے سب گنہگار ہیں اور مخرج کی ادائیگی سے قرآن پڑھا جاتا ہے

اور حرف حرف سمجھ میں آتا ہے تو جائز ہے کیونکہ عدم تفقہ علت ممانعت ہے

جب لفظ اور معنی سمجھنا ممکن ہے تو ممنوع نہیں پھر بھی چند شرائط کے ساتھ جائز

ہوگا۔ اول نفل میں تداعی اور اہتمام کے ساتھ شبینہ نہ ہو کیونکہ نفل میں جماعت

مکروہ ہے۔ شبینہ تراویح میں ہو۔ دوم پیچھے بیٹھنے والے باتوں میں مصروف نہ ہوں سب قرآن غور سے سنیں سووم ریا اور نمود کے لئے نہ ہو بہتر یہ ہے کہ ہر عشرہ میں ایک قرآن ختم ہو ورنہ ہر پندرہ دن میں ایک قرآن ہو یہ بھی نہ ہو تو تمام ماہ رمضان میں ایک ہی کافی ہے۔

**سوال۔** اس سے بھی آگاہ فرمائیں کہ مکہ مکرمہ رمضان اور حرمین شریفین یا مدینہ منورہ میں رمضان گزارنے کا کیا اجر و ثواب ہے۔

**جواب۔** بہت ثواب ہے اول تو مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب دوسری مسجدوں کے ایک ہزار نماز کی برابر ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نماز کی برابر بلکہ اس سے بھی افضل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

صلوٰۃ فی مسجدی افضل من الف	میری مسجد میں نماز دوسری مسجدوں کی
صلوٰۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام	ہزار نماز سے افضل ہے سوائے مسجد
وصلوٰۃ فی مسجد الحرام افضل من	حرام کے اور مسجد حرام میں نماز دوسری
مائتۃ الف صلوٰۃ فی ما سواہ	مسجدوں کی ایک لاکھ نمازوں سے
راہن ماجہ	افضل ہے

پھر وہ نمازیں بھی رمضان کی نمازیں جہاں نفل بھی فرض کے برابر ہیں اب غور کیجئے کس قدر ثواب رمضان کا ترین شریفین میں گزارنے میں ہوگا کہ رمضان بھی نیکی کو بڑھائے اور حرمین شریفین بھی نیکیوں کو زیادہ کریں مکان زمان دونوں کے اجتماع کی فضیلت حاصل ہے اس کے علاوہ خاص مکہ مکرمہ میں رمضان گزارنے کے بارے میں ایک حدیث یہ بھی ہے۔

من ادبرک رمضان بمکہ فصامی جس نے رمضان کو مکہ میں پایا پس روزہ

رکھا اور قیام کیا جو کچھ بھی تیسرا یا اللہ تعالیٰ  
اس کے لئے دوسری جگہ ایک لاکھ ماہ رمضان  
کے برابر ثواب رکھے گا۔

وقام منه ما تيسر كتب الله له مائة  
الف شهرا رمضان فيما سواه  
(ابن رجب عن ابن ماجه)

سوال۔ کیا عمرہ بھی رمضان میں ادا کرنے کا کچھ ثواب ہے

جواب۔ حدیث شریف میں ہے۔

عمرہ رمضان میں حج کی برابر ہے۔

عمارة في رمضان تعدل حجة

(ابن ماجه)

سوال۔ اعتمکاف کے بارہ میں بھی کچھ فرمائیں کہ حرمین شریفین میں اعتمکاف کیا ہے  
جواب۔ دنیا میں سب سے افضل مسجد حرام میں اعتمکاف ہے پھر مسجد نبوی میں پھر  
مسجد اقصیٰ میں پھر اس مسجد میں جہاں کثیر جماعت ہو۔ (رجوہ)

سوال۔ رمضان میں قبولیت دعا کے لئے کیا کیا

اسباب ہیں ان کو کبھی مفصل بیان فرمائیں۔

رمضان اور اجابت دعا

جواب۔ (۱) ایک تو خود ماہ رمضان ہی ہے حدیث میں ہے۔

انا لله رمضان شهر بركة يغشاكم الله

فيه فينزل الرحمة ويحط الخطايا

ويستجيب الدعاء۔

رشرح عین العلم عن البرز او الطبرانی

تہارے پاس رمضان کا ہینہ آگیا جو برکت کا  
ہینہ ہے اللہ تم کو اس میں ڈھاک لپٹا ہے  
پس رحمت نازل ہوتی ہے اور خطائیں مٹتی ہیں  
اور دعا قبول ہوتی ہے۔

(۲) پھر روزہ بھی سبب قبولیت دعا ہے۔

الصائم لا ترد دعوتہ

رشرح عین العلم عن الترمذی

روزہ دار کی دعا رد نہیں

ہوتی

(۳) افطار کے وقت بھی دُعا رد نہیں ہوتی۔

ان للصائم عند فطره الدعوات  
روزہ دار کے لئے افطار کے وقت دُعا  
ماترد۔  
ہے جو رد نہیں ہوتی

(۴) حصین میں ہے کہ تلاوت قرآن کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے اور قرآن  
رمضان میں بکثرت پڑھا جاتا ہے۔

(۵) فرض نمازوں کے بعد دُعا قبول ہوتی ہے وہ بھی رمضان کا فرض جو  
ستر فرض کے برابر ہے فرض نچگانہ کی تخصیص فضیلت کے سبب ہے تو فرض  
رمضان کو تو بہت زیادہ فضیلت حاصل ہوئی۔

(۶) ختم قرآن کے بعد بھی دُعا قبول ہوتی ہے ظاہر ہے رمضان میں کس قدر  
قرآن ختم ہونے میں۔

من صلے صلوة فریضہ فله دعوة  
مستجابہ ومن ختم القرآن فله  
دعوة مستجابہ  
جس نے فرض نماز پڑھی اس کی  
دُعا قبول اور جس نے ختم قرآن کیا  
اس کی دُعا قبول۔

(شرح ابن العن البرانی فی الکبیر)

(۷) بعد استماع قرآن بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔ تراویح اور حفاظ کے دور میں  
قرآن کی سماعت بھی... رمضان میں حاصل۔

(۸) حصین میں ہے کہ شب قدر میں دُعا قبول ہوتی ہے

(۹) مسلمانوں کے مجمع میں بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جہاں چالیس  
مسلمان جمع ہوں اُن میں ایک ولی اللہ ضرور ہوگا یہ اجتماع بھی رمضان میں تراویح  
ختم قرآن اور افطاری وغیرہ میں بکثرت حاصل ہوتا ہے۔ غرضکہ رمضان میں اللہ تعالیٰ  
سے خوب مانگے اسباب قبولیت و اجابت اس ماہ میں بکثرت جمع ہیں۔ جمع ہمت

کے ساتھ طلب کرے حدیث میں ہے۔

ادعوا للہ وانتم موقوفون بالاجابہ اللہ سے دعا کرو اس حال پر کہ تمہیں اجابت

کالیقین ہو۔

اپنے لئے والدین اور اولاد و حکام و اساتذہ و مشائخ و جمیع مومنین و مومنات کے لئے دعا خیر کرے۔ شرح شریعتہ الاسلام میں ہے اگر والدین کو دعا میں ترک کر دیا تو اس پر فقیری و نیستی طاری ہوگی اگر مر گئے ہوں تو دعا مغفرت کرے اور زندہ ہوں تو جو ان کے مناسب حال دعا خیر ہو کرے اپنے لئے اور سب کے لئے گناہوں پر عفو طلب کرے تو نیک طاعات چاہے عافیت معافات مانگے کہ ہمارے شہر سے مخلوق کو اور مخلوق کے شہر سے ہم کو محفوظ رکھے۔ توجہ الی اللہ و محبت صالحہ، رزق بلا تکلیف و محنت اللہ تعالیٰ سے طلب کرے دعا کے سلسلہ میں ذیل کی چیزوں کو اپنے سامنے رکھے۔

اجتناب حرام اکل حلال کو قبولیت دعا میں زیادہ دخل ہوتا ہے۔

اول و آخر حمد الہی پھر اول و آخر درود حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی لحاظ رکھے۔ اسماء الہی کے خواص کو بھی جانے تاکہ ان کا بھی حسب موقع دعائیں تو سئل پیش کرے مثلاً اسم واسع کی خاصیت وسعت و کشادگی پیدا کرنا ہے جب زن و شوہر میں جدائی واقع ہو جائے اور ہر ایک کی ضروریات میں خلل پڑنے سے عرصہ حیات تنگ ہو رہا ہو تو اسم واسع کے توسل سے دعا مانگے یہ سبق قرآن کی اس آیت نے دیا۔ روان یتضرعا لیلین اللہ کل من سعتہ و کان اللہ واسعا حکیمان اور پاک منہ و زبان سے دعا ہو وہ زبان اولیا ہے اسلئے بہتر ہے کہ بزرگان دین سے دعا کی درخواست کرے بلکہ ہر وہ شخص کہ جس میں کوئی بھی دینی فضیلت ہو اس کی دعائیں بھی فضیلت ہے

حدیث شریف میں ہے۔

ثَلَاثَةٌ لَا تَرُدُّ دُعْوَتَهُمَا الصَّابِرُ حَتَّىٰ يَفْطُرَ  
وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَدُعْوَةُ الْمَظْلُومِ رَابِعَةٌ  
تین شخصوں وہ ہیں جن کی دعا روزہ نہیں ہوتی روزہ دار

جس میں کوئی دینی فضیلت  
ہو اس کی دعا مقبول

یہاں تک کہ افطار کرے۔ بادشاہ عادل۔ دعاءِ مظلوم  
دیکھئے بادشاہ اور حاکم اگر عادل ہیں تو عدل کی وہ دینی فضیلت ان میں  
پائی گئی کہ روزہ دار کی طرح ان کی دعا بھی روزہ نہیں ہوتی تو پھر بزرگانِ دین  
جیسی مقدس ہستیوں کی دعا کیوں نہ قبول ہوگی جن میں علم و عرفان زہد و تقویٰ  
صبر و شکرِ رضاء و تسلیم ذکر و فکرِ طاعت و عبادت کتنے ہی فضائلِ دینی موجود  
ہیں۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضرت فضیلؓ اور ان کے اصحاب سے حضرت  
عبداللہ ابن مبارکؓ نے فرمایا کہ تم اپنے علم اور ذکر و فکر میں مشغول رہو دینا  
میں مشغول نہ ہو میں آپ کی تمام ذمیوی مہات کے لئے کافی ہوں۔ کس قدر بے فکر  
کر کے دینی فضیلت رکھنے والوں کی خدمت کے ذریعہ دعائیں حاصل کرنے کا  
موقعہ لیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی یاد اور مراقبہ میں محویت  
اور استغراق کے عالم میں تھے کہ جہاں آگیا سامنے نان بائی کھا فوراً کھانا  
پیش کیا تاکہ حضرت کو تشویش نہ ہو آپ نے خوش ہو کر فرمایا مانگ کیا مانگتا  
ہے عرض کیا اپنا جیسا بنا دیجئے آپ نے اس پر توجہ ڈالی صورت اور سیرت  
میں اپنا جیسا بنا دیا عرفان الہی کا سنندرت قلب میں لہرانے لگا۔ ایک بادشاہ  
سے کہہ سکر اس کے حاشیہ نشینوں نے ایک بزرگ کا وظیفہ بند کرادیا کہ یہ  
آدمی غیر مفید ہے اور بے کار ہے جب ان بزرگ کو معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا  
کہ ہم مفت وظیفہ نہیں لیتے تھے۔

دعا بھی تو ہم ہی کرتے تھے اس نے اپنا وظیفہ بند کیا آج سے  
 ہم نے اپنی دعا کا وظیفہ بند کیا کہ اس کو دعا کا حال معلوم  
 ہو اور پتہ چلے یہ کہتے ہی بادشاہ کے پیٹ میں درد ہوا

بزرگان دین کی دعا  
 اور توجہ کے برکات

علاج شروع ہوا مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی آخر لا علاج ہو کر بادشاہ کو آپ  
 ہی کی طرف آنا پڑا ہزار عجز و زاری آپ سے دعا و صحت کا طالب ہوا آپ نے  
 ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ تو نے بادشاہ کو ذلت دکھلائی اب اپنی بارگاہ کے  
 فیروں کے پکار اور دعا کی عزت کو بھی دکھلا۔ چنانچہ دعا کی برکت سے اسی وقت  
 مرض جاتا رہا بادشاہ تندرست ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ دعا اور وہ بھی مقبولان حق  
 کی دعا وہ شے ہے کہ جہاں دواؤں کی تاثیر ختم ہو جاتی ہے وہاں دعا اپنا اثر  
 دکھلاتی ہے فوراً بادشاہ نے توبہ کی اور دعا کے موجب صد برکات ہونے کا اعتقاد  
 درست کیا خدمت کو ذریعہ سعادت سمجھ کر پھر ہمیشہ خدمت کر کے دعائیں لیتا رہا۔  
 یہ سچی برکتی حضرت ثقیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک ہزار درہم مانہانہ  
 پیش کیا کرتے تھے ایک روز حضرت ثقیان کو دیکھا کہ سجدہ میں دعا کر رہے ہیں  
 کہ اے اللہ سچی ہماری دنیا کی حاجت روائی کرتا ہے تو اس کی آخرت کی مشکل  
 آسان کر۔ مرنے کے بعد سچی کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے دعا  
 ثقیان کی وجہ سے مجھے بخش دیا۔ دیکھے پہلے زمانہ میں دینی فضیلت رکھنے والوں  
 کی دعا کی کیا قدر تھی۔ یہ دعا حاصل کرنی مسنون ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ  
 جب عمرہ کیلئے جا رہے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاہراہی  
 فی دعائے یا اخی۔ اے میرے بھائی مجھ کو بھی اپنی دعائیں شریک رکھنا اس  
 سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تواضع ثابت ہوئی نیز دینی بزرگی اور فضیلت  
 رکھنے والوں سے طالب دعا ہونے کی ایک سنت بھی قائم ہوئی۔



اللہ کے نیک بندوں سے طالب دعا ہونا مسنون ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اولیں قرنی کا ذکر فرمایا کہ یہ وہ اولیں ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پر قسم

کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم کو پورا کر دے اگر تم سے ہو سکے تو ان سے دعا مغفرت کرانا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے طالب دعا ہوئے۔ ہمیشہ بزرگوں سے طالب دعا رہے اور اگر اوقات اجابت میں وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھادیں تو بڑا ہی پارہے۔ عین العلم ص ۱۰۷ میں ہے روید غیبی دعا دعویٰ فضیلة دعوتین جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث ثلثہ لا ترد دعوتہم سے ثابت ہوا پانچ بار بنا کہہ کر دعا مانگنا اجابت دعا کے لئے نہایت موثر ہے قرآن پاک میں اس لفظ مبارک کو پانچ بار ذکر کر کے اس کے بعد ارشاد فرمایا فاستجاب لہم ربہم رب نے ان کی دعا قبول کی۔ حدیث شریف میں ہے اسم پاک ارحم الراحمین پر ایک فرشتہ مقرر ہے کہ جو شخص اسے تین بار کہتا ہے فرشتہ ندا کرتا ہے کہ ارحم الراحمین تیری طرف متوجہ ہوا۔

طریقہ دعائی لکھ دیا گیا ہے اس طریق پر اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا مانگنے میں مشغول ہو۔ اور احقر کو بھی دعا وغیر سے فراموش نہ فرمائیں۔

سوال۔ رمضان کے پچھلے عشرہ کے متعلق رمضان اور پچھلا عشرہ

بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔

جواب۔ پہلے عشرہ کے مقابلہ میں یقیناً یہ پچھلا عشرہ افضل ہے۔ کیونکہ اوقات خاصہ اور فاضلہ میں عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ پچھلا حصہ پہلے حصہ کے نسبت اعلیٰ و افضل ہوتا ہے۔ دیکھئے صلوٰۃ و سبلی یعنی صلوٰۃ عصر کو بڑی اہمیت حاصل ہے وہ بھی دن کے پچھلے حصہ میں واقع ہے۔ رات کو بخدا۔

نزول ہوتا ہے وہ بھی شب کے پچھلے حصہ میں ہے۔ صلوٰۃ جمعہ جیسی فضیلت والی نماز وہ بھی دن کے پچھلے حصہ میں ہے۔ عرفہ کے دن کا بھی پچھلا حصہ افضل ہے۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم بھی اسی پچھلے حصہ میں دعائیں مصروف رہے۔ اس نظریہ کے پیش نظر بھی رمضان کا پچھلا عشرہ پہلے عشروں کے مقابلہ میں اعلیٰ و افضل ہے اس عشرہ میں طاعات اور عبادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی زیادہ اہتمام فرماتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ شَدَّ مِيزْرَاكَ وَأَحْتَجَى  
لَيْلَهُ وَالْيَقْظَ أَهْلَهُ (بخاری)

جب رمضان آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
اپنے بند کمر کو مضبوط باندھتے اور رات کو  
زندہ رکھتے اور اپنے اہل و عیال کو بیدار  
فرماتے تھے۔

شدیزرہ سے مراد عبادت میں مضبوط اور چست ہو جانا ہے جس طرح اردو زبان میں کہتے ہیں اس نے فلاں کام پر کمر باندھی یعنی فلاں کام کرنے پر مضبوط اور چست ہو گیا یا اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ میں ازواج مطہرات سے الگ رہتے تھے احتیاج لیلہ سے شب بیداری مراد ہے یعنی تمام رات یا اکثر رات نماز ذکر یا تلاوت وغیرہ میں مشغول رہتے تھے۔ والیقظ اہلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر عبادت میں اہتمام فرماتے کہ اہل و عیال کو بھی عبادت کے لئے بیدار کرتے تھے عبادت میں اہتمام کے سبب پچھلے عشرہ میں کھانا بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف سحر میں نوش فرماتے تھے تاکہ خالی پیٹ عبادت میں نشاط اور سرور زیادہ حاصل ہو اور اس عشرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشا کے درمیان نماز پڑھتے تھے۔ ابن جریر نے کہا سیدنا حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم پچھلے عشرہ

میں ہر رات غسل کرنے کو مستحب سمجھتے تھے۔ لطائف المعارف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
اذا كان رمضان تامر ونام فاذا  
دخل العشر شد المیزر واجتنب النساء  
وانتسل بين الاذان وجعل العشاء  
محمورا (لطائف عن ابن ابی عامر)

جب رمضان ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیام بھی فرماتے اور سوتے بھی اور جب عشرہ آتا تو کمر بستہ عبادت کے لئے ہو جاتے اور بیویوں سے علیحدہ رہتے۔ دونوں اذانوں کے درمیان غسل کرتے اور شام کا کھانا سحر کو تناول فرماتے اس کا مفصل بیان صوم وصال کے بیان میں کیجئے حاصل یہ ہے کہ پچھلے عشرہ میں مندرجہ ذیل کام کرنے میں جو مواہب میں درج ہیں (۱) بیویوں سے علیحدہ رہنا

(۲) شب بیداری کرنا کل رات کی یا اکثر رات کی نذر قانی میں حدیث ہے کہ جس نے عشا اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لی اس کو بھی شب قدر سے حصہ مل گیا۔

(۳) اپنے اہل و عیال کو بھی عبادت کے لئے جگانا۔

(۴) تاخیر طعام کرنا سحر نذر قانی میں ہے کہ حدیث میں ہے رجع عشاء

سحور (یعنی حضرت علیؑ نے عشاء کو سحور بنا دیا) پر نظارہ کر کے کھانا سحر کو نوش فرماتے اور غسل بین العشاء والمغرب یعنی عشاء و مغرب کے درمیان عشرہ میں ہر روز غسل کرنا۔

سوال۔ رمضان کے پچھلے عشرہ میں جو اعتکاف رمضان اور اعتکاف کیا جاتا ہے یہ کیسا ہے اور اس کا کیا حکم ہے

جواب۔ یہ اعتکاف سنت موکدہ ہے مگر علیؑ الکفایہ سنی میں ایک نے بھی کر لیا تو اوپر ہو گیا ورنہ تمام بستی گنہگار ہے باقی افضل اور اولیٰ ہے کہ ہر شخص عشرہ

رمضان میں اعتکاف کرے جیسا کہ قتاوی قاضی خاں میں ہے۔ وفات تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول رہا کہ رمضان کے پچھلے عشرہ میں ہمیشہ آپ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعتکف العشر الاواخر من رمضان حتی توفاه اللہ ثم اعتکف ازواجه من بعدہ۔

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان پچھلے عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو وفات دی پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی تھیں۔

جب آپ اعتکاف فرماتے تھے تو آپ کی چار پائی یا آپ کا بستر۔ ستون توبہ کے آگے یا پیچھے پیا یا جاتا تھا۔

انہ کان اذا اعتکف طرح لہا فراشہ او یوضع سائرہ و سراء اسطوانتا التوبۃ (ابن ماجہ ص ۱۲۸)

جب آپ اعتکاف فرماتے تھے تو آپ کا فرش یا آپ کی چار پائی ستون توبہ کے آگے یا پیچھے بچھائی جاتی تھی۔

مرقات میں ہے کہ ستون توبہ مسجد نبوی کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے جہاں حضرت ابولبابہ کی توبہ قبول ہوئی یہ مقام بھی قابل زیارت ہے۔

قال نافع وقد اسرانی عبد اللہ بن عمر المكان الذی کان یعتکف فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابن ماجہ ص ۱۲۸)

نافع نے کہا کہ مجھ کو عبد اللہ ابن عمر نے وہ جگہ دکھلائی جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے۔

مگر جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا میں دن کا اعتکاف فرمایا اور حضرت جبریل علیہ السلام سے دو دفعہ دور کیا اس میں اشارہ ہے کہ آخر عمر میں اعمال صالحہ کو المضاعف کر دیا جائے سکیموں کی کثرت رکھی جائے (زرقاتی ص ۱۳۶)

سوال۔ اعتکاف کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ بہ نیت عبادت و تقرب الی اللہ مسجد میں ٹھہرنے اور اقامت کرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

سوال۔ اعتکاف کا طریقہ بھی بتلائیں کہ رمضان کے آخر میں کس طرح اعتکاف کرے۔

جواب۔ رمضان کی بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں چلا جاوے پھر وہاں سے نکلے مگر عید کی رات کو۔ اگر آفتاب چھپنے کے بعد مسجد میں گیا تو یہ مسنون اعتکاف نہ ہوگا اسلئے عصر کے بعد مسجد میں چلا جاوے اور دس دن تک مسجد سے باہر نہ نکلے۔ پورے دس دن کا اعتکاف مسنون ہے۔ کچھ کمی ہو گئی تو یہ اعتکاف مسنون نہ ہوگا بلکہ نفل ہوگا۔

سوال۔ کس مسجد میں اعتکاف کرے۔

جواب۔ ہر اس مسجد میں اعتکاف کرے جہاں اذان و اقامت ہوتی ہو ان سب میں افضل مسجد حرام ہے۔ اس کے بعد مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد بیت المقدس اس کے بعد جامع مسجد اس کے بعد وہ بڑی مسجد جہاں جماعت زیادہ ہوتی ہو۔ بحر الرائق ص ۳۲۲۔ فتاویٰ قاضی خاں ص ۲۳۳۔

سوال۔ اعتکاف کے فوائد کیا ہیں۔

جواب۔ گناہوں سے بچنا اور حصول ولایت اس کے اعلیٰ فوائد میں سے ہے حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ بھوک کی ریاضت میں مقامات کشف حاصل ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں چالیس اولیاء کرام سے ملا سب نے یہ فرمایا کہ ہم درجہ ولایت پر عزت سے پہنچنے تو اعتکاف میں روزہ یعنی بھوک بھی ہے اور عزت یعنی گوشہ نشینی بھی لہذا اعتکاف ولایت اور کشف کے حصول کا کامیاب ذریعہ

ہو مسجد کا قیام مزید قرب کا باعث کیونکہ مکین کا قرب جس طرح مکان میں حاصل ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قرب خاص مسجد میں ملتا ہے پھر ذکر تلاوت نماز مراقبہ مزید برآں پس اس گوشہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا قرب درقرب اور اس کی ہم نشینی ہی ہم نشینی ہے انا جلیس من ذکرنی کا لطف خاص اس خلوت میں ہے وہ یہاں سے قبر کی خلوت اور اس اعتکاف کے لئے بھی انس باللہ کا سرمایہ جمع کرتا ہے نیز اہل سلوک کی ریاضت کے ارکان کا انحصار بھی چار چیزوں سے بچنے میں ہے۔ فضول طعام، فضول کلام، فضول اعتلاط انام، فضول منام، ان کی تحصیل تکمیل میں اعتکاف میں بوجہ احسن حاصل اعتکاف عکوف القلب علی اللہ سے بنا ہے ریاضت کے ساتھ دل کو متوجہ الی اللہ رکھنے کی مشق اور ورزش کرنا ہے تاکہ درجہ ولایت حاصل ہو اور اتباع سنت میں محبوبیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو۔

اعتکاف کے مشاغل | سوال - اعتکاف کے مشاغل بھی تحریر فرمائیں۔

جواب - نوافل تلاوت قرآن پاک - درود شریف - استغفار - دینی کتابوں کا مطالعہ اور ان کی کتابت درس تدریس، تالیف تصنیف - ذکر - مراقبہ شغل نفی خواطر جیسے مبارک مشاغل میں مصروف رہے۔

سوال - معتکف کیا مسجد سے کسی حاجت کے لئے بھی باہر نہیں نکل سکتا۔  
جواب - شرعی اور طبعی حاجت کے لئے باہر نکلنے کی اجازت ہے مثلاً قضا کے حاجت کے لئے فرض وضو اور غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت ہے یہ طبعی حاجت ہے اگر اس مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا ہے تو قریب کی مسجد میں جہاں جمعہ ہوتا ہے پڑھنے کے واسطے جانے کی اجازت ہے یہ شرعی حاجت ہے

مگر زیادہ پہلے نہ جائے۔ اذان اور خطبہ سے اتنے پہلے نکلے کہ مسجد میں پہنچ کر دو رکعت تحیمہ المسجد جمعہ سے پہلے کی سنت ادا کر سکے اور بعد میں چار یا چھ رکعت پڑھ سکے۔ احتیاطاً ظہر اگر پڑھنی ہے تو وہ بھی واپس آکر اپنی ہی مسجد میں پڑھے ان ضرورتوں کے علاوہ کسی کام کے لئے باہر نکلنا جائز نہیں اگر نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا حتیٰ کہ قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نکلنے کی اجازت ہے تو اتنی دیر کے لئے کہ پھارت کر کے فوراً چلا آئے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں اگر اس کے دو مکان ہیں تو جو قریب کا مکان ہے اس میں قضائے حاجت کے لئے جائے دور کے مکان میں جائے گا تو بعض کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اور اگر قریب تر دوست کا مکان ہے تو یہ ضرور نہیں کہ اس کے یہاں قضائے حاجت کے لئے جائے اپنے ہی مکان میں جائے۔ اگرچہ اس سے دور ہو۔

سوال۔ اگر ڈوبتے اور جلتے ہوئے شخص کو بچانے کے لئے یا شہادت دینے کے لئے یا کسی کے جبر و اکراہ کی بنا پر مسجد سے باہر نکلا تو کیا حکم ہے۔  
جواب۔ اعتکاف فاسد ہو جائے گا کیونکہ یہ چیزیں معلوم الوقوع نہیں جو عقد اعتکاف کے وقت مستثنیٰ ہو جاتیں غالب الوقوع چیزیں مستثنیٰ جاتی ہیں (بحر الرائق ص ۳۲۵)

سوال۔ کیا موزن منارہ پر اذان دینے کے لئے جاسکتا ہے۔  
جواب۔ جاسکتا ہے اگرچہ راستہ باہر سے ہو۔

سوال۔ کیا مریض کی عیادت اور زائچہ کشاہ کے لئے بھی مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔

جواب۔ نہیں اگر اسی ارادہ اور قصد سے نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔  
 ہاں اگر انہی کسی حاجت کے لئے نکلا ہے اور گزرتے ہوئے منہاً سر راہ  
 مریض کی مزاج پر سی غیر وقوف کئے کر لی [REDACTED] تو جائز ہے۔  
 حدیث میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی عیادت  
 فرماتے تھے اس حال میں کہ آپ معتکف  
 ہوتے جس ہیئت اور روش پر آپ ہوتے  
 اسی پر آپ گزرتے چلے جاتے نہ رامے کسی  
 اور طرف مائل ہوتے نہ ٹھہرتے بلکہ سیدھے  
 مزاج پر سی فرماتے ہوئے چلے جاتے۔

جان النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 یعود المریض وهو معتکف فیما کما  
 هو فلا یخرج لیسأل عنہ۔  
 (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد)

سوال۔ اگر نماز جنازہ یا عیادت یا مجلس علم میں حاضر ہو کر وعظ سننے کی  
 شرط شروع اعتکاف میں لگا دے تو کیا اب خاص ان ہی چیزوں کے لئے  
 مسجد سے باہر نکلنا جائز ہوگا۔

جواب۔ جی ہاں جائز ہوگا۔ رد مختار

سوال۔ کیا بچہ بھی اعتکاف کر سکتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں سمجھدار بچہ بھی اعتکاف کر سکتا ہے۔ (ملگیری ۲۲۲)

سوال۔ کیا عورت بھی اعتکاف کر سکتی ہے۔

جواب۔ جی ہاں کر سکتی ہے مگر مسجد میں اس کے لئے اعتکاف مکروہ ہے ہاں  
 شوہر کے اذن سے صرف گھر میں اس مقام پر اعتکاف کر سکتی ہے جو نماز پڑھنے



کے لئے مقرر کر لی جائے۔ اگر یہ ہے تو اس میں اعتکاف کرے اور اگر کوئی ایسی جگہ  
گھر میں مقرر نہیں تو اعتکاف نہیں کر سکتی ہاں اگر نماز کے لئے اب کوئی خاص جگہ  
مقرر کر لی ہے تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔ عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے  
اور زرائع بھی عورت کو گھر میں ہی ادا کرنا افضل ہے، اسلئے مستحب ہے کہ گھر میں  
نماز کے لئے کوئی خاص جگہ بنالی جائے مگر مردوں کے فرائض اور اعتکاف کے لئے  
مخصوص مسجد ہے ہاں مرد بھی اس جگہ گھر میں سنتیں اور نوافل ادا کریں (در مختار شامی)<sup>۱۷۶</sup>  
شامل ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا  
مکان مسجد سے کتنا نزدیک ہے مگر مجھے گھر میں نوافل پڑھنا زیادہ محبوب ہے  
قرآن کریم میں ہے *واجعلوا بیوتکم قبلة واقیموا الصلوة ولبشر المؤمنین*  
یعنی گھر میں کوئی ایسی جگہ مخصوص کر لیجئے جو قبلہ رو ہو وہاں نماز پڑھئے اور ایمان  
والوں کو بشارت دیجئے انشاء اللہ اس جگہ کی برکت تمام گھر میں پہنچے گی اس  
کو مسجد البیت کہا جاتا ہے یہ حقیقت میں مسجد نہیں بلکہ گھر میں نماز اور وضو  
کی سہولت کے لئے ایک آرام کی جگہ ہے مثل چوتراہ یہ جگہ بلند بھی ہو کہ وضو بلند جگہ  
مستحب ہے چھینٹوں سے بھی حفاظت ہوگی۔

مسلمانوں کو تعمیر مکان کے وقت اس کا خاص لحاظ رکھنا چاہئے کہ کوئی  
چھوٹی سی جگہ نماز اور وضو کے لئے ضرور بنائیں یہ جگہ سایہ دار بھی ہو تو ہر موسم  
میں آرام ملے گا۔

سوال۔ اعتکاف کتنی قسم کا ہوتا ہے۔

جواب۔ تین قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) سنت موکدہ۔

(۲) نفل

(۳) واجب۔

اول سنت موکدہ رمضان عشرہ اخیرہ کا اعتکاف ہے جس کا بیان گذرا۔  
دوم نفل اس کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں یعنی دیر بھی چاہے مسجد میں  
بنیت اعتکاف ٹھہر سکتا ہے اس کے لئے کوئی معین مدت مقرر نہیں حتیٰ کہ مسجد  
میں داخل ہوا اور اعتکاف کی نیت کر لی مسجد سے نکلنے تک نفل اعتکاف ہو گیا  
مسلمانوں کو چاہئے مسجد میں اس نیت سے داخل ہوں تاکہ ثواب سے  
محروم نہ ہوں۔

تیسرا واجب اعتکاف وہ نذر کا اعتکاف ہے یہ دو قسم کا ہے معلق اور  
غیر معلق۔ معلق یہ ہے کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو مجھ پر اللہ کے لئے اعتکاف  
ہے اور بغیر کسی کام پر معلق کئے اللہ کے لئے اعتکاف بول لیا تو یہ غیر معلق  
ہو اغرض کہ نذر بولنے سے اعتکاف واجب ہو جاتا ہے مگر یہ شرط ہے کہ زبان  
سے بولے صرف دل میں ارادہ کر لینا کافی نہیں۔ (در مختار۔ عالمگیری)  
سوال۔ کیا اعتکاف کی تینوں قسم میں روزہ ہونا شرط ہے۔

جواب۔ نفل اعتکاف میں روزہ شرط نہیں۔ دن اور رات کی جس ساعت  
میں چاہے اعتکاف کر سکتا ہے۔ نذر کے اعتکاف میں روزہ ہونا شرط ہے  
اور رمضان کے مسنون اعتکاف میں فقہاء کی عبارات سے ایسا ہی ظاہر ہوتا  
ہے کہ شرط ہے اور اہل اسلام کا عمل شاہد ہے کہ یہ اعتکاف روزہ سے  
خالی نہیں ہوتا تو اس بنا پر سفر یا مرض کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا تو اعتکاف  
مسنون نہ ہوگا نفل ہوگا۔ مگر صاحب بحر الرائق۔ تنویر الابصار فرماتے ہیں کہ روزہ  
صرف نذر اعتکاف کے لئے شرط مگر فتح الخالق میں ہے۔

رولا یحییٰ ان اعتکاف العشر الاخیر مقدر فیکون الصوم شرطاً فیہ قائل

سوال۔ کسی دن اعتکاف میں مسجد سے باہر آ گیا تو اعتکاف اسی دن کا ٹوٹا یا  
تمام اعتکاف باطل ہو گیا۔

جواب۔ اگر اعتکاف واجب ہے کسی معین ہینہ میں مثلاً ماہِ رجب کے اعتکاف  
کی نذر ہے تو باہر نکلنے سے اسی دن کی قضا لازم آئیگی اور غیر معین ہینہ کی نذر  
ہے تو از سر نو تمام اعتکاف کی قضا لازم آئیگی اس صورت میں خواہ متتابع  
یعنی لگاتار اعتکاف کی نیت کی ہو یا نہیں یہاں المطلق بھی متتابع کی تصریح کے  
مثل ہے بخلاف روزہ کے کہ مطلق ایک غیر معین ماہ کے روزے بولنے میں  
متتابع کے احکام لازم نہیں آئینگے تفصیل اس کی بحر الرائق میں ملاحظہ ہو اور اگر  
رمضان کے آخر عشرہ کا اعتکاف مسنون ہے تو یہ نفل اعتکاف کے حکم میں ہے  
باہر نکلنے سے یہ اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ جب بھی نکلا اتنا ہی نفل اعتکاف  
تمام ہو گیا البتہ مسنون اعتکاف پورے دس دن کا ہوتا ہے وہ حاصل نہیں ہوا  
فتح القدر میں ہے کہ طرفین کے نزدیک اس کی قضا نہیں امام یوسف کے نزدیک  
مسنون اعتکاف کی قضا ہے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف  
مسنون سے باہر آ گئے تو بطریق استحباب شوال میں اس کی قضا فرمائی۔ ازواج  
مطہرات بھی اسی اعتکاف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکل آئی  
تھیں مگر ان سے قضا منقول نہیں معلوم ہوا کہ قضا لازم نہیں بطریق استحباب  
قضا کر سکتا ہے تو پورے عشرہ کی قضا مستحب ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے عمل سے ثابت ہے۔

سوال۔ اگر مسجد جماعت میں اعتکاف نہیں کیا اور ایسی مسجد میں اعتکاف کیا کہ  
جس میں کوئی مؤذن اور امام بھی مقریہ نہیں ہے تو کیا ایسی مسجد میں  
اعتکاف کرنا جائز ہے۔

جواب۔ جائز ہے در مختار میں ہے کہ عجاجین کے نزدیک ہر مسجد میں اعتکاف جائز ہے گو افضل اون مساجد میں ہے جن کا اوپر ذکر ہوا۔

سوال۔ کیا اس مسجد سے کسی دوسری مسجد جماعت میں جماعت سے نماز ادا کرنے کے لئے جاسکتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں جاسکتا ہے۔

سوال۔ کیا اعتکاف گھر میں نہیں ہو سکتا مسجد میں ہونا ضروری ہے۔

جواب۔ جی ہاں مرد کے لئے مسجد ہونا ضروری ہے مرد کا اعتکاف گھر میں نہیں ہوگا وانما عاکفون فی المساجد۔ (عالمگیری ص ۲۱۱) بحوالہ رائق

سوال۔ اگر طبعی اور شرعی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر نکلا مگر فوراً مسجد کو واپس نہیں لوٹا کچھ دیر کے لئے باہر توقف کیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک ساعت بھی بلا عذر توقف کیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور عجاجین کے نزدیک دن کے اکثر حصہ میں توقف کیا تو اعتکاف فاسد ہوگا ورنہ نہیں صاحب فتح القدیر نے امام صاحب

کے قول کو ترجیح دی ہے (بحوالہ رائق) ص ۳۲۶

سوال۔ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے دوسری مسجد میں گیا تھا وہاں بہت دیر تک ٹھہرا رہا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ وہاں کے توقف سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا کیونکہ مسجد محل اعتکاف ہے مگر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا مکروہ ہے کیونکہ جس مسجد میں شروع کیا ہے اسی میں اعتکاف تمام کرے اور اسی میں اعتکاف کا وقت گزارے۔ (بحوالہ رائق ص ۳۲۵)

سوال۔ براہ کرم تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیں کہ اعتکاف کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔

جواب۔ اول بلا عذر مسجد سے باہر نکلنے میں دو مہر جمع کرنے سے سو مہر جمعہ جمع  
یعنی بوس و کنار وغیرہ سے بشرط انزال چہارم حیض و نفاس نجس جنون اور انما طویل  
ان سب چیزوں سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے (بحر الرائق)  
سوال۔ اگر بھول کر بھی یہ چیزیں اعتکاف میں واقع ہو جائیں گی تو کیا اعتکاف فاسد  
ہو جائے گا۔

جواب۔ جی ہاں فاسد ہو جائے گا (بحر الرائق)  
سوال۔ کیا مسجد میں معتکف کے لئے کھانا پینا سونا خرید و فروخت  
جائز ہے۔

جواب۔ جی ہاں جائز ہے کھانے کی چیزوں کی خرید و فروخت ہی بقدر ضرورت  
جائز ہے نہ کہ تجارت کے لئے کہ یہ مکروہ ہے منقطع الی اللہ کو امور دنیا میں  
اشتغال روا نہیں (بحر الرائق ص ۳۲۷)

سوال۔ بعض لوگ جو معتکف نہیں ہوتے وہ مسجد میں کھانے پینے اور گری میں  
دوپہر کو نیکھے کے نیچے غموں سوتے ہیں ان کا یہ فعل کیسا ہے۔

جواب۔ مکروہ ہے صرف معتکف اور مسافر کو اجازت ہے اور ابن کمال کے قول  
کی بنا پر تو مطلقاً مکروہ نہیں بہر حال بہتر یہ ہے کہ غیر معتکف نفل اعتکاف کی نیت  
کر کے مسجد میں داخل ہو کچھ ذکر الہی اور ناز پڑھ کر کھائے پیئے۔

(در مختار شامی)

سوال۔ اگر مسجد میں کسی برتن میں وضو کرے تو کیسا ہے۔

جواب۔ اگر ماہستعمل سے مسجد کے آلودہ اور ملوث ہونے کا احتمال ہے تو منع  
کیا جائے گا کیونکہ تطہیف مسجد واجب ہے ورنہ مضائقہ نہیں اور غیر معتکف  
بہر حال منع کیا جائے گا (بحر الرائق ص ۳۲۷)

سوال۔ کیا اعتکاف کی حالت میں خاموش رہے اور کسی سے ملاقات بھی نہ کرے۔

جواب۔ نہ احباب سے ملاقات منع ہے نہ خاموش رہنا روا ہے بلکہ بے معنی خاموشی کو مکروہ لکھا ہے البتہ شر سے زبان کو روکے اور خیر کی باتیں کرے سو اس کی ہر وقت اور ہر جگہ کے لئے تعلیم ہے مسجد اور اعتکاف کی حالت اور بھی زیادہ مناسب اور اولیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قل لعبادی یقولوا اللہ ہی احسن میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ وہ عمدہ سے عمدہ باتیں کیا کریں پس قرآن اور حدیث پڑھیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ نکات اور اسرار اس کے بیان کریں مسائل فقہ بتلائیں قصص الانبیاء یا نیک اور صالح بندوں کی حکایات سنائیں مسجد میں مباح کلام سے بھی بچیں یعنی جس میں کوئی ثواب نہ ہو نیکیوں کو ایسا کھا جاتا ہے جیسا کہ لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے مگر اسپجابی نے کہا ہے کہ معتکف کے لئے مضائقہ نہیں بہر حال وقت حاجت مباح کلام کی بھی اجازت ہے باتیں کر سکتا ہے۔ (در مختار)

سوال۔ کیا شب قدر کی بخش اور تلاش مستحب ہے۔

جواب۔ جی ہاں مستحب ہے یہ سال کی بہترین

شب ہے (عالمگیری)

سوال۔ کس ماہ میں اس کو تلاش کیا جائے۔

جواب۔ ماہ رمضان المبارک میں اس کو تلاش کیا جائے وہ بھی پچھلے عشرہ میں۔ اسی تلاش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے شروع شروع میں آپ نے عشرہ اول میں اعتکاف کیا پھر عشرہ اوسط یعنی یوم کے عشرہ میں پھر عشرہ اخیرہ میں جب آپ پر یہ ظاہر ہو گیا کہ شب قدر پچھلے عشرہ میں ہے تو ہمیشہ

آپ نے تاوفات اسی اخیر عشرہ میں اعتکاف کیا

سوال۔ پچھلے عشرہ میں کن راتوں میں شب قدر کو تلاش کرے۔

جواب۔ عدد طاق میں تلاش کرے مثلاً اکیسویں تیسویں پچیسویں ستائیسویں  
انتیسویں راتوں میں شب قدر کو تلاش کرے جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث ہے۔  
ثُمَّ وَاللَّيْلَةَ الْقَدْرَ فِي الْوَتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَّلِ  
تلاش کرو شب قدر کو رمضان کے عشرہ کی

من رمضان۔ (بخاری ص ۲۷۷) طاق راتوں میں۔

سوال۔ کیا آپ یہ بھی بتلا سکتے ہیں کہ ان طاق راتوں میں سے اغلب گمان کس  
رات کے بارہ میں ہے۔

جواب۔ صراحت کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا البتہ نکتہ سنیج حضرات نے قرآن  
کے اشاروں کی زبان میں یہ سمجھا ہے کہ وہ رات ستائیسویں شب ہے اسلئے  
کہ لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں اور سورہ انا انزلنا میں اس کا تین مرتبہ ذکر آیا  
تین کو نو میں ضرب دیا جائے تو ستائیس ہوتے ہیں پس اشارہ ستائیس وین  
شب کی طرف ہوا تفسیر مدارک میں ہے کہ جمہور علماء اسی طرف ہیں کہ وہ رات ستائیسویں  
شب ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

سوال۔ شب قدر کی فضیلت بھی بیان فرمائیں۔

جواب۔ اس کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ سورہ انا انزلنا پوری سورہ  
اس کی فضیلت میں نازل ہوئی تفسیر خازن میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے سامنے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا ذکر آیا کہ ہزار مہینہ تک اللہ کی راہ میں  
ہتھیار اپنے کندھے پر لئے رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجب فرمایا  
اور اس کی تمنا امت کے لئے بھی پیدا ہوئی تو حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے رب  
آپ نے میری امت کو کوتاہ عمر فرمایا عمل میں کم ہونگے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے

لیلیۃ القدر عطا فرمائی اور فرمایا کہ یہ شب آپ کی اور آپ کی امت کے لئے قیمت  
تک اس مجاہد کے ہزار ماہ سے بہتر ہے اس شب کی چند خصوصیات ہیں۔ اس  
رات لوح محفوظ سے آسمان و نیا پر نزول قرآن ہوا۔ اس رات میں ایک عمل خیر  
دوسری راتوں میں ہزار عمل خیر کی برابر ہے۔ اس رات میں فرشتوں کا نزول  
زمین پر اس کثرت سے ہوتا ہے کہ زمین بایں ہمہ وسعت و فراخی تنگ ہو جاتی  
ہے جیسا کہ تفسیر حازن میں ہے زوقیل سمیت بذالک لان الارض تنفس  
بالملائکة فیہا) اس رات میں روح کا بھی نزول ہوتا ہے یعنی حضرت جبرئیل علیہ  
بھی فرشتوں کی ایک عظیم جماعت کے ساتھ اترتے ہیں ہر کھڑے اور بیٹھے اس شخص  
کی تعریف کرتے ہیں اور دعائیں دیتے ہیں جو ذکر الہی میں مصروف ہوتا ہے  
حضرت جبرئیل افضل ملائکہ ہیں جن کی بزرگی اور افضلیت کے بیان میں تفسیر  
روح المعانی نے یہ وجہ لکھی ہے کہ تمام انبیاء کرام کے مقابلہ میں آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت شریفہ ان کو زیادہ حاصل ہوئی اصل عبارت  
تفسیر روح المعانی میں یہ ہے لو انما اقول بالافضیلتہ ولیس عندی  
اقوی دلیل علیہا من مزید صحبتہ بحبیب الحق بالافتاق وسیلہ الخلق  
علی الاطلاق صلی اللہ علیہ وسلم و کثیرۃ نعمتہ و حبیبہ کامتہ  
پس حضرت جبرئیل کے قرب میں آج کی شب صحبت و قرب نبی کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں حاصل کرو جو حیات قلب و روح کا سبب ہے  
یہ رات محل سلام ہے صبح تک فرشتوں کا سلام ایمان والوں اور اہل مسجد  
کو پہنچتا ہے۔ تفسیر غزیری میں ہے کہ ہر عبادت کرنیوالے سے حضرت جبرئیل مصافحہ کرتے ہیں۔  
تفسیر کبیر میں ہے کہ حجاج ابن یوسف نے ایک شخص کو قتل کا حکم دیا وہ  
کسی طرح باریاب ہو کر یوسف سے سوال کرتا ہے سلام کا جواب کیا ہے



اُس نے کہا وعلیکم السلام۔ یعنی تم پر سلامتی ہو کہا بس آپ نے زبان دیدی  
 آپ کی زبان سے مجھے سلامتی کا پیام پہنچ گیا اب میں سلامتی اور امان میں  
 آگیا آخر حجاج نے اس کو امان دیدی اور کہا جاتوں نے انہی علم دانش سے اپنے  
 کو بچایا معصوم ملائکہ سلام کریں تو گو یا اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے سلامتی  
 پر سلامتی کا پیام پہنچا دیا صبح تک یہ پیام پہنچتا رہتا ہے نیز سلامتی کا  
 کا نام بھی ہے گو یا غفلت دور کر کے متوجہ الی اللہ کرتے ہیں اشارہ کیا گواہ  
 میں سلامتی ہے۔ کہ ہمہ وقت اس دھیان میں رہو ذات باری تعالیٰ تم پر نگرانی  
 ہے اور خاص نظر عفو و کرم ہے۔

حیات الصائمین میں ہے کہ بیری نے ایک جماعت سے ذکر کیا ہے کہ  
 اس رات درخت زمین پر گرتے ہیں اور پھر جڑوں یعنی اپنے پیروں پر کھڑے  
 ہو جاتے ہیں اور ہر چیز سجدہ کرتی ہے بہر حال اہل کشف اور ارباب قلوب  
 کو اگر کچھ عجائبات اس شب کے نظر آجائیں تو حق ہے شامی میں ہے کہ اگر  
 خدا تعالیٰ کسی کو یہ رات دکھلائے تو رویت اس کی ممکن ہے۔

نیز اس سے معلوم ہوا کہ کس قدر قوی تجلیات اور انوار کا ظہور ہے کہ جن  
 کے آگے ہر چیز سجدہ رہتی ہے۔ غرض کہ یہ رات انوار قرآن انوار ملائکہ انوار تجلیات  
 الہی سے روشن ہے اس رات کو عبادت میں مصروف رہ کر قلب کی تنویر میں  
 گزارا جائے گناہوں کی غفلت میں سو کر ضائع نہیں کیا جائے کہ بڑی قدر و  
 منزلت کی رات ہے۔

سوال۔ اس رات میں کیا عبادت کرنی چاہیے۔

جواب۔ اس میں نمازیں پڑھنا چاہئیں۔ کیونکہ اس رات میں نماز کے لئے قیام  
 موجب مغفرت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

من قام ليلة القدر ايماناً واحتساباً

جس نے قیام کیا شب قدر میں بوجہ ایمان

غفر له ما تقدم من ذنبه اور طلب اجر کے اس کے پہلے کے گناہ مغفور ہو گئے

یعنی شب قدر میں جس نے کھڑے ہو کر عبادت کی (خواہ طواف ہو یا نماز) اور اس

قیام کا باعث صرف ایمان اور طلب اجر ہے نہ ریا اور سمعہ اس کی بخشش ہے

پس اس شب میں جتنے بھی قیام ہیں اول ان کو ضائع نہ ہونے دے مثلاً

تراویح نہ چھوڑے بس رکعتوں کا قیام حاصل ہو گا۔ نماز مغرب و عشا کو مع سنت

موکدہ اور غیر موکدہ کے حتیٰ کہ اوہین تک جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھی جاتی

ہیں ان کو بھی ادا کرے تاکہ غروب آفتاب کے بعد ہی سے اس کو قیام اللیل حاصل

ہو تا چلا جائے۔ مغرب اور عشا کی نماز کو اگر اس شب جماعت کے ساتھ ادا کر لے گا

تو غنیۃ الطالبین میں ہے کہ اس کو بھی شب قدر کے قیام سے حصہ مل جائے گا۔

تجد بھی پڑھے اور اگر کوئی خوش بخت ان سب قیاموں کے ساتھ خرید و افل کی

طرف بھی رغبت رکھتا ہے تو اس رات کی نوافل بھی چھات الصائمین کے حوالہ

سے نقل کی جاتی ہیں۔

نفل اول۔ جو کوئی سو رکعت پڑھے گا ہر رکعت میں بعد الحمد کے

شرب کی نوافل ایک بار سورہ انا انزلناہ پڑھے پھر بعد سلام ستر بار استغفار

کرے اللہ تعالیٰ اس کو اتنا ثواب عطا فرمائے گا کہ حد بیان سے باہر ہے۔

نفل دوم۔ جو شخص ستائیسویں شب کو دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد

الحمد سات بار سورہ اخلاص پڑھے اس نے شب قدر کا ثواب پالیا۔

نفل سوم۔ پھر رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد ۲ مرتبہ انا انزلنا

پڑھے بعد سلام سو بار وود شریف سو بار سبحان اللہ سو بار استغفار سو بار

یا حی یا قیوم پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سوتے پانڈی زمرود یا قوت کے محل

عطا فرمائے گا۔

نفل چہارم۔ تہجد کی بارہ رکعت پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد سترہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ بحساب آیات اُس نے ایک ہزار بیس آیات تلاوت کیں جو ایک ہزار ماہ سے بہتر رات ہے اُس میں ایک ہزار آیات پڑھنا مناسب ہے۔ اگر نوافل نہ پڑھے سکے تو قرآن پاک کی تلاوت کرے۔ بہتر ہے وہ سورتیں اور آیات پڑھے جو اوراد شریب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہیں اور وہ یہ ہیں۔ سورہ بقرہ۔ سورہ بنی اسرائیل۔ سورہ الم سجدہ۔ یسین۔ الزمر۔ الدخان۔ مائتہ

الساعة۔ الواقعة۔ الحديد۔ الحشر۔ الصدف۔ الجمعة۔ التغابن۔ الملک۔ القيام۔ الاعلیٰ۔ التکاثر۔ الکافرون۔ الاخلاص۔ المعوذتان۔ آیات میں سے شہد اللہ

سے عند اللہ الاسلام تک۔ آخر سورہ کہف ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات

تا آخر یہ سب مل کر کچھ اوپر ایک ہزار آیات ہوتی ہیں۔ خواہ یہ سب پڑھے یا بعض اور

اگر نفل نماز میں ان کو پڑھے تو جمع بین الفضائل ہوگا نصیبت تلاوت بھی حاصل

ہوگی اور نصیبت قیام بھی۔ یہ نہ ہو تو مستحبات پڑھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

حونے سے قبل پڑھتے تھے۔ اور فرمایا (ان فیصن آیت خیر من القابۃ) کہ

کہ ان میں ایک آیت ہزار سے بہتر ہے۔ جو مناسب ہے شب قدر سے جو ہزار رات

اور خاص شب قدر کا وظیفہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

شب قدر کا وظیفہ عنہا کے دریافت کرنے پر جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا وہ یہ ہے اللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ حُبُّ الْعَفْوَ فَحُبُّ عَمَّتِي اس کو

بکثرت پڑھے۔ عشا اور فجر کی نماز کو بھی جماعت سے پڑھے تو انشاء اللہ

اس کو بھی شب قدر سے حصہ مل جائے گا۔ مشکوٰۃ باب قیام شہر رمضان میں

یہ حدیث ہے اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلَّى مَعَ الْاِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حَسِبَ لَهُ قِيَامَ لَيْلَةٍ اَوْ مِائَةِ

جس وقت کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ امام فارغ ہو تو اس کے لئے قیام اللیل کا ثواب شمار ہوتا ہے۔

سوال۔ کیا اس شب میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر نظر عفو اور کرم فرماتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں فرماتا ہے مگر چار شخصوں پر نظر کرم نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ شب قدر میں امت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے مومنین پر نظر ڈالتا

ہے ان کو معافی دیتا ہے اور ان کے اوپر

رحم فرماتا ہے سوائے چار شخصوں کے ایک

ہمیشہ شراب پینے والا۔ دوسرے ماں باپ کا

نافرمان۔ تیسرے کینہ ور۔ چوتھے قطع رحم کرنا والا

اللہ تعالیٰ ان گناہوں سے محفوظ رکھے اگر کوئی ان گناہوں میں آلودہ ہو مشاغل

عزیزوں سے قطع کئے ہوئے ہو یا ماں باپ کا نافرمان ہو یا شراب پیتا ہو یا مسلمان

سے کینہ رکھتا ہو تو شب قدر آنے سے پہلے پہلے توبہ کر لے پھر اس رات میں غسل

کرنے کے عبادت کے لئے تیار ہو جائے اور مورد لطف و کرم بنے۔

سوال۔ کیا شب قدر میں غسل کرنا بھی مستحب ہے۔

جواب۔ مستحب ہے۔

سوال۔ کیا تمام رات کی شب بیداری ہونی چاہیے۔

جواب۔ نہر الفائق کے باب الوتر والنوافل میں ہے تمام رات یا اکثر رات

شب بیداری میں مصروف رہے۔ (رجیات الصائمین)

سوال۔ شب قدر کی جوطاق

شب قدر کی طاق راتوں کا علیحدہ علیحدہ بیان

راتیں ہیں ان راتوں میں سے اگر

ہر رات کے متعلق کچھ حدیث میں ذکر ہو تو تحریر فرمائیں تاکہ مزید شوق و رغبت کا باعث ہو۔

جواب۔ بہت اچھا ہر ایک رات کے متعلق علیحدہ علیحدہ تحریر کیا جاتا ہے۔

## کیسویں شب

بعض علما

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو خواب میں شب قدر میں کر کے دکھلائی گئی میں پہلا دیا گیا لیکن یہ تحقیق ہے کہ میں نے خواب میں اس رات کی صبح کو آب و گل کے اندر اپنے کو سجدہ میں دیکھا۔ پس تلاش کرو اس کو پچھلے عشرہ اور اس کی وتر راتوں میں راوی حدیث کہتے ہیں کہ جو رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھی اس میں بارش ہوئی مسجد کی چھت شاخ خرما کی بنی ہوئی تھی وہ ٹپکی میری آنکھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کی پیشانی پر آب و گل کا اثر تھا اور یہ کیسویں رات کی صبح تھی۔ راوی حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ **فَبَصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى جَبْهَتِهِ** **أَثْرُ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ مِنْ صَبِيحَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ**۔ (مشکوٰۃ۔ مرقات)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں نے شب قدر کو دیکھا راوی کی آنکھوں نے شب قدر کے دیکھنے والے محبوب کو دیکھا۔ یہ راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں دید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کی پیشانی پر شب قدر کے نشان دیکھنے کی لذت اور مسرت کا اظہار (فبصرت عینائی) سے کیا اور تاکید بھی ہے۔ قنادی قاضی خاں میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرہ وسطیٰ کا اعتکاف کر کے فارغ ہوئے جو حضرت جبریل نے حاضر ہو کر عرض کیا جس کو آپ طلب کرتے ہیں وہ تو آپ کے

مجھے اس لئے بعض نے استدلال کیا ہے کہ وہ اکیسویں شب ہے۔

## تیسویں شب

بعض عنوان

حضرت عبداللہ ابن اُنسؓ نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگل میں رہتا ہوں وہاں ہی نمازیں ادا کرتا ہوں مگر مجھے ایک رات ایسی فرمادیجئے کہ رمضان کی راتوں میں وہ شب قدر ہوتا کہ اس رات مسجد نبوی میں حاضر ہو کر عبادت کروں۔ آپ نے فرمایا تیسویں شب کو آجا ان کے صاحبزادہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے والد کا کیا عمل تھا کہا عصر پڑھ کر مسجد میں داخل ہوتے پھر صبح ہی نماز پڑھ کر نکلتے تھے دروازہ مسجد پر اپنی سواری پاتے اس پر سوار ہو کر جنگل کو چلے جاتے پس اس حدیث سے تیسویں شب کی عظمت شان ظاہر ہوئی کہ عبداللہ ابن اُنسؓ ہر سال اسی تاریخ میں اہتمام فرماتے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ اختلاف لیلۃ القدر باختلاف اشخاص ہو ان کو تو اب اسی شب میں ملتا ہوا جس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد میں آنے کے لئے فرمایا اس سال تیسویں کو لیلۃ القدر تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہو گیا ان کو مطلع کر دیا وہ سمجھے کہ ہر سال اسی تاریخ کو ہوتی ہے بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہر سال اس تاریخ میں اہتمام فرمانے پر انکار نہیں فرمایا اور یہ وہ رات ہے کہ جس کی طرف ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہبری فرمائی۔ پھر کیوں نہ ہر سال حضرت عبداللہ اس کی قدر کرتے کہ یہی لائق قدر و شہادت ہے۔

بعض غفران

## ۲۵ پچیسویں شب

عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تاکہ ہم کو لیلة القدر کی خبر دین فلاں فلاں نے جھگڑا کیا پس شب قدر کی پہچان اٹھالی گئی شاہد تمہارے لئے یہ بہتر ہو پس اس کو تلاش کرو اتنیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں میں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دشمنی اور لڑائی جھگڑوں سے انسان بھلائی اور برکتوں سے محروم ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب قدر کا تین راتوں میں ہونا ظاہر فرمایا ان میں ایک پچیسویں رات بھی ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو پچیسویں شب ہی کے قائل ہیں لہذا قیام اللیل کی اہتمام سے اس میں غافل نہ رہے اگر شب قدر ہے تو قیام لیلة القدر کی بھی فضیلت اس کے ہاتھ سے نہیں گئی جو موجب غفران ہے۔

بعض غفران

## ۲۶ ستائیسویں شب

راوی حدیث زین جیش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کے بھائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص تمام سال قیام اللیل کرے وہ شب قدر کو پاسکے گا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے یہ ایسے انہوں نے کہا کہ لوگ بھروسہ نہ کر بیٹھیں ورنہ عبد اللہ ابن مسعود کو خوب علم ہے کہ شب قدر رمضان میں ہے اور وہ بھی رمضان کے پچھلے عشرہ میں ہے اور پچھاس میں بھی ان کو شک نہیں کہ وہ ستائیسویں شب ہے پھر بلا استئذان قسم کھا کر ابی ابن کعب نے کہا کہ شب قدر ستائیسویں ہی رات ہے میں نے

عرض کیا کہ آپ کس دلیل سے کہتے ہیں۔ اسے ابا منذر نے یہ کنیت ہے ابی ابن کعبہ کی فرمایا اس نشان کے سبب کہتا ہوں جس کی خبر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی کہ اس دن آفتاب نکلے گا جس میں شعاعیں نہیں ہوں گی میں نے ستائیسویں کی صبح کو دیکھا کہ آفتاب ایسا ہی نکلا۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود نے اسلئے ستائیسویں شب کو ظاہر نہیں کیا کہ لوگ باقی راتوں کے قیام کو چھوڑ دینگے اور اسی پر بھروسہ کر لیں گے۔

نحل عنوان

## انتیسویں شب

اس شب کے لئے وہ حدیث ہے جو پچیسویں رات کے بیان میں گزری اس میں آپ نے انتیسویں شب کے متعلق بھی فرمایا کہ اس شب میں شب قدر کو ملائکہ و شب قدر کی راتوں میں چونکہ یہ آخری رات ہے اسلئے پہلی راتوں میں جو کچھ کسر رہ گئی اس میں اس کی تلافی کی کوشش کی جائے اور پورے اہتمام سے شب بیداری میں مصروف رہنا چاہئے نہ معلوم آئندہ سال حیات وفا کرے یا نہیں۔

سوال۔ شب قدر وغیرہ متبرک راتوں میں شب بیداری کتنے حصہ رات میں ہونی چاہئے۔

جواب۔ ظاہر احادیث سے تو استیعاب ہی معلوم ہوتا ہے یعنی تمام رات قیام اللیل کرنا چاہئے مگر فقہائے کرام فرماتے ہیں جیسا کہ مراقی الفلاح میں ہے کہ اکثر حصہ شب میں مصروف طاعت رہے گا تو قیام اللیل کا ثواب مل جائے گا اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر نماز عشاء جماعت سے پڑھ لی اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھنے کا عزم بالجزم



ہے تو بھی شب بیداری کا ثواب مل جائے گا۔

سوالِ فضیلت والی کل کتنی راتیں ہیں اور ان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں۔

جواب: تیس راتیں ہیں مراقی الفلاح میں ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ان پانچ راتوں کو زندہ رکھا اس کے لئے جنت واجب ہوگی یوم الترویہ یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں رات۔ عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی رات۔ نحر یعنی بقرعید کی رات۔ عید الفطر کی رات۔ پندرہویں شعبان کی رات یعنی شبِ برات اسی کتاب میں دوسری حدیث ہے کہ جس نے قیام اللیل کیا پندرہویں شعبان کی رات یعنی شبِ برات کو اور عیدین کی راتوں کو اس شخص کا دل اُس دن نہیں مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے اسی کتاب میں ہے کہ شبِ برات کا زندہ رکھنا سال بھر کا کفارہ ہے اور جمعہ کی رات کا جاگنا ایک ہفتہ کے گناہوں کا اور شبِ قدر میں جاگنا عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی عیدین کی رات جمعہ کی رات اول رجب کی رات۔ شبِ برات مراقی الفلاح میں ہے کہ عشرہ ذی الحجہ کی ہر رات کا قیام شبِ قدر کی قیام کی برابر ہے۔

غنیۃ الطالبین میں شب بیداری کے لئے پانچ راتوں کا اور ذکر کیا ہے

جس کی بنا پر یہ کل راتیں مجموعی طور پر حسب ذیل ہوئیں۔

(۱) شبِ برات۔

(۲) شبِ قدر یعنی رمضان کی اکیسویں رات۔

(۳) شبِ قدر یعنی رمضان کی تیسویں رات۔

(۴) شبِ قدر یعنی رمضان کی پچیسویں رات۔

(۵) شبِ قدر یعنی رمضان کی ستائیسویں رات۔

- (۶) شب قدر یعنی رمضان کی انتیسویں رات۔  
 (۷) شب قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی پہلی رات۔  
 (۸) شب قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی دوسری رات۔  
 (۹) شب قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی تیسری رات۔  
 (۱۰) شب قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی چوتھی رات۔  
 (۱۱) شب قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی پانچویں رات۔  
 (۱۲) شب قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی چھٹی رات۔  
 (۱۳) شب قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی ساتویں رات۔  
 (۱۴) شب قدر حکماً یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں رات۔  
 (۱۵) شب قدر حکماً یعنی عرفہ کی رات۔  
 (۱۶) شب قدر حکماً یعنی دسویں ذی الحجہ کی رات۔  
 (۱۷) عید الفطرت کی رات۔

(۱۸) جمعہ کی شب۔

غنیۃ الطالبین میں ان پانچ راتوں کا اور اضافہ ہے۔

(۱۹) محرم کی اول شب۔

(۲۰) عاشورہ کی رات۔

(۲۱) رجب کی اول شب۔

(۲۲) رجب کی پندرھویں شب۔

(۲۳) رجب کی ستائیسویں شب۔

سوال۔ ان مذکورہ بالا راتوں میں کیا مشاغل ہونے چاہئیں۔

جواب۔ نماز، تسبیح، تہلیل، ذکر، مراقبہ، تلاوت قرآن، سماع قرآن، شغل حدیث

درود فخریہ۔ سحر کے وقت کثرت سے استغفار میں مشغول ہونا۔

سوال۔ کیا شب قدر کی طرح روز قدر بھی ہے۔

جواب۔ جی ہاں ہے۔

سوال۔ روز قدر کسے کہتے ہیں۔

روز قدر | جواب۔ اُس دن کو کہتے ہیں جو شب قدر کے بعد آتا ہے۔

سوال۔ کیا اس کا کوئی نشان بیان کیا گیا ہے۔

جواب۔ حضرت ابی ابن کعبؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کردہ نشان ظاہر کیا۔ انھا تطلع یومئذ الاشعاع لها یعنی اُس روز صبح آفتاب اس حال پر نکلے گا کہ اس کی تیز نورانی شعاعیں نہیں ہوں گی اہل نظر کو یہ اشارہ ہے کہ ملائکہ اور شب قدر کے انوارِ صوفی شمس پر غالب ہوں گے جس کے مشاہدہ کے لئے اہل بصیرت کی نظر مطلوب ہے نہ اہل بصر کی بہر حال رات گزرنے کے بعد دن کا نشان اِس لئے بیان ہوا کہ رات کی طرح اِس دن کو بھی زندہ رکھیں عبادات اور طاعات میں گزاریں رات کے جاگنے والے اِس دن میں غافل ہو کر نہ سوئیں، اِس کی قدر بھی شب قدر کی طرح کریں بعض یہ کہتے ہیں شب قدر گزرنے کے بعد دن کی علامت کا بیان حصول نعمت پر شکر کے لئے یا فوت اور تلف ہونے پر اظہار پر افسوس کے لئے ہے مگر علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ علامت کا بیان اِس لئے ہے کہ اِس دن کا احیاء بھی احیاء لیل کی طرح سے ہو ان کی عبارت یہ ہے۔

فائدہ اِس علامت کے ہونے کا باوجود رات	وفائدہ تا کون هذا علامۃ معینہ
گذر جانے کے یہ ہے کہ اِس کے دن کا احیاء	انما یوجد بعد القضاء للیلۃ لانه
بھی اسی طرح ہو جس طرح اسکی	یسن احیاء یومها کما یسن احیاء

رات کا ہوا۔

لیلہا۔ (مرقات ص ۳۶۳)

طوطاوی میں (۵۸۳) ہے۔

فقہا علما نے ایسا ذکر کیا ہے کہ شب قدر  
اور اس کے دن کی دعا مستجاب اور مقبول  
اگر رات فوت ہو جائے تو اسکے دن کی فضیلت

ذکر و لان الدعاء لیلتها و یومها  
مستجاب فان فاته لیلتها ادرکہ  
یومها

کو حاصل کر

پہر حال علامت کا مشاہدہ تو خواص ہی کا حصہ ہے عوام کو علامت کا احساس  
ہو یا نہ ہو ہر شب قدر کے بعد دن میں عبادات کا اہتمام رکھیں۔ تفسیر درمنشور میں  
ہے کہ اس دن کا عمل شب قدر کے عمل کے برابر ہے۔

سوال۔ رمضان میں جو جمعۃ الوداع آتا ہے  
رمضان اور جمعۃ الوداع اس کے بارہ میں بھی کچھ تحریر فرمائیں۔

جواب۔ یہ آخری جمعہ ہے بڑے اہتمام اور خشوع خضوع کے ساتھ ادا کرنا چاہئے  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہر نماز کے لئے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس  
کو اس طرح لدا کرو گویا کہ وہ صلوة الوداع ہے۔

جب تم اپنی نماز کیلئے کھڑے ہو تو اس طرح  
نماز پڑھو جیسے وداع اور رخصت کرنے والے  
کی نماز ہو۔

اذا قدمت فی صلوتک فصل صلوة  
مودع۔ (ابن ماجہ)

پس ہر نماز کو خصوصاً آخر رمضان کی نمازوں کو یہ سمجھ کر ادا کرو کہ یہ عمر کی آخری نمازیں  
ہیں۔ تمام آداب ارکان و شرائط کے ساتھ اچھے اور بہتر طریق سے ادا کر کے نماز  
پڑھو چہ جائیکہ جمعہ کی نماز اور وہ بھی رمضان کے جمعہ کی نماز جو ستر جمعہ کے برابر ہے  
اور وہ بھی رمضان کے پچھلے جمعہ کی نماز جس کے متعلق آپ کو اوپر معلوم ہو چکا ہے

کہ پچھلا حصہ رمضان کا پہلے حصہ سے بھی افضل ہے۔ لہذا اس اہم نماز کی ادائیگی میں پوری سعی اور جدوجہد کریں جو کچھ بھی تقصیر اور کوتاہیاں پہلے نمازوں میں ہو چکی ہوں ان سب کی تلافی تو یہ استغفار اور رجوعیت الی اللہ سے اس جمعہ میں کرنی چاہئے اور عمر کا آخری جمعہ سمجھ کر جس طرح جدا ہونے والا حسرتناک انداز سے اپوں سے ملکر رخصت ہوتا ہے اسی طرح مفارقت کے رنج سے کمال درجہ اندوہ و غم سے معمور اور تسلی حضور اور تعدیل ارکان کے ساتھ نماز جمعہ سے ہمکنار وہم آغوش ہو کر اس کو رخصت کریں بلکہ جمعہ کے بعد سے ہجران کی نماز کو آخری نماز سمجھیں کہ اے رمضان اگر عمر نے وفا کی تو آئندہ تیرے برکات سے پھر مستفیض ہوں گے ورنہ رمضان اور اے عمر کے پچھلے رمضان تجھے وداہی اور آخری سلام خدا تعالیٰ تیرے برکات کو قیامت تک سلامت رکھے اور تیرے فیوضات سے امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ بہرہ ور فرمائے غنیۃ اللہین میں حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے جو آخری وداعی سلام لکھا ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔

السلام علیک یا شہر الصیام	السلام علیک یا شہر القیام
السلام علیک یا شہر الایمان	السلام علیک یا شہر القرآن
السلام علیک یا شہر الرحمۃ والغفران	السلام علیک یا شہر العابدین والواہدین
السلام علیک یا شہر المجتہدین والصابرین	

سوال۔ جمعہ کو کیا کیا کرنا چاہئے۔

جواب۔ غسل کرے، مسواک کرے، خوشبو لگائے، دھلے ہوئے یا نئے کپڑے پہنے کچھ صدقہ دیکر مسجد کو جائے نوافل صلوٰۃ التبیح پڑھ کر، مراقبہ اور تلاوت قرآن میں مشغول ہو۔ سورہ کہف کی تلاوت کرے۔ درود شریف

بکثرت پڑھے کہ ہر خیر دین و دنیا کا آمت کو آپ ہی کے دست کرم سے پہنچا آپ کے حقوق احسانات بہت ہیں درود کے ذریعہ یہ بھی ادا ہے مگر قلیل ہے مجموعہ کے درود کو یہ مزید فضیلت حاصل ہے کہ اس کو سیادت سے ایک پر کیف نسبت اور تعلق ہے کیونکہ جمعہ سید الایام ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سید الانام تو سید الانام پر درود سید الایام میں کھینچنا اولیٰ و انسب ہے۔ زاد المعاد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمعہ کا دن سید الانام پس اس دن کے لئے جو فضیلت ہے وہ غیر کے لئے نہیں اس کے ساتھ ہی درود کھینچنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ ہر خیر دین و دنیا کا آمت کو آپ کے دست کرم ہی سے پہنچا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
سید الانام و یوم الجمعہ سید الایام  
فللصلوة علیہ فی ہذا الیوم منزہ  
لیست لآخرہ مع حکمة اخری وہی  
ان هل خیرنا لہ امتہ فی الدنیا  
والاخرہ فانہا فالتمہ امتہ علی بلکہ

زاد المعاد، ص ۳۴

مسجد میں پہلے سے جائے گردنوں کو پھلانگ کر نہ جائے ورنہ اس نے اپنے لئے جہنم میں جانے کے لئے ایک پل بنایا جیسا کہ حدیث میں ہے اتخذ جسرا یرى معروف اور مجہول دو طریقے سے پڑھا گیا ہے مذکورہ بالا مطلب تو صنف معروف سے نکلے گا اور مجہول پڑھنے میں یہ مطلب ہو گا کہ خود اس کی گردن کو جہنمیوں کو لیے پل بنایا جائے گا۔ جہنمی اس کے گردن پر سے گذر کر جہنم میں جائیں گے لہذا اس سے بچے اور پہلے سے صفت اول میں جا کر بیٹھے ورنہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے اور نماز شروع شروع کے ساتھ ادا کرے۔

سوال۔ رمضان میں جتنے اسباب مغفرت ہیں براہ کرم ان سب کو ایک

رمضان اور اسباب مغفرت

جگہ جمع کر کے لکھ دئے جائیں تاکہ سہولت ہو تلاش نہ کرنا پڑے۔

جواب۔ (۱) رمضان کا روزہ جس نے اپنے ایمان کے تقاضے سے آئید ثواب کی بنا پر رکھا ایسا روزہ اسباب مغفرت میں سے ہے حدیث میں ہے۔  
 (من صام رمضان ایمانا واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه)  
 (۲) قیام رمضان بھی اسباب مغفرت میں سے دوسرا سبب ہے۔  
 (من قام رمضان ایمانا واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه)  
 پس جس نے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھتے ہوئے قیام اللیل کیا تراویح اور تہجد پڑھے اس کی مغفرت ہے۔

(۳) قیام شب قدر بھی سبب مغفرت ہے حدیث شریف میں ہے۔  
 (من قام لیلة القدر ایمانا واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه)  
 (۴) روزہ دار کو افطار کرانا بھی سبب مغفرت ہے حدیث میں ہے۔  
 (من فطر فیہ صائماً کان له مغفرة لذنوبه وعتق رقبتہ من النار)  
 (۵) رمضان میں ذکر الہی کرنا بھی سبب مغفرت ہے خواہ ذکر جلی ہو یا خفی لسانی ہو یا قلبی بلکہ ذکر میں مناسب ہو گا کہ اسمائے الہی کو اپنے ورد میں رکھے۔ اس طور پر کہ ہر روز جتنے بھی نام ہو سکیں ان کو لے اور جتنے عدد جس نام کے ہوں اتنے ہی بار اس اسم کو پڑھے ہر ایک اسم سے متعلق اور تخلق ہونے کی کوشش کرے عجب لطف اور کیف حاصل ہو گا۔ حضرت والدی و مرشدی نور اللہ مدتہ عجب اسی طرح رمضان میں اسمائے الہی کا ورد کرانے سے تھے بجز کیف اور سرور حاصل ہوتا تھا۔

تعلق اور تخلق کو مثال سے سمجھئے مثلاً اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ولی ہے پہلے اس کے معنی معلوم کر کے پھر اس کے ذریعہ خدا سے تعلق پیدا

کرے ولی کے معنی محب و ناصر اور قریب کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ وہ مومن اور متقی اور نیک بندوں سے محبت کرتا ہے ان کی مدد فرماتا ہے اور اپنی رحمتوں کے ساتھ ان سے قریب ہوتا ہے پس اس نام سے تعلق اس طرح پیدا کرے کہ اپنے تمام کاموں اور مشکلات میں اس اسم کے وسیلے سے اللہ سے مدد اور نصرت طلب کرے تاکہ وہ اپنی رحمتوں کے ساتھ قریب ہو چونکہ وہ نیک بندوں سے محبت کرنے والا ہے تو نیک بندہ بننے کی کوشش کرے ایمان اور اعمال صالحہ سے اپنے کو زیادہ سے زیادہ بہذب بنائے تاکہ خدا اس سے محبت کرے اور اس کے دین و دنیا کے کاموں کا متولی اور کارساز ہو جیسا کہ وہ خود خبر دیتا ہے وھو متولی الصالحین کہ وہ صالح بندوں کا متولی اور کفیل ہو جاتا ہے۔ مخلوق یہ ہے کہ صفات حق سے وہ اپنے کو بھی موصوف کرے مثلاً خدا کی طرح نیک اور صالح بندوں سے محبت کرے اور دوستان حق کو دوست رکھے دین اور اہل دین کی نصرت کرے اور ان کے کاموں کا متولی اور کفیل ہو جائے اور یہاں تک خدا کی ان صفات کا عکس اپنے اندر پیدا کرے کہ اس نام سے بھی نامزد ہو اور ولی اللہ کہہ کر نیکارا جائے ولی کا دل محل نظر حق ہو جاتا ہے جو کوئی محبت اور خدمت سے اس دل میں جگہ کرے خدا کی نظر اس پر بھی ہوتی ہے ایک مثال تفصیل کے ساتھ لکھ دی گئی ہے اگر اس طرح تمام اسمائے الہی کے معنی سمجھ سمجھ کر ورد میں لائے اور مخلوق باخلاق اللہ اور متصف باوصاف اللہ ہونے کی سعی کرے تو جنتی ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ خدا تعالیٰ کے نناؤں نام ہیں جو ان کو شمارا اور عدد کے ساتھ ورد میں رکھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اگر ہر ایک اسم کو اس کے عدد کے موافق پڑھ کر فیض حاصل کرے تو موجب صد برکات و حسنات



ہوگا یہ بڑا نافع اور مفید ذکر ہے۔ خاص رمضان میں ذکر کرنے والے کے بارے میں یہ حدیث ہے۔ ذاکر اللہ فی رمضان مغفوراً۔ لطائف العارفین  
(۶) بلائیکہ کا استغفار بھی سبب مغفرت ہے فرشتے افطار تک روزہ دار کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

(۷) خود بھی رمضان میں استغفار کرے تاکہ اس کی طلب مغفرت بھی اس کی مغفرت کا باعث ہو حدیث شریفین میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان میں بخشش فرماتا ہے سوائے اس کے جس نے انکار کیا جیسا کہ حدیث میں ہے رمضان ابان یستغفر اللہ اس سے مراد وہ ہیں جو استغفار نہیں کرتے۔ لہذا بکثرت استغفار پر ہے خواہ (استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحی القیوم والتوب الیہ) پر ہے یا یہ پڑھے  
رب اغفر وتب علی انک التواب الغفور) <sup>انت</sup>

(۸) روزہ دار غلام اور خادموں پر کام کا بار بٹکا کرنا بھی سبب مغفرت ہے۔  
(۹) عشرہ اوسط میں خدا تعالیٰ کی مغفرت نازل ہوتی ہے و اوسطہ مغفرتہ پس یہ عشرہ بھی سبب مغفرت ہے۔

(۱۰) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے اللہم ربنا واسع المغفرت اغفر لی۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے اللہم ربنا اسئلک رحمتک الی وسعت کل شیء ان تغفر لی انشاء اللہ افطار کے وقت یہ دعا بھی سبب مغفرت ہوگی۔  
(۱۱) رمضان کی آخر رات میں بھی مغفرت ہوتی ہے لیغفر لامتدنی آخر لیلتہ من رمضان) ماہ۔ لہذا یہ بھی آخری سبب مغفرت ہے۔

# صوم قضا دوسرا فرض

## قضاے رمضان کا روزہ

سوال - دوسرا فرض روزہ کونسا ہے۔

جواب - وہ قضاے رمضان کا روزہ ہے اگر کسی بیماری یا کسی عذر سے رمضان کے روزے قضا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان کو گنتی کے موافق دوسرے دنوں میں قضا کر لیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے فمن كان منكم مریضاً او علی سفر فعداۃ من ايام اخرہ (برہان)

سوال - دوسرا فرض روزہ کونسا ہے۔

جواب - وہ قضاے رمضان کا روزہ ہے اگر کسی بیماری یا کسی عذر سے رمضان کے روزے قضا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان کو گنتی کے موافق دوسرے دنوں میں قضا کر لیں جیسا کہ قرآن پاک میں ہے فمن كان منكم مریضاً او علی سفر فعداۃ من ايام اخرہ (برہان)

سوال - قضا کے روزہ کی نیت کا وقت کب تک ہے۔

جواب - اس روزہ کی نیت کا وقت رات ہے طلوع فجر سے پہلے پہلے نیت

کر لے کیونکہ اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر نہیں لہذا اس کا تعین بذریعہ

نیت رات سے ضروری ہوا (ہدایہ ۵۱ نور الایضاح ۳۵۳)

سوال۔ اگر غلوع فجر کے بعد نیت کی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ قضا کا روزہ نہیں ہوگا نفل روزہ ہو جائے گا لیکن مقصود بالذات

نفل کا روزہ رکھنا نہ تھا اسلئے اگر اس کو توڑ دے گا تو اس نفل کی قضا واجب

نہیں ہوگی مگر بہتر یہ ہے کہ اس کو پورا کر لے نہ توڑنا مستحب ہے۔ (مخطاوی ص ۳۵۳)

سوال۔ کیا قضا میں فلاں رمضان کے روزہ کی نیت متعین کرنا بھی ضروری ہے۔

جواب۔ جی ہاں ضروری ہے (نور الایضاح)

سوال۔ کس طرح نیت کرے۔

جواب۔ اس طرح نیت کرے نیت کی میں نے فلاں رمضان کے قضا کی یا فلاں

نفل کے قضا کی

سوال۔ رمضان کے روزوں کی قضا کب تک کرنی چاہئے

جواب۔ کوئی وقت متعین نہیں لیکن مستحب ہے کہ زوال عذر کے بعد جب

بھی قدرت ہو قضا رکھ کر بری الذمہ ہونے میں جلدی کرے کہ یہ امر خیر میں جلدی

اور مسارعہ ہے جو مطلوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساسر عو الی مغفرتہ من

س بکم اگر قضا نہ کر سکا اور دوسرا رمضان آگیا تو مقدم آنے والے رمضان کے

روزہ ہیں بعد میں پچھلے رمضان کی قضا کرے (نور الایضاح مراتی الفلاح ص ۳۵۵)

سوال۔ کیا قضا کے روزوں کا لگاتار رکھنا بھی لازمی ہے۔

جواب۔ لازمی تو نہیں ہے مگر مستحب ضرور ہے (مراتی الفلاح ص ۳۵۵)

سوال۔ اگر قضا روزہ نہ رکھے تھے کہ مرض الموت میں مبتلا ہو گیا یا طاقت نہیں

رہی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ وصیت لازم ہے کہ اس کا فدیہ ادا کر دیا جائے بشرطیکہ زوالِ عذر کے بعد اس کو قضا پر طاقت حاصل ہوگئی تھی مگر اس نے روزہ قضا نہیں کیا اور اگر زوالِ عذر نہیں ہوا مثلاً وہ مرض جس کے سبب اس نے افطار کیا ہے موجود ہے یا سفر ختم نہیں ہوا اسی بیماری اور مسافرت میں مر گیا تو اس پر وصیت نہیں (نور الایضاح۔ مراۃ الفلاح ص ۳۷۵)

سوال۔ وصیت کتنے مال میں جاری ہوگی۔

جواب۔ اگر اس کے ذمہ قرض نہیں ہے تو کل مال کی تہائی میں سے وصیت پوری کی جائے گی اور اگر اس کے ذمہ قرض ہے تو اول قرض ادا کر کے پھر بقیہ مال کی تہائی سے وصیت پوری کی جائیگی بشرطیکہ کوئی وارث ہو ورنہ جو کچھ بھی بعد ادائیگی قرض باقی رہے گا وہ تمام کا تمام وصیت میں دیدیا جائے گا۔ سوال۔ ایک روزہ کا فدیہ کیا ہے۔

جواب۔ نصف صاع گہوں ہے اس کا مفصل بیان اوپر احکام فدیہ میں گذرا وہاں دیکھئے۔

سوال۔ اگر کوئی مفلس ہے اور بہت سے روزوں کی قضا اس کے ذمہ لازم ہے مال بھی کچھ پیچھے نہیں چھوڑا ہے تو اس کے لئے کوئی ایسا جیلہ رحمت تبلا دیا جائے کہ جس کے سبب آخرت میں اس کی گلو خلاصی ہو جائے

جواب۔ نصف صاع گہوں قرض لیکر وہ کسی مسکین کو مرحوم کی طرف سے فدیہ میں دیدیا جائے یہ ایک روزہ کا فدیہ ہوا وہ مسکین پھر اس شخص کو سبب گرد وہ شخص پھر اس مسکین کو دیدے جتنی مرتبہ اس طرح مسکین کو دیتا جائے گا اتنے ہی روزوں کا فدیہ ادا ہوتا جائے گا۔ چیسہ غریبوں کے لئے رحمت۔

سوال۔ کیا بدول وصیت وراثت پر فدیہ دینا لازم نہیں۔

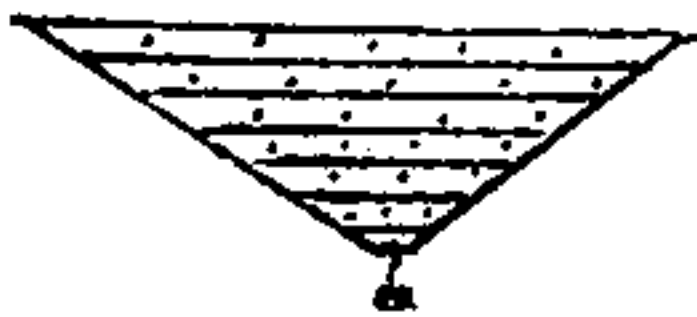
جواب۔ خواہ وارث ہو یا غیر بدول وصیت کسی پر فدیہ دینا لازم نہیں ہاں اپنی طرف سے دیگا تو وہ تبرع اور احسان ہوگا۔ (مخطاوی صفحہ ۳۷۵)

سوال۔ کیا قضا روزہ سے پہلے نفل روزہ رکھ سکتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں نفل روزہ رکھ سکتا ہے بخلاف نماز کے اول اس کی قضا لازم ہے بعد میں نوافل ادا کرے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔  
 رمن نام عن صلوة اولیہا فلیصلہا اذا ذکرہا (معنی یہ ہوئے کہ جو شخص نماز سے سو جائے یا اس کو بھول جائے تو جب یاد آئے اس نماز کو پڑھے یا داتے ہی پڑھنے سے معلوم ہوا کہ نماز کو تاخیر سے پڑھنا روا نہیں۔ قضا اول لازم ہے نفل پڑھنا لازم کو چھوڑ کر غیر لازم میں مشغول ہونا ہے جو مکروہ ہے ہاں سنتیں پڑھی جائیں گے ان کو نہیں چھوڑا جائے گا مگر روزہ میں فوراً قضا کرنا لازم نہیں (در مختار شامی صفحہ ۱۶)

سوال۔ قضا کن کن صورتوں میں لازم آتی ہے۔

جواب۔ اس کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ کیجئے۔



# صوم کفارہ رمضان تیسرا فرض روزہ

## کفارہ رمضان کا

سوال تیسرا فرض روزہ کونسا ہے۔

جواب۔ کفارہ رمضان کا روزہ ہے۔ (طحطاوی ص ۳۵ بحر الرائق ص ۲۷۷)

سوال۔ کفارہ رمضان کے روزے کتنے ہیں اور کب لازم آتے ہیں۔

جواب۔ رمضان کا بلا عذر قصداً روزہ توڑنے پر ساٹھ روزے پے درپے لگاتار کہنے لازم ہوتے ہیں۔

سوال۔ کفارہ میں کیا روزے ہی لازم آتے ہیں یا اس سے پہلے کچھ اور بھی لازم ہوتا ہے۔

جواب۔ کفارہ میں اول غلام یا باندی آزاد کرنا لازم ہوتا ہے اگر اس پر قدرت نہ ہو تو پھر پے درپے ساٹھ روزے رکھنے لازم ہوں گے اس پر بھی قدرت نہ ہو تو ساٹھ منسکینوں کو بھر پیٹ دینوں وقت کھانا کھلانا ہو گا روزے کی سورت میں ایک دن بھی ناغہ نہ ہو ورنہ از سر نو شروع سے روزے رکھنے ہوں گے ہاں

عورت کو حیض آچائے تو یہ عذر معاف ہے فارغ ہو کر از سر نو سلسلہ شروع کرنا ضروری نہیں جہاں سے چھوڑے ہیں آگے سے سلسلہ شروع کر دے باقی احکام کفارہ رمضان کے اوپر گزرے۔

سوال - نیت کا وقت کب ہے۔

جواب - رات کو ہے۔

سوال - نیت کس طرح کرے

جواب - اس طرح کہے ہیں نیت کی فلاں رمضان کے روزہ کی کفارہ کی۔

## صوم کفارہ ظہار پوتھا فرض روزہ

### کفارہ ظہار کا

سوال - پوتھا فرض روزہ کونسا ہے

جواب - کفارہ ظہار کا ہے قرآن پاک میں سورہ مجادلہ میں ہے فمن لم یجد

فصیام شہرین متتابعین۔ ربح الرائق۔ برہان۔ مخطاوی ص ۳۵۱

سوال - ظہار کسے کہتے ہیں۔

جواب - ظہار اسے کہتے ہیں کہ اپنی بیوی کو ان عورتوں کے ساتھ تشبیہ دے جو اس

پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں مثلاً اپنی بیوی کو خطاب کر کے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کے

مثل ہے یا میری بہن کی مانند ہے ایسے کہنے کا یہ حکم ہے کہ جب تک اس کہنے

کا کفارہ نہ ادا کرے گا بیوی سے جماع کرنا شہوت کے ساتھ اس کو چھونا اس کا بوسہ لینا اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کرنا سب حرام ہے اس کے پاس جانے کی جب اجازت ہوگی جب کفارہ ادا کرے۔  
سوال۔ کفارہ ظہار کیا ہے۔

جواب۔ اول غلام یا باندی آزاد کرنا خواہ مومن ہو یا غیر مومن اس پر قدرت نہ ہو تو پھر دو ماہ کے روزے لگانا اس طرح رکھے کہ بیچ میں ایک دن بھی ناغہ نہ ہو نہ عورت سے جماع ہو اگر ناغہ ہو گیا یا اس اثنا میں اگر چہ رات ہی میں عورت سے جماع کر لیا تو از سر نو روزوں کو شروع کرے گا اور اگر روزوں پر قدرت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو پیٹ بھر بھر کر کھانا کھلائے مگر شرط یہ ہے کہ دوسرے وقت بھی وہی مسکین ہوں جنہوں نے صبح کھانا کھایا دوسرے نہ ہوں۔ (در مختار شامی)  
سوال۔ اگر بیچ میں عورت کو حیض آجائے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ ظہار میں حیض و نفاس کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ یہ کفارہ ظہار سوائے مرد کے عورت پر واجب ہی نہیں ہوتا۔ (در مختار)  
سوال۔ اس کی نیت کا وقت کونسا ہے۔

جواب۔ شب ہے۔

سوال۔ نیت کس طرح کرے۔

جواب۔ رات کو کہے کہ میں نے نیت کی کل روزہ ظہار رکھنے کی واسطے اللہ کے کیونکہ اس کے لئے بھی کوئی دن خاص معین نہیں ہے۔ (ذرات سے تعین ضروری۔)



# صوم کفارہ قتل یعنی پانچواں فرض

## روزہ کفارہ قتل کا

سوال۔ پانچواں فرض روزہ کونسا ہے  
جواب۔ کفارہ قتل کا روزہ ہے قرآن پاک میں سورہ نسا میں ہے۔ فمن  
لم يجد فصيام ششهرين متتابعين من الله۔  
ربرہان۔ بحر الرائق۔ لمخطاوی ص ۳۵۵

سوال۔ اس کے کتنے روزہ ہیں  
جواب۔ ساٹھ روزہ ہیں لگاتار ایک روزہ بھی صبح میں ناغہ نہ ہو ورنہ از سر نو سلسلہ  
شروع کرنا ہوگا۔  
سوال۔ روزہ سے اول کیا لازم آتا ہے۔  
جواب۔ مومن غلام کا آزاد کرنا اس پر قدرت نہ ہو تو ہر دو ماہ کے روزہ فرض ہیں۔  
سوال۔ کس قتل پر یہ کفارہ لازم آتا ہے۔  
جواب۔ قتل خطا ہے جسکی صورت یہ ہے کہ شکار کا گمان کرتے ہوئے آدمی کے گولی مار  
دی یا گولی مار رہا تھا شکار کے مگر لگ گئی آدمی کے وہ مر گیا ان سب صورتوں میں کسی انسان  
کے قتل کرنے کا قصد اور ارادہ نہ تھا لہذا قتل کا گناہ نہوا بلکہ ترک احتیاط پر کفارہ لازم آیا کہ  
کیوں ایسی سخت بے احتیاطی کی کہ جس سے ایک انسان ہلاک ہو گیا اور درختاروشامی،

## صوم کفارہ یمن یعنی

# چھٹا فرض روزہ

## کفارہ یمن کا

سوال - چھٹا فرض روزہ کونسا ہے۔

جواب - کفارہ یمن کا روزہ ہے قرآن کریم میں سورہ مائدہ میں ہے فمن لم يجد فصيام ثلثه ايام۔ ابی اور ابو مسعود کی قراءت میں متابعات بھی ہے  
(برہان - لفظاوی صفحہ ۳۵۰ مدارک صفحہ ۳۶۹)

سوال - کفارہ یمن کسے کہتے ہیں۔

جواب - قسم کے کفارہ کو کہتے ہیں جو شخص قسم کھا کر توڑ دے اس پر کفارہ لازم آتا ہے۔

سوال - قسم کا کفارہ کیا ہے۔

جواب - دن مسکینوں کو کھانا کھلانا بہر بہر پیٹ دونوں وقت اس شرط پر کہ شام کو بھی وہ ہی ہونگے جنھوں نے صبح کھایا یا ان کو کپڑا پہنانا یا غلام آزاد کرنا جسکے ان تین باتوں میں سے جو چاہے اختیار کرے۔ کھانا کھلانے اور غلام آزاد کرنے میں وہی شرط ملحوظ رہیں گے جو اوپر کفارہ پھار میں مذکور ہوئے اگر ان تین باتوں میں سے کسی ایک پر بھی قدرت نہیں ہوگی تو اب تین دن کے روزے لگانا رکھنے لازم ہونگے اس طرح کہ ایک دن کا بھی ناغہ نہ ہو حتیٰ کہ اس میں حیض کا بھی

عذر مقبول نہیں اگر عورت کو حیض آگیا اور کوئی روزہ ناغہ ہو گیا تو بعد فارغ ہونے کے از سر نو روزہ رکھنے ہوں گے اسی طرح یہ بھی شرط ہے کہ اتنا روزہ میں مال پر قادر ہو گیا تو یہ روزہ کفارہ کے نہیں ہوتے یعنی یہ بھی شرط ہے کہ تین روزے تمام ہونے تک مال پر قدرت نہ ہو۔

سوال۔ کھانا کھلانے کی بجائے اس کی قیمت بھی دے سکتے ہیں یا نہیں۔  
جواب۔ کھانا کھلانے کے عوض ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جویرا کی قیمت دے سکتا ہے۔

سوال۔ ان روزوں کی نیت کا وقت کونسا ہے۔

جواب۔ رات ہے۔

سوال۔ اس روزہ کی نیت کس طرح کرے

جواب۔ رات کو کہے کہ میں نے نیت کی کل کفارہ مین کے روزہ رکھنے کی اللہ کے واسطے۔

سوال۔ کیا کفارہ کی قیمت مسجد یا کفن میں دے سکتا ہے۔

جواب۔ نہیں اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ کیا مرجانے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

جواب۔ نہیں وصیت اس کے لئے لازم ہے۔ (عالمگیری)



# صوم کفارہ حلق یعنی ساتواں فرض روزہ کفارہ حلق کا

سوال - ساتواں فرض روزہ کون سا ہے۔

جواب - فدیہ الاذی کا ہے اسی کو کفارۃ الحلق کہتے ہیں۔ (فتح المقدر) ص ۲۵

سوال - کیا اس روزہ کا بھی ذکر قرآن کریم میں ہے۔

جواب - جی ہاں ہے سورہ بقرہ میں ہے فمن كان منكرا او باذی

من سراسه فضدیة من صیام او صدقة او نسك (المطاولی ص ۳۵)

سوال - فدیہ الاذی کا کیا مطلب۔

جواب - اس کا تعلق احرام سے ہے جب احرام باندھا جاتا ہے تو بجا لیت

احرام حلق یعنی سر منڈوانا بھی منع ہے مگر سر میں جوئیں وغیرہ پڑ جائیں اور تکلیف

زائد ہو تو سر منڈا سکتا ہے لیکن کفارہ لازم ہوگا اسی کو کفارہ حلق کہتے ہیں۔

سوال - اس کا کفارہ کیا ہوگا۔

جواب - اس کو اختیار ہے خواہ دم دے یعنی قربانی کرے مگر یہ قربانی حرم

میں ہوگی غیر حرم میں جائز نہیں یا صدقہ دے نصف نصف صاع چھ مسکینوں

کو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان چھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے

مسکین کے لئے کوئی قید نہیں کہیں کے بھی ہوں حرم کے ہوں تو بہتر ہے۔ یا

تین دن روزہ رکھے اور جہاں چاہے رکھے اس میں حرم کی بھی قید نہیں۔

پس قربانی۔ کھانا۔ روزہ۔ تینوں میں سے جو چاہے اختیار کرے اگر روزہ کو  
 اختیار کیا تو فرض ہوگا۔ (درمختار ص ۲۸۸ طحاوی ص ۳۵ شامی)  
 سوال۔ کفارہ حلق کے تین روزہ پے درپے لگاتا رکھے جائیں گے یا متفرق۔  
 جواب۔ اختیار ہے چاہے لگاتا رکھے یا متفرق (درمختار ص ۲۸۸)

سوال۔ کیا یہ کفارہ سرمنڈانے کے ساتھ ہی خاص ہے۔  
 جواب۔ نہیں بلکہ ہر وہ جرم کہ جس میں دم لازم آتا ہے اگر اس کو عذر کے ساتھ  
 کیا تو یہی کفارہ لازم آئے گا جس کی تفصیل احقر نے کتاب الحج میں لکھی  
 ہے۔ مثلاً خوشبو لگانا۔ سلاہوا پٹراہیننا وغیرہ وغیرہ۔ فان جمیع مخطورات الاضطرار  
 اذا كان بعد سرفیہ الخیارات الثلاثہ (شامی)

سوال۔ اس کے علاوہ کیا اور بھی روزہ ہے۔  
 جواب۔ جی ہاں حج میں جن جرموں پر کہ صدقہ کا حکم ہے اور عذر کے ساتھ ان کا  
 مرتکب ہو تو اختیار ہوگا کہ صدقہ کی بجائے ایک روزہ رکھ لے (شامی ص ۲۸۸)  
 سوال۔ اس کفارہ میں قربانی کا گوشت کیا خود بھی کہا سکتا ہے۔

جواب۔ نہیں۔ فقر کا حق ہے۔  
 سوال۔ اس کی نیت کا وقت کب ہے۔

جواب۔ رات ہے۔  
 سوال۔ نیت کس طرح کرے۔  
 جواب۔ میں نے نیت کی کفارہ حلق کے روزہ رکھنے کی۔

## صوم جزا و صید یعنی

### اٹھواں فرض روزہ

#### جزا و صید کا

سوال۔ اٹھواں فرض روزہ کونسا ہے۔

جواب۔ جزا و صید کا روزہ ہے جس کا ذکر قرآن پاک سورہ بقرہ میں ہے۔  
او عدال ذالک سیما ما لیدوق وبال امر۔ یہ بھی فرض روزہ ہے۔  
(مخطاوی ص ۳۵ بحرالرائق)

سوال تفصیل سے فرمائیں جزا و صید کا روزہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ بحالت احرام خشکی کے جانور کا شکار کرنا یا اس کی طرف شکاری کو اشارہ دہرہبری کرنا حرام ہے اگر کسی نے اس جرم کا ارتکاب کیا تو کفارہ لازم آئے گا اس میں جو روزہ ہے وہ فرض ہے۔

سوال۔ وہ کفارہ کیا ہے۔

جواب۔ شکار کی قیمت ہے کہ جس کا اندازہ دو عادل شخصوں سے کرایا جائے گا اب خواہ اس اندازہ کی ہوئی قیمت کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کر کے گوشت فقرا کو تقسیم کر دیا جائے یا اس کا غلہ خرید کر مساکین پر تصدق کر دیا جائے جس میں یہ شرط ہے کہ ہر ہر مسکین کو صدقہ نظر کی مقدار ضرور پہنچے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس قیمت کے غلہ میں جتنے بھی صدقہ ہو سکتے ہیں ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھے اگر روزہ اختیار کرے گا تو یہ فرض ہوگا۔

سوال۔ کیا ان روزوں کو بھی پے درپے رکھنا لازم ہوگا۔

جواب۔ ان میں تتابع شرط نہیں یعنی ضروری نہیں کہ لگاتار رکھے (مخطاوی ص ۳۵۰)

سوال۔ ان روزوں کی نیت کا وقت کونسا ہے۔

جواب۔ رات ہے۔

سوال۔ کس طرح نیت کرے۔

جواب۔ رات کو کہے کہ میں نے کل جزا رسید کے روزہ رکھنے کی نیت کی اللہ

کے واسطے۔

## صوم المتبعہ

# نواں فرض روزہ

## تمتع کا

سوال۔ نواں فرض روزہ کونسا ہے۔

جواب۔ صوم المتبعہ یعنی تمتع کا روزہ ہے قرآن پاک میں ہے فصیماً ثلثہ ایام

فی الحج وسبعة اذا رجعتم تلك عشرة كاملة (مخطاوی ص ۳۵۰ حیات الصائین)

سوال۔ صوم المتبعہ یعنی تمتع کا روزہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ اول تمتع کو سمجھتے تمتع اسے کہتے ہیں کہ میرقات سے عمرہ کا احرام باندھے

اور دو رکعت احرام پڑھ کر کہے اللھم انی اسید العمرة فیسرها لی وتقبلھا

منی۔ پھر تلبیہ کرے یعنی لبیک کہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو طواف۔

ریل۔ سعی بن الصفا والمروہ سے فارغ ہو کر حلق کرنا اگر احرام آنا دوسے جو چیز  
 احرام سے اس پر حرام ہو گئی تھیں اب وہ سب چیزیں اس پر حلال ہو گئیں یہ عمرہ  
 سے فارغ ہو گیا اٹھ ذی الحجہ تک برابر یہ چیزیں حلال رہیں گی اٹھویں ذی الحجہ کو  
 مسجد حرام سے پھر حج کا احرام باندھ کر منیٰ میں آئے گا پھر عرفات میں تو بارح  
 کو وقوف کر کے مزدلفہ میں شب باقی کر کے دن ذی الحجہ کو پھر واپس منیٰ میں  
 آکر رمی کرے گا اس سے فارغ ہو کر دسویں تاریخ کو اس پر واجب ہو گا کہ  
 اس شکرانہ میں قربانی کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عمرہ و حج دو عبادتیں بجالانے  
 کی توفیق عطا فرمائے اس کے بعد سر منڈائے اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو  
 تو اس پر دس روزے لازم آتے ہیں اسی کو صوم تمتع کہتے ہیں اور یہ روزے فرض  
 ہیں غرضکہ تمتع میں دو عبادتیں ہیں عمرہ و حج دونوں کا علیحدہ علیحدہ احرام باندھا  
 جاتا ہے۔

سوال۔ ان دس روزوں کو کس طرح ادا کرے۔

جواب۔ تین تو ایام حج ہی میں احرام باندھنے کے بعد رکھے جائیں گے ان  
 روزوں کی تاریخ یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک ہے اٹھویں سے پہلے  
 بھی احرام باندھ سکتا ہے بلکہ یہ افضل ہے توجب چاہے احرام باندھ کر  
 نویں سے پہلے پہلے روزے رکھ کر فارغ ہو جائے ان میں متابع شرط  
 نہیں یعنی ان تینوں کو لگاتار رکھنا ضروری نہیں۔ اور سات روزے ایام  
 حج گزرنے کے بعد یعنی تیرھویں کے بعد رکھے اور افضل یہ ہے کہ مکان پر واپس  
 ہو کر رکھے ان روزوں میں بھی متابع شرط نہیں چاہے لگاتار رکھے یا متفرق۔

سوال۔ ان دسوں روزوں کی نیت کا وقت کونسا ہے۔

جواب۔ رات ہے۔



سوال۔ کس طرح نیت کرے۔

جواب۔ رات کو کہے ہیں نے اللہ کے لئے نیت کی کل صوم تمتع کے رکھنے کی۔

## صوم القرآن دسوال فرض روزہ قرآن کا

سوال۔ دسوال روزہ فرض کون سا ہے۔

جواب۔ قرآن کا روزہ ہے۔ (لمحطاوی صفحہ ۳۵)

سوال۔ قرآن کا روزہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ قرآن اسے کہتے ہیں کہ عمرہ و حج کی نیت سے ایک ساتھ احرام باندھے

پھر دو رکعت احرام پڑھ کر کہے کہ اللہم انی سید العمرۃ و الحج فیسرہما لی

و تقبل ہما منی پھر تلبیہ کرے نماز طواف ادا کر کے عفا مروہ کے درمیان

سعی کرے اب عمرہ سے فارغ ہو گیا اس

میں اب حلق نہیں ہوگا حلق کیا بھی تو دو دم لازم آئیں گے تمتع اور قرآن میں

یہاں ہی سے فرق ظاہر ہوتا ہے۔ تمتع میں اب حلق کر اگر احرام اتارے گا اور

قرآن میں عمرہ سے فارغ ہو کر حلق نہیں کرے گا اور احرام سے بھی باہر نہیں ہوگا

عمرہ پورا کرنے کے بعد طواف قدم کرے گا پھر اسی احرام سے تمام اعمال

حج بجالائے گا اور سویں ذی الحجہ کو حلق کے بعد پھر طواف افاضہ کر لے تو حلا

ہوگا قارن پر دسویں ذی الحجہ کو رمی کے بعد قربانی واجب ہے اس شکر یہ ہیں کہ  
 اللہ عزوجل نے اسے دو اہم عبادتوں کی توفیق بخشی قارن کو اگر قربانی کی استطاعت  
 نہیں ہے تو دس روزے رکھنے لازم ہوں گے اسی طرح جس طرح تمتع کے بیان  
 میں روزوں کا حال مذکور ہوا۔ غرض کہ قرآن بھی دو عبادتوں پر مستعمل ہے  
 عمرہ و حج مگر یہ دونوں ایک احرام سے ادا ہوں گے۔

سوال۔ ان روزوں کی نیت کا وقت کون سا ہے۔

جواب۔ رات ہے۔

سوال۔ نیت کس طرح کرے۔

جواب۔ رات کو کہے ہیں نے اللہ کے لئے نیت کی کل کے دن صوم قرآن رکھنے  
 کی۔

صوم نذر مطلق

گیارہواں فرض روزہ

نذر مطلق کا

سوال۔ کیا نذر کار روزہ رکھنا بھی فرض ہے۔

جواب۔ جی ہاں فرض ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (ولینونذرون)

تم کو چاہئے کہ اپنی نذروں کو پورا کرو۔ (مراتی الفلاح) ص ۳۵

سوال۔ نذر کار روزہ کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں۔

جواب۔ منت کے بولے ہوئے روزہ کو کہتے ہیں پھر اگر کسی شرط کے ساتھ بولا۔

مثلاً یوں کہنا ہے کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے یا فلاں کام ہو جائے تو مجھ پر اللہ کے لئے روزہ ہے تو بیمار کے اچھا ہونے اور کام بن جانے پر روزہ رکھنا فرض ہوگا اس سے پہلے نہیں اس کو نذر معلق کہتے ہیں اور کسی کام پر معلق نہیں کیا بغیر تعلیق مثلاً یوں کہا کہ میں نے اللہ کے لئے ایک روزہ بولا تو اس پر روزہ رکھنا فرض ہو گیا بغیر کسی شرط کے جب چاہے رکھ لے اس کو غیر معلق کہتے ہیں اب خواہ معلق ہو یا غیر معلق نذر کی دو قسم ہیں مطلق اور معین۔

سوال۔ نذر مطلق کا روزہ کسے کہتے ہیں اور نذر معین کا کسے براہ کرم دونوں کی تعریف بیان فرمائیں۔

جواب۔ اگر روزہ رکھنا کسی خاص دن خاص ماہ خاص سال کے ساتھ معین نہیں کیا یوں کہا کہ مجھ پر کسی ایک دن یا کسی ایک ماہ یا کسی ایک سال کا اللہ کے لئے ماہ رجب کا روزہ رکھنا لازم ہے تو اس کو صوم نذر معین کہتے ہیں۔ صوم نذر معین کے احکام مستقل طور پر آگے بکھے جائیں گے یہاں صوم نذر مطلق کے احکام درج کئے جاتے ہیں۔

سوال۔ صوم نذر مطلق کا کیا حکم ہے مثلاً کسی نے ایک غیر معین ماہ کے روزے بولے ان کو لگاتار رکھے یا متفرق طور پر۔

جواب۔ اگر ان روزوں کی نذر میں یہ بھی مانا ہے کہ لگاتار رکھوں گا تو پے درپے روزے رکھنے لازم ہوں گے یہ اس طرح لازم ہوں گے کہ اگر بیچ میں ایک روزہ بھی ناغہ ہو گیا تو پھر از سر نو تمام روزے رکھنے ہوں گے اور اگر منت مانتے وقت یہ قید نہیں لگائی کہ میں ان کو لگاتار رکھوں گا تو اس پر لازم نہیں کہ لگاتار رکھے تبس روزے البتہ اس کے ذمہ ضرور لازم ہیں اس کو اختیار ہے کہ ان کو لگاتار رکھ کر پورا کرے یا متفرق طور پر رکھے۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر کسی نے مطلقاً ایک سال کے روزے بولے تو اس پر بارہ مہینہ کے روزے فرض ہوں گے یا رمضان کا ایک مہینہ منہا کر کے گیارہ مہینے کے روزے فرض ہوں گے۔

جواب۔ کامل بارہ ماہ کے روزے فرض ہونگے کیونکہ ان میں اتصال کی قید نہیں ان روزوں کو متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے تو درمیان میں رمضان کے آنے کا سوال ہی نہیں کہ جس کو منہا کیا جائے ہاں لگاتار ایک سال کے روزے رکھنے کی منت مانی ہے تو بیچ میں رمضان کا حائل ہونا لازمی ہے پس یہ منہا ہو جائیگا صرف گیارہ مہینہ کے روزے لازم ہوں گے کیونکہ رمضان خود اللہ تعالیٰ کے فرض روزوں کے لئے مقرر ہے یہ تحت نذر نہیں آسکتا لہذا اس کے علاوہ گیارہ ماہ کے روزے رکھنا اس کے ذمہ لازم ہوں گے۔ (ہدایہ۔ عنایہ۔ فتح القدیر ص ۱۳۱)

سوال۔ اگر بغیر شرط تتابع ایک سال کے روزے بولے یعنی سال کے پے در پے روزے رکھنے کی منت نہیں مانی ایسی صورت میں بعض روزے آیام ممنوعہ یعنی عید بقر عید میں رکھے گا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ جائز نہیں کیونکہ اس کے ذمہ کامل روزے رکھنا لازم ہوئے ہیں پھر ناقص کیوں رکھے۔ (ہدایہ۔ فتح القدیر ص ۱۳۲)

سوال۔ زبان سے نکل گیا مہینہ بھر کا روزہ مگر نیت تھی ایک دن کا روزہ بولنے کی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ مہینہ بھر ہی کا روزہ رکھنا لازم ہوگا کیونکہ نذر میں زبان سے بولنے کا اعتبار ہے نیت کافی نہیں تلفظ ضروری ہے اسی پر حکم ہے۔

(عالمگیری قاضی خاں الاستبہاء والنظایر)

سوال۔ اگر کسی نے دل میں نیت کی اور زبان سے کچھ بھی نہ کہا تو کیا نذر

نہ ہوگی۔

جواب۔ نہیں کیونکہ اس میں زبان سے بولنا شرط ہے شاید اسی وجہ سے آڑو زبان میں نذر کے روزہ کو بولا ہوا روزہ کہتے ہیں۔

سوال۔ نذر مطلق بشرط تتابع میں لگاتار روزے کیوں لازم ہوئے۔

جواب۔ اسلئے کہ تتابع منصوص ہو گیا ہے اس کا لحاظ ضروری ہے (عالمگیری ص ۲۲۲)

(شامی ص ۱۴۲)

سوال۔ صوم نذر مطلق میں نیت کا وقت کب ہے۔

جواب۔ رات کو۔ (در مختار۔ تنویر)

سوال۔ نیت کس طرح کرے۔

جواب۔ نیت کی میں نے اللہ کے لئے نذر کے روزے رکھنے کی۔

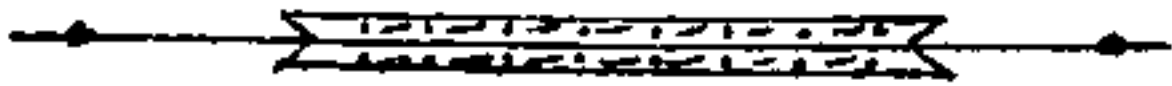
سوال۔ کسی نے کہا کہ اگر میں اچھا ہو گیا تو حج کروں گا یہ نہ کہا کہ مجھ پر اللہ کے لئے حج کرنا لازم ہے تو کیا یہ صحیح نذر ہوگی یا بدون (للشعلی) کہ نذر نہیں ہوگی۔

جواب۔ نذر معلق میں صحیح ہے غیر معلق میں درست نہیں چونکہ یہاں

نذر معلق ہے لہذا حج واجب ہوگا۔ (عالمگیری ص ۲۲۳)

بھرا الرائق میں ہے کسی نے کہا میں حج کروں گا تو اس پر کچھ نہیں اور کہا کہ

اگر میں اچھا ہو جاؤں گا تو حج کروں گا تو حج لازم ہوگا (بھرا الرائق ص ۳۲۰)



## صوم نذر معین

# بارہواں فرض روزہ

## نذر معین کا

سوال کیا نذر معین کا روزہ بھی فرض ہے۔

جواب۔ جی ہاں فرض ہے اسی آیت کریمہ ولینفوا نذوا ماھم سے جس سے نذر مطلق کا روزہ فرض ہوا۔ اس کی فرضیت بھی ثابت ہے۔

سوال۔ نذر معین کا روزہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ اگر روزہ رکھنے کو خاص دن خاص ماہ خاص سال کے ساتھ مقرر کر دیا ہے مثلاً یوں کہا ہے کہ میں نے اللہ کے لئے جمعرات یا رجب یا آئندہ سال ۱۳۴۹ء کا روزہ بولا تو اس کو صوم نذر معین کہتے ہیں۔

سوال۔ نذر معین کا روزہ مثلاً رجب کے مہینہ کا روزہ بولا تو کیا ان کو لگاتار رکھے۔

جواب۔ جی ہاں لگاتار رکھے کیونکہ معین مہینہ کے سب ایام علی الاتصال ہیں لہذا مجبوراً روزے بھی لگاتار رکھنے ہوں گے مگر بیچ میں کوئی ناغہ ہو جائے گا تو اس صورت میں از سر نو روزے نہیں رکھنے ہوں گے آگے سے سلسلہ شروع کر دے جو روزہ نافذ ہو گیا بعد میں اس کی قضا کر لے اس کے مقابل وہ صورت ہے کہ مطلقاً کسی غیر معین ایک ماہ کے روزے بولے تو ان کو متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے لیکن بشرط تتابع ان روزوں کو بولا ہے یعنی یوں کہا مسلسل

رکھوں گا تو اب لگاتار رکھنے ہوں گے اگر بیچ میں ایک بھی نافہ ہو جائے گا تو  
 تمام روزے از سر نو شروع کرنے ہوں گے کیونکہ یہاں نتائج منصوص ہے اس  
 کا لحاظ ضروری ہے لہذا بولے ہوئے وصف کے ساتھ ادائیگی لازم ہے وصف  
 میں خلل آنے سے از سر نو شروع کرنا ہوگا۔ (عالمگیری - فتح القدر، ۱۰۲، ۱۰۳،  
 سوال - بولایہ تھا کہ رجب کے کامل روزے رکھوں گا مگر یہ مہینہ ایتیس کا ہوا  
 تو ایک روزہ کم ہونے کے سبب کیا اس کی قضا کرے۔

جواب - قضا نہیں معین مہینہ خواہ ایتیس کا ہو یا تیس کا جتنے بھی دن کا ہو گا اتنے  
 ہی دن کے روزے رکھنے لازم ہونگے ہاں مطلقاً بلا تعین کسی ایک ماہ کے روزے  
 بولے تھے تو اس کے ذمہ کامل تیس روزے رکھنے فرض ہوں گے ان روزوں  
 کو اگر اس نے ماہ رجب میں شروع کیا وہ ایتیس کا ہو گیا تو ایک روزہ کی قضا  
 لازم ہوگی کیونکہ ایک کی کمی رہی ہے حکم اس صورت کا ہے کہ بغیر نامزد کے مطلقاً  
 تین ماہ کے روزے بولے مگر ان کو سوال - ذی القعد - ذی الحجہ میں رکھا سوال  
 مثلاً ایتیس کا ہوا تو بعد میں اس کمی کو پورا کرنا ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں ص ۲۱۰،  
 سوال - اگر کسی نے سال رواں یا ماہ رواں میں کہا کہ مجھ پر اللہ کے لئے اس  
 سال یا ماہ کے روزے لازم ہیں تو کتنے روزے رکھنے اس پر لازم ہوں گے۔

جواب - جتنے دن ماہ اور سال میں باقی رہ گئے ہیں ان ایام کے روزے اس پر  
 لازم ہونگے جو دن گزر گئے ان ایام ماضیہ کے روزے اس پر لازم نہیں۔

(عالمگیری - شامی - فتح القدر، ۱۰۲، ۱۰۳)

سوال - اگر وقت معین سے پہلے روزہ رکھ لیا تو اس روزہ سے نذر ادا ہو  
 یا نہیں مثلاً جمعرات کا روزہ بولایا رجب کا مگر رجب اور جمعرات کے آنے سے  
 پہلے ہی روزہ رکھ لیا تو یہ نذر پوری ہوتی یا نہیں۔

جواب۔ نذر پوری ہوگئی وقت کی قید ضروری نہیں منہ سے الفاظ نذر کا بولنا سبب نذر ہے وہ پایا گیا جو فی الحال موجود ہے پس سبب پائے جانے کے بعد یہ روزے رکھے گئے لہذا روزے ادا ہو گئے قربت اصل روزہ میں ہے وقت کی قید نذر ہوگئی ہاں اگر روزوں کو کسی شرط کے ساتھ مقید کیا ہے مثلاً کہا کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو گیا تو میں نے اللہ کے لئے روزہ بولا اگر اس روزہ کو مریض کے اچھا ہونے سے پہلے رکھ لیا تو یہ نذر کا روزہ نہ ہوا اچھا ہونے کے بعد پھر رکھنا ہوگا کیونکہ یہ شرط ہے کہ سبب پہلے نہ تھا اب متحقق ہوا اسی طرح اگر وقت معین کے روزہ کی نذر کو بھی بطور شرط بولے گا تو اس صورت میں اگر وقت معین سے قبل روزہ رکھے گا تو نذر کا روزہ نہیں ہوگا مثلاً یوں کہا کہ جب رجب آئے تو مجھ پر اللہ کے لئے اس کے روزے لازم ہیں۔ تو اس صورت میں رجب سے پہلے روزے رکھنے جائز نہیں ہوں گے پس ایک صورت میں رجب سے پہلے جائز اور ایک میں جائز نہیں = (در مختار۔ شامی ص ۱۴۲۔ بحر الرائق ص ۲۲۰) سوال۔ جس صورت میں رجب سے پہلے روزے رکھنے جائز ہیں اس صورت میں اگر پہلے روزے رکھے اور وہ مہینہ انتیس کا تھا بعد میں رجب آیا وہ تیس کا ہوا تو کیا ایک روزہ جو کم ہوا اس کی قضا لازم ہے۔

جواب۔ جی ہاں قضا لازم ہے۔ (فتح القدير۔ شامی ص ۱۴۲)

سوال۔ نذر معین کے روزہ کی نیت کا وقت کب تک ہے۔

جواب۔ ضحہ کبریٰ سے پہلے پہلے ہے مگر بہتر یہ ہے کہ رات ہی کو نیت کرے (تنویر در مختار ص ۱۱۱)

سوال۔ کس طرح نیت کرے۔

جواب۔ نیت کی میں نے جمعرات کے بولے ہوئے روزہ کی اللہ کے واسطے۔



سوال۔ روزہ کے علاوہ کسی اور شے کی بھی نذر مانی جاسکتی ہے۔  
 جواب۔ جی ہاں نماز۔ حج۔ صدقات۔ اعتکاف وغیرہ کی بھی نذریں مانی  
 جاسکتی ہیں۔

سوال۔ براہ کرم نذر کے متعلق کوئی ضابطہ بیان فرمائیں کہ نذر کے کیا شرائط  
 ہیں تاکہ اصول معلوم ہو کہ نذر کن چیزوں کی صحیح ہے اور کن صورتوں میں نادرست۔  
 جواب۔ نذر کے لئے چند شرطیں ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) نذر جس چیز کی بولی جائے شرط ہے کہ اس کی جنس سے کوئی چیز واجب  
 بھی ہو تو عبادت مریض کی نذر صحیح نہیں کیونکہ اس کی جنس سے کوئی عبادت  
 فرض واجب نہیں یہ قید ایسے لگائی تاکہ اتباع ہو نہ ابتداء۔

(۲) وہ چیز مقصود لذاتہ ہو کسی دوسری عبادت کا وسیلہ نہ ہو پس وضو کی  
 نذر صحیح نہیں یہ نماز کا وسیلہ ہے مقصود لذاتہ نہیں۔

(۳) دوسرے وہ چیز خود واجب اور فرض نہ ہو تو نماز ظہر کی نذر صحیح نہیں  
 کہ یہ خود فرض ہے۔

(۴) وہ شے گناہ فی نفس نہ ہو لہذا عید بقر عید اور ایام تشریق کے دنوں  
 کی روزے کی نذر صحیح ہوگی کہ ان دنوں میں روزہ تو رکھنا گناہ ہے مگر یہ گناہ فی  
 نفس نہیں بلکہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی صیافت کے ترک اور اعراض کی وجہ  
 سے منع ہے تو یہ ممنوع لغیرہ ہوا پس اس کی نذر فی حد ذاتہ صحیح ہے عارض کی وجہ  
 سے نہ رکھے بعد میں قضا کرے ہاں قتل کی نذر صحیح نہیں کہ یہ فی نفس گناہ ہے۔  
 (۵) وہ شے محال نہ ہو لہذا گذرے ہوئے کل کی نذر صحیح نہیں۔

(نور الایضاح۔ مرافی الفلاح ص ۳۷۸)

سوال۔ کیا نذر میں ثواب ہے۔

جواب۔ بیشک ثواب ہے کیونکہ یہ عبادت ہے۔

## صوم قضا کے نذر تیرہ ہواں فرض روزہ

### قضا کے نذر کا

سوال۔ قضا کے نذر کے روزے بھی کیا فرض ہیں۔

جواب۔ جی ہاں اس کا سبب بھی نذر ہی ہے اور نذر سے روزہ فرض ہوتا ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویسوفو انذوس ہم تو یہ روزہ بھی فرض ہے قضا

کی فرضیت کی وہی دلیل ہے جو اصل کی ہے۔ (ماخوذ از شامی ص ۱۶۲)

سوال۔ صوم قضا کے نذر کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ وقت معین کے بولے ہوئے روزے جو وقت پر نہ ادا ہو سکے اس

کی قضا میں جو روزہ رکھا جائے گا اس کو صوم قضا کے نذر کہتے ہیں کیونکہ قضا

وقت سے عبادت کے فوت ہونے پر لازم آتی ہے لہذا نذر معین میں قضا لازم ہوگی کیونکہ اس میں وقت مقرر اور معین ہے۔ بجز نذر مطلق کے کہ اس میں کوئی وقت کی قید نہیں مطلق عن القید کو جب چاہے رکھے ادا ہی ہوگا قضا نہیں۔ سوال۔ وہ کونسی نذر کی صورتیں ہیں جن میں قضا لازم آتی ہے اس کی تفصیل سے بھی آگاہ فرمائیں۔

جواب۔ مندرجہ ذیل صورتوں میں قضا لازم آتی ہے۔

(۱) اگر کسی نے ایام نہیہ یعنی عید بقر عید ایام تشریق یعنی گیارہ بارہ تیرہ ذی الحجہ کے دنوں کے روزے بولے تو باعتبار اصل روزہ کے نذر صحیح ہوگی مگر اللہ تعالیٰ کی صیافت سے روگردانی کے سبب شروع کرنا گناہ ہے لہذا ان دنوں میں چھوڑ دے۔ بعد میں ان کو قضا کرنا واجب ہے اور اگر ان دنوں میں روزے رکھ لے تو عہدہ برآہ ہو جائے گا۔ مگر فعل حرام کے ساتھ۔

(۲) کسی نے نذر بولی کہ اس سنہ رواں کے روزے مجھ پر اللہ کے لئے فرض ہیں تو بھی پانچ روزے ایام نہیہ کے قضا کرنا لازم ہوگا۔ ہاں ایام ممنوعہ کے گزرنے کے بعد روزے بولے تو اب قضا لازم نہیں یہی حکم کسی معین سال کے روزوں کی منت کا ہے کہ صرف ایام نہیہ کے پانچ دن کی قضا لازم ہوگی۔

دس مطلق سال کے روزے بولے مگر بشرط متابع تو اس صورت میں بھی صرف پانچ روزے ایام ممنوعہ کے قضا کرنے لازم ہوں گے۔ (درمختار فہم) (۱۴) کسی نے شوال۔ ذی القعدہ۔ ذی الحجہ تین ماہ کے روزوں کی منت مانی تو اس میں بھی صرف پانچ دن کے روزے ایام نہیہ کے قضا کرنے لازم ہوں گے (رقاضی خاں ص ۱۲۰)

(۵) اگر عورت نے جمعرات کے دن کی شرط کے ساتھ روزہ کی منت مانی  
مگر اس دن حیض آگیا تو ایک دن کی قضا لازم ہے حیض کے دن ہرگز روزہ نہ  
رکھے۔ (قاضی خاں ص ۲۱۷)

(۶) معین سال کے روزوں کی منت میں بھی صرف ایام منہیہ کے پانچ  
دن کے روزوں کی قضا لازم ہوگی۔

(۷) مطلق تین ماہ کے روزے بولے تھے ادا ہوگی کے لئے اس نے

سوال۔ ذی القعدہ۔ ذی الحجہ کو مقرر کیا سوال کا مہینہ اسیس کا ہے تو چھ روزے  
کی قضا اس کی ذمہ لازم ہوگی تو ایک روزہ اسیس والے مہینہ میں جو کم ہے اسکی  
اور پانچ ایام منوعہ کے دنوں کی کل چھ دنوں کی قضا لازم ہوگی۔ (عالمگیری)  
سوال۔ مطلق بشرط تابع میں ایام منہیہ کے پانچ روزوں کی قضا جو لازم  
آئے گی تو ان کو مشرق طور پر بھی ادا کر سکتا ہے یا قضا میں بھی لگاتار روزے  
رکھے۔

جواب۔ جی ہاں لگاتار روزے رکھے گا ان پانچ روزوں کی قضا میں بھی  
تابع لازم ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ص ۲۱۸) (ہدایہ ص ۱۰۲)

سوال۔ اگر عورت نے معین سال کا روزہ بولا تو کیا حیض کی قضا لازم ہے  
جواب۔ جی ہاں لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھ پر اللہ کے لئے ہر جمعرات کا روزہ رکھنا لازم  
ہے مگر ایک جمعرات کا روزہ ناغہ ہو گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس نذر کی قضا لازم ہے اور اگر اس نذر سے قسم کا ارادہ کیا تھا تو  
کفارہ ادا کرے پھر اگر دوسری جمعرات کا روزہ بھی ناغہ کیا تو اب کفارہ نہیں  
ایک مرتبہ عانت ہو گیا دوسری مرتبہ عانت نہیں ہوگا۔ (عالمگیری۔ مجموع الفتاویٰ ص ۲۱۸)

سوال۔ اگر شیخ فانی ہونے کے سبب قضا سے عاجز ہو گیا تو کیا حکم ہے۔  
 جواب۔ ہر دن کے بدلے ایک مسکن کو صدقہ نظر کی مقدار دے۔ (عالمگیری)  
 سوال۔ ماہِ رجب کی نذر معین مانی مگر کسی وجہ سے رجب میں روزہ نہ رکھ سکا  
 تو اس کی قضا کو متفرق طور پر ادا کرے یا لگاتار روزہ رکھے۔  
 جواب۔ ہر طرح اختیار ہے۔ (عالمگیری ص ۲۲۳)

## صوم میں مطلق یعنی چودہ ہواں فرض روزہ میں مطلق کا

سوال۔ کیا قسم کا روزہ بھی فرض ہے۔  
 جواب۔ جی ہاں فرض ہے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قد فرض اللہ  
 علیکم تحلۃ ایما نکم۔

سوال۔ میں یعنی قسم کا روزہ کسے کہتے ہیں۔  
 جواب۔ قسم کھا کر جو شخص اپنے اوپر روزہ لازم کر لیتا ہے اس لازم شدہ  
 روزہ کو میں کا روزہ کہتے ہیں عربی میں میں قسم کو کہتے ہیں مثلاً یوں کہا بخدا  
 یعنی اللہ کی قسم میں ایک مہینہ کے روزے رکھوں گا۔ تو اس قسم سے اس پر  
 ایک ماہ کے روزے رکھنے لازم ہوں گے (طحطاوی ص ۳۵)

سوال۔ نذر سے بھی روزہ لازم آتا ہے۔ اور قسم سے بھی دونوں میں وجہ

فرق کیا ہے۔

جواب۔ نذر کے ترک میں قضا ہے یمین کے ترک میں کفارہ۔

وجیات الصائمین عن حاشیہ شیخ الاسلام علی تشریح الوتاریہ

سوال۔ یمین کے روزوں کے کتنی قسمیں ہیں۔

جواب۔ دو قسم ہیں مطلق۔ معین۔ معین میں خاص وقت میں روزہ رکھنے کی قسم ہوتی ہے مطلق میں یہ کوئی قید نہیں مثلاً یوں کہا و اللہ میں ایک ماہ کے روز رکھوں گا یہ یمین مطلق ہے۔ (نور الایضاح ص ۲۵۲۔ طحاوی ص ۲۵۰)

سوال۔ کیا قسم کا احتمال الفاظ نذر میں بھی ہو سکتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں نذر قسم کے معنی کو محتمل ہے کیونکہ نذر میں ایجاب مباح ہے تو اس کی ضد جو نذر سے قبل حلال و مباح تھی وہ حرام ہو گئی یہ تحریم حلال ہی قسم ہے بقولہ تعالیٰ (لم تحرم ما احل اللہ لك)

سوال۔ جب نذر میں معنی قسم بھی ہیں تو کیا ہو سکتا ہے کہ اگر نذر نہ ادا کر سکا تو کفارہ یمین ادا کر دے قضا لازم نہ آئے۔

جواب۔ کہیں قضا لازم آتی ہے کہیں کفارہ کہیں دونوں صورت ممکنہ سمجھنے کے لئے ذیل کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) نذر کا لفظ تو زبان سے نکالا مگر قسم اور نذر دونوں میں سے کسی

ایک کی بھی نیت نہیں کی۔

(۲) یا نیت تو کی مگر صرف نذر کی نیت کی۔

(۳) نذر کی نیت کی مگر اس کے ساتھ قسم کی نیت کی بھی نیت کر لی اور

تصریح کر دی کہ قسم مراد نہیں۔ مذکورہ بالا تین صورتوں میں یمین نہیں صرف نذر ہے اس کا یہ حکم ہے کہ ادا کرے ورنہ قضا لازم ہو کفارہ نہیں یہ نہیں کرنا ہے

تو یہ کفارہ دیکر فارغ ہو جائے اب رہ گئی باقی تین اور صورتیں وہ یہ ہیں۔  
 (۴) نذر کا لفظ بولا اور قسم کی نیت کی اور بصراحت نذر کی نفی بھی کر دی کہ  
 اس لفظ سے صرف قسم ہی میری مراد ہے۔ نذر نہیں۔  
 یہ صورت بالاجماع صرف قسم ہی کی ہوگی اس سے نذر مراد نہیں ہوگی اس  
 میں کفارہ لازم ہوگا۔ اگر ادا نہ کیا۔

(۵) لفظ تو نذر کا ہے اور اس میں نیت قسم اور نذر دونوں کی کی۔  
 (۶) بولا تو لفظ نذر کا مگر نیت صرف قسم کی کی۔ نذر کی نیت اور عدم نیت  
 سے کوئی تعرض ہی نہیں کیا دو صورتوں میں نذر اور یمین دونوں لازم ہوں گے  
 تو اگر روزہ نہ رکھا تو دونوں کے احکام جاری ہوں گے قضا بھی لازم ہوگی جو  
 نذر اور کفارہ لازم ہوگا جو یمین (مطہادی) ص ۲۸۱

سوال۔ کیا نذر کی سکیں کچھ اور بھی ہیں جو بمعنی یمین ہیں۔  
 جواب۔ جی ہاں ہیں۔ اگر گناہ کی نذر مانی تو یہ بھی یمین ہے کفارہ یمین لازم ہوگا  
 اگر کسی ایسی شے پر نذر کو موقوف کیا جس کو یہ کرنا نہیں چاہتا مثلاً کسی ہو کلام کرنا پسند  
 نہیں یا کسی کے گھر جانا نہیں چاہتا تو صرف کلام اور گھر میں جانے سے اپنے  
 کو روکنے اور منع کرنے کے قصد سے یوں نذر معلق مانی کہ اگر فلاں سے کلام  
 کروں یا فلاں کے گھر جاؤں تو مجھ پر روزہ لازم تو یہ بھی بمعنی یمین ہے کفارہ یمین  
 لازم ہوگا اگر گھر گیا یا کلام کیا۔ کسی امر حال پر نذر معلق کر لینے سے بھی کفارہ یمین  
 لازم ہوگا۔ رفع القہر وانما مرانی الفلاح ص ۳۶۹

سوال۔ یمین مطلق کے روزے لگاتار رکھے یا متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے۔  
 جواب۔ اس کا حکم نذر مطلق کا سا ہے متفرق بھی رکھ سکتا ہے مگر شرط تابع  
 کے ساتھ مقید کیا ہے تو لگاتار رکھے گا مثلاً یوں کہا کہ واللہ ایک مہینہ کے روزے

رکھوں گا تو ان کو متفرق بھی رکھ سکتا ہے اور اگر یوں کہا کہ واللہ ایک ماہ کے لگاتار روزے رکھوں گا تو لگاتار ایک ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے اگر بیچ میں ایک دن کا بھی روزہ نافذ ہو گیا تو از سر نو پھر تمام روزے رکھنے ہونگے  
(مرآتی الفلاح ص ۳۷۵ شامی ص ۱۱۵ عالمگیری ص ۲۱۵)

سوال۔ یمن مطلق کے روزہ کی نیت کا وقت کب ہے۔

جواب۔ رات کو ہے۔

سوال۔ نیت کس طرح کرے۔

جواب۔ میں نے نیت کی کل یمن مطلق کے روزہ رکھنے کی اللہ کے واسطے۔

سوال۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھ پر اللہ کے لئے ہے کہ میں اس دن شکرانہ میں

روزہ رکھوں جس دن فلاں شخص سفر سے واپس آئے اس سے قسم کا ارادہ کیا

وہ شخص رمضان میں آیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ اس پر کفارہ بیعتی قضا نہیں ہے کیونکہ آنے کے دن کی شرط پوری

نہیں ہو سکی یعنی روزہ شکر نہیں رکھے گا۔ کیونکہ وقت نیت نہیں آیا ہاں

وقت نیت سے پہلے آگیا اور یہ نیت شکر اس نے روزہ رکھ لیا تو قسم پوری

ہو گئی کیونکہ یہی نیت تھی البتہ یہ روزہ رمضان کا ہی ہوگا جیسا کہ یہ نیت نفل

کوئی رمضان میں روزہ رکھے تو وہ رمضان ہی کا ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں ص ۲۱۵)



## صوم مہینہ معین

# پندرہواں فرض روزہ

## مہینہ معین کا

سوال۔ کیا مہینہ معین کا روزہ بھی فرض ہے۔

جواب۔ جی ہاں فرض ہے بقولہ تعالیٰ قد فرض اللہ علیکم تحلۃ ایامکم۔  
سوال۔ مہینہ معین کا روزہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ جو شخص وقت خاص میں روزہ رکھنے کی قسم کھائے اس مہینہ وقت کے روزہ کو مہینہ معین کا روزہ کہتے ہیں مثلاً جمعرات یا رجب یا مہینہ سال کے روزوں کی قسم کھائی تو مہینہ معین ہے۔

سوال۔ مہینہ معین کے روزوں کو لگاتار رکھے یا متفرق طور پر۔

جواب۔ لگاتار رکھے گا مگر بیچ میں کوئی روزہ نافذ ہو جائے گا تو اسے سب تو تمام روزے نہیں رکھنے ہوں گے اس کے تمام احکام مثل نذر معین کے ہیں جو نافذ ہو جائے اس کا کفارہ ہے باقی روزوں کا سلسلہ آگے سے شروع کرے۔  
سوال۔ آیام ممنوعہ کے روزہ کی قسم کھائی تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ کفارہ ادا کرے۔

سوال۔ مہینہ معین کی نیت کا وقت کب تک ہے۔

جواب۔ صبحوۃ کبریٰ کے قبل تک ہے مگر رات میں نیت کرنا افضل ہے۔

سوال۔ نیت کس طرح کرے۔  
جواب۔ نیت کی میں نے کل بمین معین کے روزہ رکھنے کی اللہ کے واسطے۔

## باب دوم

### واجب روزوں کے بیان میں

واجب روزہ

### صوم التطوع بعد الشرع

سوال۔ صوم التطوع بعد الشرع کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ نفل روزہ شروع ہونے کے بعد کو کہتے ہیں۔

سوال۔ کیا نفل روزہ بھی شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں واجب ہو جاتا ہے رومن الواجب صوم التطوع بعد الشرع

(شامی ص ۱۱۳)

سوال۔ نفل روزہ رکھا تھا کہ آج کسی مسلمان بھائی نے اس کی دعوت کر دی

تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ افطار نہ کرے دعوت قبول کر کے دعوت کرنے والے کے

گھر جائے اور دعا کر کے واپس چلا آئے یا اس کے گھر میں نماز پڑھے

تاکہ اس کی برکت حاضرین اور اہل خانہ کو پہنچے حدیث میں ہے۔

اد ادعی احدکم الی طعام فلیجب

جس وقت بھی تم میں سے کسی کی دعوت کی جائے

فان کان مفطرا فلیأکل وان

قبول کرو پس سو اگر روزہ نہیں ہے تو کھاپی لو

کان صائما فلیصل براتی الفلاح

اور اگر روزہ سے ہو تو دعا دو۔

فلیصل کے معنی ٹھٹھاوی میں یہ بھی لکھے ہیں کہ نماز پڑھو چاہئے کہ روزہ کا عذر

پیش کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ تاکہ گھر میں برکت ہو اور تمہارے بلانے

کا نفع اس کو پہنچے۔ اگر دعوت میں کھانا نہ کھانے سے دعوت کرنے والے کو

ایدار پہنچے تو روزہ توڑ کر اس کے خاطر کھانا کھا لو مگر یہ روزہ واجب

ہو گیا تھا اس لئے بعد میں اس کی قضا کی جائے لیکن زوال سے پہلے انظار

کر سکتا ہے زوال کے بعد نہیں۔ مگر باپ کا حق زیادہ ہے تو ان کی خاطر

عصر کے وقت تک بھی روزہ توڑ سکتا ہے پھر نہیں۔ (مراتی الفلاح ص ۳۷۷)

سوال۔ اگر میزبان نفل روزہ رکھے ہوئے ہے اور مہمان کی یہ خوشی ہے کہ گھر

والا میزبان میرے ساتھ کھانا کھائے تو کیا یہ روزہ توڑ سکتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں توڑ سکتا ہے مگر اسی تفصیل کے ساتھ جس کا بیان ابھی اوپر

گذرا۔ (مراتی الفلاح ص ۳۷۷)

سوال۔ نفل روزہ کی نیت کا وقت کب تک ہے۔

جواب۔ ضحوة کبریٰ تک یعنی نصف النہار شرعی تک۔

سوال۔ کیا قلب مسلم میں خوشی پہنچانے کیلئے روزہ توڑنے میں کچھ ثواب ہے۔

جواب۔ جی ہاں ثواب ہے حدیث شریف میں ہے

من افطر لحق اخیہ یکتب لہ ثواب

جس نے اپنے بھائی کے حق اخوت کی وجہ سے

صوم الف یوم و متی قضی یوماً یکتب

روزہ افطار کیا اس کو ایک ہزار روزوں کا

لما ثواب صوم الفی یوم۔ ثواب لیگا اور جس دن قضا کرے گا اس کے لئے

دو ہزار روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

(مراتی الفلاح ص ۳۷۷)

سوال۔ یہ تو معلوم ہو گیا کہ ضیانت نفل روزہ توڑنے کے لئے عذر ہے اس کے علاوہ نفل روزہ کو بلا عذر توڑنا کیسا ہے۔

جواب۔ مکروہ تحریمی ہے (طحطاوی) ص ۳۷۶

## واجب روزہ صوم قضا نفل

سوال۔ صوم قضا نفل کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ کسی نے نفل روزہ رکھا وہ ٹوٹ گیا تو اس کے عوض جو روزہ رکھا

جاتا ہے اس کو صوم قضا نفل کہتے ہیں۔

سوال۔ کیا یہ روزہ بھی واجب ہے۔

(شامی ص ۱۱۳)

جواب۔ جی ہاں یہ روزہ بھی واجب ہے

سوال۔ اچھا رمضان کے ہونے نہ ہونے میں شک ہے اس شک کے دن

میں کسی نے نفل روزہ رکھا اس نسبت سے کہ اگر رمضان ہو گیا تو یہ روزہ رمضان

کا ہو جائے گا ورنہ نفل ہے۔ ابھی یہ روزہ پورا نہیں کرنے پایا تھا کہ اس نفل کے

روزہ کو توڑ دیا تو کیا اس نفل کی بھی قضا ہوگی۔

جواب نہیں اسلئے کہ اس میں استقاط فرض کی بھی نیت ہے اور قضا اس نفل کی ہے جس میں استقاط کی نیت نہ ہو خالص نفل ہی کی قصد سے روزہ شروع کر کے لازم کیا جائے وہ یہاں نہیں اسلئے تو نماز بھی واجب نہیں (روزہ مختارہ شامی ۱۲۲) سوال۔ اگر کسی نے کسی واجب یا فرض روزہ کو اس گمان پر شروع کیا کہ یہ میری ذمہ لازم ہے بعد شروع معلوم ہوا کہ اس کے ذمہ کوئی روزہ فرض نہیں جب فرض نہیں تو یہ روزہ نفل ہو رہا تھا اگر اس کو توڑ دیا تو کیا حکم ہے کیا اس کی قضا بھی واجب ہوگی۔

جواب۔ فوراً توڑ دیا تو اس کی بھی قضا نہیں کیونکہ یہ بھی استقاط فرض کے لئے رکھا جا رہا تھا قصداً نفل کی نیت سے یہ روزہ نہیں رکھا گیا (شامی ۱۲۲) سوال۔ اگر فوراً نہیں توڑا معلوم ہونے کے کچھ دیر بعد توڑا کیا حکم ہے۔ جواب۔ اب قضا لازم آئیگی۔

سوال۔ اگر عیدین یا آیام شریف میں نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو کیا حکم ہے کیا اس کی قضا کرے گا یہاں تو قصداً بہ نیت نفل ہی روزہ رکھا ہے۔

جواب۔ بیشک یہاں قصداً بہ نیت نفل روزہ رکھا ہے کوئی استقاط فرض کی نیت شامل نہیں مگر اس روزہ کی بھی قضا نہیں کیونکہ ان آیام میں روزہ رکھنا منع ہے تو اس کی حفاظت اور صیانت لازم نہیں یہ تو گناہ ہونے کے سبب اس قابل ہے کہ اس کو مٹایا جائے اس خلافت شرع فعل کی قضا کیا جب

اداری درست نہیں تو قضا کیسی رہدایہ ص ۱۰۵

سوال۔ قضا نفل کے روزہ کی نیت کا وقت کیا ہے۔

جواب۔ رات ہے۔

سوال۔ کس طرح نیت کرے۔

جواب۔ میں نے نیت کی کل فلاں نفل روزہ کے قضا رکھنے کی اللہ کے واسطے۔

## واجب روزہ

### صوم اعتکاف المنذور

سوال۔ صوم اعتکاف المنذور کسے کہتے ہیں (یعنی بولے ہوئے اعتکاف کا روزہ) جواب۔ کسی نے اعتکاف کی نذر مانی تو اس اعتکاف میں روزہ رکھنا بھی لازم آتا ہے جو اس اعتکاف کے لئے شرط ہے اسی لازمی روزہ کو صوم اعتکاف المنذور کہتے ہیں۔ یعنی نذر کے اعتکاف کا روزہ۔  
سوال۔ کیا یہ روزہ بھی واجب ہے۔

جواب۔ جی ہاں واجب ہے۔

سوال۔ اگر کسی نے رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اس اعتکاف کے لئے رمضان کا فرض روزہ کافی ہو جائے گا۔

جواب۔ جی ہاں کافی ہو جائیگا۔ (رشامی۔ عالمگیری ص ۲۲۷)

سوال۔ اگر رمضان میں یہ شخص نہ روزے رکھ سکے نہ اعتکاف کر سکے بعد میں دو دنوں کی قضا لازم ہوگی تو کیا اس قضا کے اعتکاف میں اسی رمضان کے قضا روزے کافی ہو جائیں گے۔

جواب۔ جی ہاں اس اعتکاف کی قضا میں اسی رمضان کے قضا روزہ کافی ہو جائے گا۔

کیونکہ قضا ادا کا خلف ہے اصل کے ساتھ جائز تو اس کی قضا کے ساتھ بھی جائز  
لیکن ہاں اس قضا، اعتکاف کو دوسرے رمضان میں رکھنا چاہئے تو اس رمضان  
کے روزہ اس کے لئے کافی نہیں ہوں گے۔ (درمختار ص ۱۷۹)

سوال۔ کسی مہینہ کا کسی نے اعتکاف بولا تو کیا وہ اعتکاف کسی اور فرض اور واجب  
روزہ کے ساتھ بھی ادا ہو سکتا ہے یا اس کے لئے خاص روزہ رکھنے ہوں گے  
جواب۔ اس کے لئے خاص ہی روزہ رکھنے ہوں گے۔ یہی اس کے لئے  
واجب ہے صرف رمضان کی نذر میں شرف کی وجہ سے رمضان کے روزہ اور  
قضا کے روزوں کے ساتھ کہ وہ ادا کا خلف ہے جائز کر دیا گیا تھا ورنہ کوئی  
بھی نذر کا اعتکاف کسی فرض واجب روزہ کے ساتھ جائز نہیں اس کا اپنا  
علیحدہ ہی روزہ ہے جس کو صوم اعتکاف مندور کہتے ہیں اسی واجب روزہ  
کے ساتھ یہ واجب اعتکاف ادا ہو سکتا ہے۔ (درمختار شامی ص ۱۷۹)

سوال۔ اگر کسی نے تین دن کی اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اس میں رات بھی  
شامل ہے۔

جواب۔ جی ہاں شامل ہے جب متعدد دنوں کی نذر مانی جائے گی تو رات  
دن دونوں شامل ہوں گے لہذا تین دن رات کا اعتکاف واجب ہوگا۔  
بحر الرائق ص ۲۲۸

سوال۔ اگر کسی نے صرف رات کا اعتکاف بولا تو کیا یہ صحیح ہے۔  
جواب۔ یہ صحیح نہیں کیونکہ نذر کے اعتکاف میں روزہ واجب ہے اور رات  
روزہ کا محل نہیں لہذا نذر صحیح نہیں۔

سوال۔ اگر تین دن کا اعتکاف بولا اور یہ صریح کر دی کہ میری مراد صرف دن  
ہے رات نہیں تو کیا یہ نیت صحیح ہوگی۔

جواب۔ جی ہاں صحیح ہوگی اس صورت میں صرف دن ہی کا اعتکاف واجب ہوگا۔ (سبح الرائق ص ۳۲۸)

سوال۔ اگر کسی ایک دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اس میں رات بھی شامل ہے۔

جواب۔ نہیں اس صورت میں صرف دن ہی کا اعتکاف واجب ہوگا۔

سوال۔ یہ شخص کس وقت مسجد میں اعتکاف کے لئے جائے۔

جواب۔ قبل طلوع فجر جائے اور بعد غروب گھر واپس آئے۔ (سبح الرائق ص ۳۲۸)

سوال۔ اگر اعتکاف رات دن کا یوں ہے تو پھر اعتکاف کب سے شروع کرے دن سے یا رات سے۔

جواب۔ اس اعتکاف کی ابتداء رات سے ہوگی کیونکہ دن سے پہلے

رات آتی ہے دیکھو رمضان میں روزہ سے پہلے تراویح شروع ہو جاتی

ہیں لہذا قبل غروب آفتاب مسجد میں حاضر ہو جائے اور نذر کے آخری

دن بعد غروب گھر واپس ہو۔ (سبح الرائق ص ۳۲۹)

سوال۔ اگر اعتکاف کے تمام دنوں میں جنون اور بے ہوشی رہی تو کیا

حکم ہے۔

جواب۔ نیت نہ ہونے کی وجہ سے روزہ نہیں ہوا تو اعتکاف نہ ہوا کیونکہ

روزہ اس اعتکاف کے لئے شرط ہے لہذا بعد صحت دونوں کی قضا کر

(در مختار۔ شامی) ص ۱۸۶

سوال۔ نذر کے اعتکاف کے روزے لگاتار رکھے یا متفرق بھی رکھ

سکتا ہے۔

جواب۔ لگاتار اعتکاف کے ساتھ رکھے گا بشرطیکہ تصریح نہ کر دی ہو عدم



تتابع کی ورنہ پھر متفرق بھی رکھ سکتا ہے۔ (مراتی الفلاح) ص ۳۷۵  
سوال۔ اگر کسی نے مطلق ایک غیر معین کے اعتکاف کی نذر مانی تو کیا اب  
بھی اعتکاف کے روزے متتابع یعنی مسلسل رکھنے ہوں گے۔

جواب۔ جی ہاں مسلسل رکھنے ہوں گے مطلق میں متتابع کی شرط لگائی ہو  
یا نہیں بہر صورت متتابع اعتکاف کے ساتھ لازم ہے بیچ میں اگر ناغہ ہو گیا  
تو از سر نو شروع کرنے ہوں گے (بحر الرائق) ص ۳۲۶

سوال۔ اگر عورت نے ایک ماہ کے منذور اعتکاف کے روزے رکھنے شروع  
کئے تھے کہ حیض و نفاس آ گیا تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ ان دنوں کی قضا کرے اور مہینہ سے فارغ ہوتے ہی متصل ہی  
پھر شروع کر دے ورنہ از سر نو سلسلہ شروع کرنا ہوگا۔ اور جن دنوں میں ناغہ  
ہوا ہے اُس دن کے اعتکاف اور روزہ دونوں کی قضا کرے۔ (بحر الرائق) ص ۲۲۲  
سوال۔ اگر معین مہینہ یعنی مثل ماہ رجب کے اعتکاف کی نذر کی تو بیچ میں ناغہ  
ہونے سے کیا از سر نو سلسلہ شروع کرنا ہوگا۔

جواب۔ نہیں جتنا ناغہ ہوا اسی کی قضا کرے۔ (بحر الرائق) ص ۳۲۶  
سوال۔ اس کی نیت کس طرح کرے۔

جواب۔ زبان سے کہے نیت کی میں نے اعتکاف نذر کی اللہ کے واسطے  
سوال۔ یہ اعتکاف کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے۔

جواب۔ بلا عذر مسجد سے باہر نکلنے سے جماع سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے  
نیز روزہ ٹوٹ جانے سے بھی اعتکاف نذر ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ روزہ شرط ہے۔  
سوال۔ کیا نذر کے اعتکاف کے لئے زبان سے بولنا بھی شرط ہے۔

جواب۔ جی ہاں زبان سے بولنا شرط ہے۔ (در مختار ص ۱۸۶ فتاویٰ بزازیہ)

# باب سوم

## نوافل روزوں کے بیان میں

سوال۔ نوافل کے روزہ سے کیا مراد ہے اور اس میں کیا اجر و ثواب ہے۔  
 جواب۔ فرض اور واجب کے علاوہ جتنے بھی روزہ ہیں وہ سب نفل کہلاتے  
 ہیں ان میں دنوں اور ہفتوں کے روزے علیحدہ علیحدہ لکھے جائیں گے ان کے  
 علاوہ وہ اعمال بھی مستند کتابوں سے درج کئے جاتے ہیں جو روزوں کے  
 ساتھ مشروط ہیں اور جو مشروط نہیں ہیں ان کو بھی ضمناً لکھا جائے گا تاکہ مخلوق  
 الہی کو زیادہ سے زیادہ نفع پہنچے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد  
 فرمایا من استطاع ان ینفع اخاه فلیفعل (جتنا بھی ہو سکے اپنے بھائی کو  
 نفع پہنچا۔ بہر حال نفل روزوں میں بعض روزہ مسنون ہیں بعض مستحب اور  
 بعض مکروہ غرضکہ اس باب میں سب کا بیان تفصیل کے ساتھ کیا جائے گا۔  
 مکروہ روزوں سے اجتناب کیا جائے باقی نوافل کو رغبت اور شوق کے  
 ساتھ اختیار کیا جائے کہ ایک روزہ گناہوں سے کمال درجہ بعد اور  
 دوری کی اہلیت پیدا کر دیتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی نے اللہ  
 کی رضا کے لئے ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور  
 کر دے گا جتنا کہ کو اجب سے کہ سچہ تھا اڑتا رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر  
 مرا۔ غور کرو کس قدر مسافت بعیدہ طے کی ہوگی۔ اس میں اشارہ ہے کہ  
 جہنم میں لیجانے والی تہنہ خواہشوں اور گناہوں سے بعد اور دوری کی صلا

اس درجہ حاصل ہوئی ہے اور عفت کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے  
نفل روزہ رکھنے والی کو زمین بھر سونا بھی دیا جائے تو اس کو اس کا پورا اجر نہیں  
ملا اس کا ثواب تو قیامت ہی کو ملے گا۔

اس سے پہلے بیان فرائض کا ہو تو اب ضروری ہوا کہ نوافل کا بھی بیان  
ہوتا کہ قرب فرائض کے بعد انسان نوافل کے ذریعہ بھی خدا کا قرب حاصل  
کرے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ جب بندہ نوافل پر ہمیشگی کرتا ہے تو خدا  
فرماتا ہے کہ میں اس کے کان آنکھ ہاتھ پاؤں ہو جاتا ہوں بجائے ان کے  
اس کی حاجت روائی خود خدا کرتا ہے اعضا نور الہی میں بیست اور فنا ہو جانے  
میں تمام وسائل و اسباب نظر سے اٹھ جاتے ہیں مولیٰ سے اتنا قرب حاصل  
ہو گیا کہ واسطہ گوش و چشم بھی درمیان میں نہیں رہا ہے

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن نہ دہم

گوش را حدیث تو کشیدن نہ دہم

پس نفل روزہ رکھ کر اس مقام قرب کو بھی حاصل کرنا چاہئے۔

سوال۔ کیا نفل روزے اور ادا اور وظائف اور اعمال میں بھی کام آتے ہیں۔

جواب۔ جی ہاں روزہ سے عمل کی تاثیر قوی ہو جاتی ہے مولانا داغدغ کا شفی  
رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حرز الامان میں تحریر فرماتے ہیں رزے باید کہ در روز عمل  
روزہ دار بود کہ روزہ در اجابت دعوات و حصول مرادات مدخل تمام است  
و در اخبار وارد شدہ است کہ دعائے روزہ دار مرد و نسی شود۔ اگر اس کے  
ساتھ مناسب آیات و اذکار و اسماء الہی سے بھی توسل پکڑے اور وجود نفعی  
کے ساتھ رقی و عذری وجود کو بھی شامل کر لے اور پہلے کچھ صدقہ بھی دیدے تو  
عمل نہایت درجہ قوی اور سریع الاثر ہو جاتا ہے۔ جمع تہمت اور پوری تو جب

کے ساتھ عمل کرے انشاء اللہ تعالیٰ مراد حاصل ہوگی۔ احقر انشاء اللہ موقعہ بموقعہ اعمال بھی درج کرتا رہے گا۔ اب احقر نفل روزوں کا بیان شروع کرتا ہوں

## ہر ماہ کے تین روزے

سوال۔ کیا ہر ماہ میں تین روزے رکھنا مستحب ہے۔

جواب۔ جی ہاں مستحب ہے (نور الایضاح) ص ۳۵۰

سوال۔ ان کے بارہ میں کوئی حدیث ہے اور ان کا کیا ثواب ہے۔

جواب۔ جی ہاں ان کے بارہ میں حدیث ہے اور ان کا ثواب عمر بھر کے روزوں

کا ثواب ہے بخاری شریف میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَصِمُّ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثًا أَيَّامًا فَإِنَّ

الْحَسَنَةَ لِعِشْرَةِ امْتَا لَهَا وَذَلِكَ

مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ

ہر نیکی دس گنا ہونے کی وجہ میں تین دن کے روزے تیس دن یعنی پورے

ایک ماہ کے روزے کے برابر ہو گئے اگر اسی طرح ہر مہینہ رکھتا چلا گیا تو گویا

تمام عمر روزہ ہی میں رہا۔

سوال۔ ان تین روزوں کو کن تاریخوں اور کن دنوں میں رکھے۔

جواب۔ انکار کذا بارہ طریقہ سے ثابت ہے جو ذیل میں درج کئے جاتے

ہیں جس طرح چاہے رکھے سب مسنون ہیں۔

(۱) اول غیر معین کہ سارے ماہ میں جب چاہے رکھ لے۔

(۲) شروع مہینہ میں پہلی تاریخ سے تیسری تک۔

(۳) وسط ماہ میں یعنی تیرہویں۔ چودھویں۔ پندرہویں تاریخ میں۔

(۴) تین روزے اخیر مہینہ میں۔

(۵) ہفتہ۔ اتوار۔ پیر کا روزہ۔ کسی بار پہلے مہینہ میں۔

(۶) منگل۔ بدھ۔ جمعرات کا روزہ۔ کسی بار دوسرے مہینہ میں۔

(۷) اول انکی یعنی ابتدا دو شنبہ سے ہو یعنی پیر۔ منگل۔ بدھ۔ کا روزہ۔

کہ پیر سے تبرک ہے

(۸) اول ان کا پنج شنبہ ہو جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ کا روزہ۔ کیونکہ جمعرات

کا دن متبرک ہے۔

(۹) نوچندی پیر اور دو جمعراتیں۔

(۱۰) نوچندی جمعرات اور دو پیریں۔

(۱۱) پیر۔ جمعرات اور پھر پیر دوسرے ہفتہ کی۔

(۱۲) ہر عشرہ میں ایک روزہ۔

## ایامِ بیض کے روزے

سوال۔ ایامِ بیض کے روزہ کیسے ہیں۔

جواب۔ مستحب و مستحب ہیں اول تو ہر ماہ میں تین روزہ رکھنا مستحب

ہے اور پھر ان کا ایامِ بیض میں ہونا مندوب در مندوب جس نے مہینہ میں تین

روزہ رکھے ایک مستحب ادا کیا اور جس نے ان کو ایامِ بیض میں رکھا دو مستحب

ادا کئے (نور الایضاح۔ مرقی الفلاح ص ۳۵)

سوال۔ ایامِ بیض سے کونسی تاریخیں مراد ہیں۔

جواب۔ مواہب میں ہے ہر مہینہ کی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ تاریخوں کے دن اس سے مراد ہیں ان کو بیض اس لئے کہتے ہیں کہ بیض کے معنی ہیں سفید اور روشن کے یہ بیض کی جمع ہے چونکہ ان دنوں کی راتیں اول سے آخر تک چاندنی اور سفید اور روشن رہتی ہیں اسلئے مطلب یہ ہوا کہ یہ دن کی طرح اپنی راتوں کے روشن کنندہ ہیں۔ یا اسلئے بیض کہتے ہیں کہ ان دنوں کے روزے گناہوں کو دور کرتے ہیں اور دنوں کو روشن کرتے ہیں یا اسلئے بیض کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جب بہشت سے اترے تو ان کا تمام بدن سیاہ ہو گیا تھا جب توبہ قبول ہوئی تو حکم ہوا کہ ان تین دنوں میں تین روزہ رکھو جب تیر ہویں گے روزہ رکھا تو ان کا تھائی بدن سفید اور روشن ہو گیا جب چودھویں گے روزہ رکھا تو دو تھائی اور پندرھویں گے روزہ رکھا تو تمام بدن سفید اور روشن ہو گیا مرقی الفلاح میں حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ان دنوں کے روزوں کا حکم دیتے تھے اور فرمایا کہ یہ مثل صیام الیوم ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سفر اور حضر میں کبھی نہیں چھوڑا۔ نسائی شریف میں ہے

مکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
لا یفطر ایام البیض فی حضر ولا سفر۔

سفر اور حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ایام بیض کے روزے ہمیشہ رکھتے تھے۔

مشکوٰۃ بحوالہ نسائی

ایام بیض کے روزے تنویر قلب میں اکیر ہیں اور پھر عمر بھر کے روزوں کے برابر ہیں گویا تمام عمر کے روزوں کی تنویر تھا ان روزوں میں ہے۔ پھر سنت اور عمل مصطفیٰ کا نور مزید برآں مواہب میں ہے کہ اکثر کسوف ان ہی تاریخوں میں ہوتا ہے پس اللہ سے دعا کہ ہمارا قلب گرہن میں نہ آئے ہمیشہ منور رہے۔ سوال۔ کیا ذی الحجہ کے مہینہ میں بھی ایام بیض کے یہ تینوں روزہ رکھ سکتا ہے۔

جواب۔ ذی الحجہ کی تیرہ تاریخ کو روزہ رکھنا منع ہے۔ اسلئے تیرہ تاریخ کو روزہ نہیں رکھا جائے گا لہذا ابتداء تیرہ سے نہ کرے نحر اور تشریق کے دنوں کو چھوڑ کر جب چاہے تین روزہ رکھ لے۔

سوال۔ کوئی عمل بھی اگر ایامِ برص برص و جذام کے لئے عملِ مجرب ہیں کرنے کا ہو تو وہ بھی ارشاد فرمائیں۔

جواب۔ ان دنوں میں ایک عملِ جذام اور برص کے لئے کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ تین دن روزے رکھے وقتِ افطار ستاون بار یا مجید پڑھ کر دُعا کرے یا اللہ جس طرح آپ نے ان روزوں کی برکت سے جسمِ آدم کو صاف کیا میرے جسم کو بھی پاک صاف کر دیجئے۔ پانی پر دم کر کے اس سے افطار کرے انشاءً صحت ہوگی۔

## صیام الدھر

یعنی

### ہمیشہ روزہ رکھنا

سوال۔ ہمیشہ یعنی عمر بھر روزہ رکھنا کیسا ہے۔

جواب۔ درمختار میں ہے کہ مکروہ ہے ایسے روزے رکھنے والوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ (لا صام ولا افطر) کہ اس نے نہ روزہ ہی رکھا نہ افطار کیا کیونکہ برابر رکھتے ہوئے ایک عادت ہو جائے گی تو روزہ ایک رسمی اور عادی چیز بن جائیگی تکلیف اور مشقت

محسوس نہ ہوگی حالانکہ عبادت کی بنا مخالفت عادت پر ہے جو ایک ریاضت ہے اور وہ تکلیف ہے جس کے ساتھ مزید ثواب متعلق ہے۔ (لا افطر) نہ افطار کیا جو کھاتا پیتا تو راحت و آرام حاصل کرتا پھر حال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے انکار لطیف ضرور محسوس ہوتا ہے ابن الہمام نے لکھا ہے کہ صوم الدہر مکر وہ ہے اس کی علت بیان کی کہ یہ روزہ ضعیف کرتے ہیں اور طبعی اور عادت چیر بن کر رہ جاتے ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ مکر وہ ہے مگر اس وقت کہ عیدین اور ایام تشریق کے روزے نہ چھوڑے اگر ان ممنوع روزوں کا لحاظ کرتا ہے ان کو نہیں رکھتا تو پھر صیام الدہر میں کوئی مضائقہ نہیں یہی فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر ایام منہیہ میں افطار کرتا ہے تو پھر باقی تمام دنوں میں روزہ رکھتا ہے تو کوئی حرج نہیں اگر ایام ممنوعہ کے ساتھ ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو پھر حقیقت میں لا صام ولا افطر کا مصداق ہوا ممانعت کی وجہ سے نہ روزہ ہی ہوا نہ افطار ہی رہا۔ اگر ان ایام ممنوعہ کو منہا کر کے روزہ رکھتا ہے تو اس پر کوئی انکار وارد نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت ابو طلحہ انصاری اور حضرت حمزہ ابن عمر اسلمی ہمیشہ روزے رکھتے تھے ایام ممنوعہ کے علاوہ تو کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہیں فرمایا نیز مرقات میں بھی سے یہ حدیث منقول ہے من صام اللدھر ضیقت علیہ جہنم جو صایم الدھر ہوا اس پر دوزخ کو تنگ کر دیا جائے گا سو یہ دوزخ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور اس میں کوئی بھی جگہ اور گنجائش اس کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ بعض نے کہا کہ یہ حدیث حکمی صیام الدہر کی فضیلت میں ہے نہ کہ حقیقی صیام الدہر کے بارے میں جیسا کہ ہر ماہ کے تین روزے وغیرہ ہیں۔



خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی رکھتا ہے تو اس پر انکار نہیں بشرطیکہ آیام ممنوعہ یعنی عید بقبر عید ایام تشریق میں نہ رکھے یا ایسا ضعف لاحق ہو جائے کہ جو حقوق کی ادائیگی سے مانع ہو تو پھر بیشک مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

## وصال کے روزے

سوال۔ وصال کا روزہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ طے کے روزے کو کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ رات میں روزہ افطار نہ کرے دو روزے یا زیادہ اس طرح رکھے کہ درمیان میں شرب کو افطار نہ ہو روزہ کو روزہ سے ملا دے اور پے در پے روزہ رکھتا چلا جائے۔

سوال۔ وصال کے روزہ کے بارہ میں کیا حکم ہے۔

جواب۔ نور الایضاح میں ہے کہ مکروہ ہے اشعة اللمعات میں ہے کہ اس کے کراہت تنزیہی اور تحریمی میں اختلاف ہے۔ مگر صحیح قول یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے صوم وصال صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے جب آپ نے منع کیا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ بھی تو وصال فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا یا ایکہ مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ولیستقینی (مشکوٰۃ) ص ۸۶

تم میں کون ہے میری مثل میں رات گزارتا ہوں اس حال میں کہ میرا رب مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اس طعام اور شراب سے کیا مراد ہے اس میں مختلف اقوال ہیں مختار یہ ہے کہ اس سے مراد غذا و روحانی ہے قرب حق تعالیٰ میں لذت مناجات معارف اور فیضان الہی اس قدر قلب اقدس

پر وارد ہوتا تھا کہ غذائے جسمانی اور اس کے لوازمات سے دنوں استغنی  
رہتے اور کچھ اس استغنا کا نمونہ تو مجازی محبت میں بھی حاصل ہو جاتا ہے  
چہ جائیکہ محبت حقیقی اور حضوری میں مسرت معنوی جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کو حاصل تھی اس میں عالم کے اندر کوئی حضور کا شریک و ہمہم نہیں۔ مگر امت کو  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا لہذا ہم کو وصال کا روزہ رکھنا  
مکروہ ہے اشعۃ اللمعات میں ہے کہ اہل سلوک کو ریاضت نفس پر اگر حرص  
و رغبت زیادہ ہے تو ایک چلو پانی سے ضرور افطار کر لے تاکہ وصال کی  
حقیقت سے نکل جائے اور فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ہو۔

## صوم داود

سوال۔ صوم داود کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ ایک دن روزہ رکھنا ایک دن چھوڑنا یعنی بیچ میں ایک دن  
ناغذہ کر کے روزے رکھتے ہوئے چلے جانا اس کو صوم داود کہتے ہیں۔

سوال۔ اس کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ یہ افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب پسندیدہ  
روزہ ہے حدیث شریف میں ہے۔

اللہ کے محبوب ترین روزے صیام داود

احب الصیام الی اللہ صیام داود

ہیں اور محبوب ترین نماز نماز داود ہے

واحب الصلوٰۃ الی اللہ صلاۃ داود

وہ نصف رات سوتے اور نہائی شب میں اٹھتے

کان ینام نصفہ ویقوم ثلثا وینام

اور پھر چھپے حصے میں سو جا اور ایک دن افطار کرتے تھے

سدسہ وکان یفطر یوما ویصوم یوما

اور ایک دن روزہ رکھتے تھے۔

مراتی الفلاح بحوالہ ابوداؤد

نماز تہجد کے بعد سونے میں نماز فجر کے لئے مزید طاقت اور نشاط اور موت حاصل کرنا ہے اور بیچ میں روزہ نافذ کر کے دوسرے روزہ کے لئے قوی ہوتا ہے

## صوم فی سبیل اللہ

سوال۔ صوم فی سبیل کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ جہاد میں یا طلب علم طہج عمرہ کے راستہ میں یا اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نفل روزہ رکھنے کو صوم فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ (مرقات)

سوال۔ اس کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ یہ روزہ مستحب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ رکھا اس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کی برابر ایک خندق حائل کر دی گویا اللہ تعالیٰ نے اتنی مسافت پر دوزخ کو اس سے دور کر دیا۔ (مشکوٰۃ)

## صوم ختم القرآن

سوال۔ صوم ختم القرآن کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ جس دن ختم قرآن ہو اس دن کے روزہ کو صوم ختم القرآن کہتے ہیں۔

سوال۔ یہ روزہ کیسا ہے۔

جواب۔ مستحب ہے طلحہ بن مصرف سیب بن رافع جلیب بن ابی ثابت جیسے

جلیل القدر تابعین ختم قرآن کے دن روزہ رکھتے تھے۔ (روایستحب صیام یوم الختم)

(اذکار نووی) ص ۴۹۔

سوال۔ قرآن کتنے دن میں ختم کرے۔

جواب۔ اس میں مختلف عادتیں بہتر یہ ہے کہ بخاری شریف کی اس حدیث پر عمل کرے کہ۔

صم کل شہر ثلاثا یا م واقرا  
القرآن فی کل شہر  
ہر ماہ کے تین روزے رکھو اور ایک ماہ میں ختم قرآن کر۔

قرآن میں تیس پارے ہیں ہر دن ایک پارہ پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہوگا کہ اکثر تاریخ معلوم کرنے کے لئے کسی سے پوچھنے یا کیلنڈر دیکھنے کی حاجت نہیں ہوگی پہلی تاریخ کو پہلا پارہ دوسری کو دوسرا تیسری کو تیسرا پارہ شروع ہوگا تو یہ شخص اپنی تلاوت کے پارہ سے معلوم کر لے گا کہ آج کونسی تاریخ ہے مثلاً آج تیسرا پارہ اس کا شروع ہے تو آج بلا تکلف بتلاوے گا کہ تیسری تاریخ ہے علی ہذا القیاس اور اگر زیادہ ہمت ہے تو ہر ہفتہ میں ایک ختم قرآن کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقراء فی کل سبع لیلال مرة ولا تزد علی ذالک تنفق علیہ۔

## صیام اربعین

یعنی

### چاند کے روزے

سوال۔ صیام اربعین کسے کہتے ہیں۔ اور اس کا کیا حکم ہے۔  
جواب۔ چالیس دن کے روزے کو کہتے ہیں خلاصہ اور خزانة المفتیین میں ہے کہ یہ مکروہ ہے فتاویٰ برازیہ میں ہے کہ جہاں جو چاند میں روزہ رکھتے ہیں مکروہ ہے یہ صوم نصاریٰ سے ہے اسی طرح نصیب میں ہے مگر چالیس دن کے

روزوں کا ثبوت قرآن پاک سے ہے۔ احقر محمد محمود عرض کرتا ہے کہ حضرت  
 موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے جب کتاب توریت دینے کا وعدہ فرمایا  
 تو ان سے اللہ تعالیٰ نے ایک چلہ روزوں کا پورا کرایا نیز حدیث شریف میں ہے  
 من اخلص اللہ اربعین صباحاً لہم تینا بیع الحکمة من قلبہ علی لسانہ  
 انشاء اللہ چلہ کرنے والوں کے قلب سے حکمت الہیہ کے چشمے پھوٹ نکلیں گے۔  
 اور بہت سے اولیاء کرام کا اس پر عمل رہا ہے۔

## عمل اربعین

سوال۔ اگر چلہ میں کوئی عمل اور وظیفہ پڑھنے کا ہو تو وہ بھی تحریر فرمائیں۔  
 جواب۔ ایک عمل کیا بہت سے امور کے لئے چلہ ہوتا ہے چند اعمال  
 درج ذیل ہیں۔

## برائے تحصیل علوم و معارف صدیقیہ و مخفیہ

پاک لباس اور طہارت کاملہ کے ساتھ چالیس  
 دن روزے رکھے روزے کی ابتداء جمعہ کے  
 دن سے ہو اور ہر روزہ کا افطار رزق حلال  
 و معارف

پر ہو سوتے وقت سات مرتبہ سورہ والشمس سات مرتبہ سورہ والضحیٰ سات  
 مرتبہ الم نشرح سات مرتبہ قل اللہم اناک الملائک ربنا بغیر حساب  
 پڑھ کر یوں دعا مانگے۔

اللہم انی استملک بقراتک و سبطانک و تسخیرک کل شیء یا ارحم

یا صمد یا وتر یا حی یا قیوم اسئلک ان تصلى علی سیدنا محمد والہ  
ان تصیری العلم الذی سرى عن کثیر من خلقت واکرمت بہ کثیرا  
ممن عبادک وتغیننی بہ عن سواک فانک مالک الملک وبلدک  
بیدک مقالید السموات والارض انک علی کل شیء قدیر  
اللہ تعالیٰ اس کو کوئی عالم یا مرشد یا ولی یا عامل وغیرہ غیب سے ایسا عطا  
فرمائے گا جس سے مخفی علوم اور اسرار حاصل ہوں گے۔

**مغرب عمل برائے نزول** | چالیس دن کا روزہ رکھے اور اسم اللہ کا ورد  
انوار و تجلیات الہیہ و اس جگہ میں اس طرح کرے کہ خالی اور تنہا مکان  
انکشاف عالم غیب میں بیٹھ کر جو اس ظاہری کو بند کرے تاکہ فیض  
باطن مفتوح ہو زبان کوتالو سے لگائے پھر اللہ اللہ کی تکرار دل سے کرے  
تمام چلہ کے اندر مصروفیت اسی میں رہے یہاں تک کہ نور و ذکر تمام باطن کو  
روشن اور منور کر دے اور تمام اعضاء میں اس کا نور پھیل جائے پھر آنکھوں  
میں وہ روشنی پیدا ہوگی کہ جو کچھ خواب میں دیکھتا ہے عالم مثال کے عجائب و  
غرائب بیداری میں مشاہدہ کرے گا ارواح انبیاء اولیا اور ملائکہ اس پر ظاہر  
ہوں گے ملکوت السموات والارض اس پر آشکارا ہوگا بعض اکابر سے  
منقول ہے انھوں نے ایک طالب صادق کو دیکھ کر فرمایا کہ تجھ کو کوئی ایسی  
چیز سکھلا دوں جو تیرے لئے غایت درجہ مفید اور تجھ کو اس درجہ پر پہنچا دے  
کہ اس سے اوپر کوئی درجہ متصور نہ ہو عرض کیا فرمائے ارشاد ہوا کہ ہمیشہ اللہ اللہ  
کہتے رہو اور ایک سال میں تین بار سے کم نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ اظہارِ غیرہ

کے ساتھ التذکھوسات دن تک اس طرح اس کی تکرار کرو کہ اس کے سوا کوئی  
 کلمہ ضرورت بلا ضرورت زبان پر نہ لاؤ روزہ حلال شے پر افطار کرو رات میں  
 جس قدر ہو سکے بیدار رہو ایک ہفتہ کے بعد عجائب زمین اس پر ظاہر ہونگے  
 اسی طرح سات دن مشغول رہو تو آسمان کے عجائب ظاہر ہوں گے پھر اس  
 سات دن کے عمل کے بعد عجائب ملکوت منکشف ہونگے چالیس دن اگر  
 اس طرح تمام کر لئے تو مقامات رفیعہ اور کرامات عالیہ کا مالک ہو گا اور عالم  
 میں تصرف کرنے کی قوت اس کو حاصل ہوگی بعض اکابر نے کہا ہے کہ جو  
 کوئی اس اسم کو ہر روز ہزار بار پڑھے گا صاحب یقین اور ارباب تمکین میں  
 سے ہو گا ایک جماعت حرف نداء کے ساتھ یا اللہ پڑھتی ہے دوسری  
 جماعت صرف اسم اللہ کو بغیر حرف نداء کے اس کے ۶۶ عدد کے مطابق پڑھتی  
 ہے۔ بعض جملہ میں مراقبہ کرتے ہیں دس و د اور استغفار پڑھتے ہیں۔ بعض  
 اسماء الہی کی زکوٰۃ دیتے ہیں اور ان سے تعلق اور تخلق پیدا کرتے ہیں۔  
 حضرت کبیر الاولیاء نے چلہ کو شغل نفی خواطر میں صرف کیا چالیس رات تک کوئی خطہ آپ کے قلب میں پیدا نہیں ہوا۔

## چپ روزہ

سوال۔ چپ روزہ کسے کہتے ہیں  
 جواب۔ روزہ رکھے اور کسی سے باتیں نہ کرے روزہ میں عدم کلام کو اپنے اوپر لازم کرے  
 سوال۔ اس کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ ایسا روزہ رکھنا مکروہ ہے یہ صوم اہل کتاب تھا منسوخ ہو گیا۔  
 (نور الایضاح مراقی الفلاح)

سوال۔ روزہ میں بات کرنا کیسا ہے۔

جواب۔ اچھی بات کرنے سے روزہ منع نہیں کرتا اور بری باتوں سے ہر وقت روکا جاتا ہے۔

سوال۔ کیا روزہ میں مراقبہ کرنا اور سکوت میں رہنا جائز نہیں۔

جواب۔ جائز ہے اس سکوت سے منع کیا گیا ہے جس کو روزہ کارکن سمجھ کر اختیار کیا جائے کہ امساک عن الکلام بھی رکن ہے مثل امساک تلمذ کے اگر اس طرح کا اعتقاد نہیں کیا جاتا ہے تو منع نہیں بلکہ معارف حقائق الہیہ اور کونیہ یا مراقبہ اور ذکر قلبی و جفی میں مشغول ہونے کی وجہ میں سکوت ہے تو یہ بڑے پایہ کا سکوت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

مقام الرجل بالصمت افضل من سکوت، اور خاموشی کے ساتھ آدمی کا مقام

عبادۃ ستین سنتہ شکوۃ ۸۶ ساتھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

اگر تعلیم اور القائے خیر کے لئے بولتا ہے تو روزہ منع نہیں کرتا یہ سکوت سے بھی بہتر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا املاء الخیر خیر من السکو

یعنی نیک باتوں کا القاء کرنا سکوت سے بھی بہتر ہے۔ قرآن کریم میں ہے۔

وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا التَّحِيَّاتِ میرے بندوں سے فرمادیجئے کہ وہ اچھی

سے اچھی باتیں کریں۔ احسن

اگر گویائی کی کسی میں قوت نہیں عادتاً خاموش رہتا ہے تو یہ بھی مکروہ نہیں

## صوم مریم یعنی مریم روزہ

سوال۔ مریم روزہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ پندرہ رجب کے روزہ کا نام عورتوں نے رکھ چھوڑا ہے۔



سوال۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

جواب۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت بالسنتہ میں تحریر فرمایا کہ کتب احادیث میں نفیاً اثباتاً اس کا کوئی ذکر نہیں ابتداء اسلام میں جاری تھا تو اب منسوخ ہو گیا۔

## گرمی کے روزے

سوال۔ گرمی کے موسم میں روزہ رکھنا کیسا ہے۔

جواب۔ مستحب ہے دن کے طول اور گرمی کی وجہ میں ثواب زیادہ ہے۔  
(لطائف المعارف حیات الصائمین)

## صوم ایسروزوالمہرجان

سوال۔ مذکورہ بالا روزہ کسے کہتے ہیں۔

جواب۔ نئے دن کے روزہ کو کہتے ہیں کہ جس دن آفتاب برج حمل میں آتا ہے اور مہرجان وہ دن ہے کہ جس میں سورج برج میزان میں آتا ہے یہ دونوں فارسی یعنی ایرانیوں کے عید کے دن تھے۔ (مرآتی الفلاح)

سوال۔ ان میں روزہ رکھنا کیسا ہے۔

جواب۔ مکروہ ہے ہاں اس کی شکل بدل دے یعنی اس کے ایک دن پہلے یا بعد میں بھی روزہ رکھ لے یا اتفاقاً معتاد روزہ اس دن اُپڑے تو مکروہ نہیں۔ (لمحطاوی) ص ۳۵۱

اسی طرح اور بھی آگے روزے آئیں گے کہ تمنا مکروہ ہیں مگر ان کے ایک دن پہلے یا بعد روزہ رکھ کر شکل تبدیل کر دی جائے تو کراہت

جاتی رہتی ہے۔

## حرام روزے

سوال۔ حرام روزے کتنے ہیں۔

جواب۔ کل پانچ ہیں وہ یہ ہیں۔ عید الفطر کے دن کا روزہ۔ بقرہ کے دن کا روزہ۔ آیام تشریق یعنی گیارہ بارہ تیرہ ذی الحجہ کے دنوں کا روزہ۔

سوال۔ ان آیام میں روزہ رکھنا کیسا ہے۔

جواب۔ ان میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے جو قریب مجرام ہے بلکہ صاحب

برہان نے تو ان آیام میں روزہ رکھنے کو صراحت کے ساتھ حرام فرمایا یہ

دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر کرنے اور کھانے پینے کے لئے رکھے گئے

ہیں جو کوئی ان آیام میں روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ کی دعوت سے روگردانی کریگا

اور اس کے حکم کے مخالفت ہوگی جو حرام ہے۔ (مرآتی الفلاح) ۳۵

سوال۔ کیا ان آیام میں فقط نفل روزہ رکھنا ہی منع ہے یا واجب

روزہ رکھنا بھی منع ہے۔

جواب۔ سب روزے رکھنا ان آیام میں منع ہیں۔ (رشامی)

## مکروہ روزے

سوال۔ کیا مکروہ روزے بھی ہیں تو ان کو بھی بیان فرمائے تاکہ مزید معلوم

حاصل کر کے ان سے اجتناب کیا جائے۔

جواب۔ جی ہاں ہیں ان کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) ہفتہ۔ اتوار۔ عاشورہ کا تہنہ روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(۲) درمختار (رشامی) ۱۱۴

اس کا علاج یہ ہے کہ اس کی شکل بدل دے وہ اس طرح کہ اس کے ایک دن پہلے یا بعد کاروزہ اس کے ساتھ ملا دے تو کراہت جاتی رہتی ہے۔ ان روزوں کا بیان ابھی مہینوں اور دنوں کے روزوں کے بیان میں آتا ہے وہاں ملاحظہ فرمائے۔ نورالایضاح میں جمعہ کے تہار روزہ کو بھی مکروہ لکھا ہے مگر فتاویٰ قاضی خان نے لکھا ہے کہ کوئی مضائقہ نہیں اس کا مفصل ذکر جمعہ کے بیان میں آئے گا۔

(۲) عورت کا نفل یا واجب روزہ رکھنا بغیر اجازت شوہر کے مکروہ تنزیہی

ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اس کا علاج یہ ہے کہ عورت شوہر سے اجازت لیکر روزہ رکھے۔ یا شوہر بیمار ہو یا روزہ دار ہو یا بحالت احرام ہو تو اب روزہ رکھ سکتی ہے اس میں اجازت کی ضرورت نہیں اگرچہ منع کرے بہر حال اس روزہ کے کراہت دور کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں یا ان ایام مذکورہ میں روزہ رکھے یا شوہر سے اجازت لیکر رکھے ورنہ عورت کا روزہ مکروہ ہوگا مگر رمضان میں اجازت کی ضرورت نہیں اور نہ قضا کے رمضان میں اجازت کی ضرورت ہے کیونکہ اس کا وجوب منجانب اللہ ہے ہاں نفل اور واجب روزہ کہ جس کا وجوب عورت کی جانب سے ہو اس میں اجازت کی ضرورت ہے مثل صوم نذر صوم یمین کے بغیر اجازت شوہر مکروہ ہیں (حیات الصائمین)

(۳) مسافر کا روزہ رکھنا مکروہ ہے جبکہ سفر میں روزہ رکھنے سے

بے حال ہو جائے کیونکہ اس میں اہلاک نفس ہے ورنہ افضل ہے اگرچہ

رمضان کے سفر میں اس کو زحمت حاصل ہے۔

(۴) مزدور کا نفل روزہ بھی مکروہ ہے بغیر اس مالک کی اجازت کے

کہ جس کے یہاں اجرت پر کام کرتا ہے بشرطیکہ اس کے کام میں حرج ہو ورنہ نہیں (عالمگیری) ص ۲۱۱

اس کا علاج یہ ہے کہ یا تو اس کے کام میں حرج واقع نہ ہونے دے تو اجازت کی ضرورت نہیں اور اگر حرج واقع ہونے کا اندیشہ ہے تو اجازت کے ساتھ روزہ رکھے اور اگر روزہ رکھا کام میں حرج ہو اور اجازت بھی نہ لی۔ تو روزہ مکروہ ہوگا۔

(۵) شک کے دن کا روزہ بھی مکروہ ہے خواہ رمضان کی نیت سے رکھے یا کسی قضا اور واجب کی نیت سے یا اس تردد کے ساتھ رکھے کہ اگر رمضان ہو گیا تو رمضان ہے ورنہ نفل ہے یا قضا ہے یا کوئی اور واجب ہے ان سب صورتوں میں روزہ مکروہ ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اگر مضبوطی قلب کے ساتھ نیت کرنے پر قادر ہے تو فقط نفل ہی کی نیت سے روزہ رکھے تو کراہت نہیں۔ اور اگر تردد اور خلجان سے نیت کے وقت نجات نہیں ملتی تو روزہ نہ رکھے۔

(۶) حاجی کو میدان عرفات میں عرفہ کے دن یا یوم ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں) ص ۱۸۸

## مہینوں کے روزے

سوال۔ مناسب ہوگا کہ مہینوں میں سے ہر ماہ کے روزوں کا بیان علیحدہ علیحدہ تحریر فرمائیں اور اس امر پر بھی روشنی ڈالیں کہ کیا مہینوں اور دنوں اور اوقات فاضلہ میں کچھ اللہ تعالیٰ نے خواص رکھے ہیں۔

جواب۔ بیشک ان میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے خواص رکھے ہیں مکان اور زمان میں عجب عجب خواص ہوتے ہیں جو ناقابل انکار ہیں جن مہینوں اور دنوں اور اوقات اور مقامات پر جو دعائیں اذکار اور ادو ظائف طاعات اور عبادات معین ہیں ان کو ان معین اوقات اور مقامات پر

بجالانے میں جو منافع اور فوائد ہیں وہ غیر میں نہیں یہی حال ڈروں کا ہے لہذا دن اور مہینہ کے روزے جو شریعت سے ثابت ہیں ان کو ان ہی اوقات خاصہ میں ادا کرنے سے عجیب منافع حاصل ہونگے اس لئے احقر ہر مہینہ ہر دن کے علیحدہ علیحدہ روزے لکھا ہے اور جو خاص خاص اعمال ان میں بزرگوں سے وارد ہوئے ہیں ان کو بھی ہر ماہ و دن کے تحت درج کر دئے ہیں اگر روزوں کے ساتھ ان اعمال کو کیا جائے گا تو حصول مرادات کے لئے انشاء اللہ اکیسر ثابت ہوں گے۔ بارہ مہینوں میں سے ہر مہینہ اور دنوں میں سے ہر دن ایک خاص کام اور مہم کے لئے مخصوص ہے جو مطلب اور مہم جس ماہ اور جس دن کے ساتھ خاص ہے اس کے لئے اذکار بھی خاص ہیں مطالب اور مقامات کے موافق آیات اور اسماء الہی بھی خاص ہیں ان سب کا اجتماع عجیب نعمت ہے شیخ شرف الدین یونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لمحہ نورانیہ اور لمحہ روحانیہ میں تحریر فرماتے ہیں اس حدیث کے تحت ان لہر بکم فی ایام دھما کم نضات الا فتعروضوا لھا۔ کہ نضات سے مراد مناسب وقت اور مقصد کے مطابق اسم الہی ہے دعا کی قبولیت اور اعمال کی تاثیر کے لئے وقت اور زمانہ کو بڑا دخل ہے خصوصاً اوقات شرعیہ مثلاً ماہ رجب شعبان رمضان ذی الحجہ اور محرم کے عشرہ جمعہ اور عرفہ کا دن۔ ہجرت کا

وقت فرایض کے بعد شب قدر یہ اوقات ممتاز ہیں۔ اگر وقت کے لحاظ کے ساتھ شرائط اعمال کا بھی لحاظ رکھے تو مطلب انشاء اللہ بہت جلد حاصل ہوگا نفع عام کے لئے قلمی ریاض حزر الامان مللا واعظ حسین کاشفی سے نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) اگر کسی ہینہ میں کوئی عمل شروع کرنا ہو تو اس ماہ کا چاند دیکھنے کے وقت اذکار خمسہ ضرور پڑھے جو یہ ہے۔

سبحان اللہ والحمد لله وللا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم

(۲) اسی طرح اسماء الہیہ میں سے ہر ماہ کیلئے علیحدہ اسم ہے اس کو تعداد معین میں پڑھنا ہوگا جس کا ذکر ہر ماہ میں علیحدہ مع تعداد آئے گا۔

(۳) کسی کامل سے اجازت بھی حاصل کرے۔

(۴) گناہ کے لئے ہرگز عمل نہ کرے۔

(۵) اکل حلال بھی شرط ہے اکابر فرماتے ہیں کہ مشتبہ لقمہ بھی کھا لیا تو باطن میں چالیس دن تک ظلمت رہے گی۔ دعائیں کچھ اثر نہ ہوگا۔

(۶) عمل سے پہلے صدقہ دے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا عند المنکسرۃ قلوبکم پس فیضان الہی حاصل کرنے کے لئے صدقہ کو پورا دخل حاصل ہے شکستہ دلوں کی مسرت خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی مدعا جلد بر آئے گا۔

(۷) اگر عمل کو بہت قوی کرنا ہو تو ترک حیوانات بھی کرے مثلاً گوشت

چربی اور جو چیز بھی حیوانات سے حاصل ہوں سب کو چھوڑ دے مثلاً دودھ دہی گھی انڈا یہ سب محرکات نفس ہیں ان کے ترک میں روحانی قوت کا غلبہ ہوگا عالم پاک سے استغاضہ کی اہلیت حاصل ہوگی انشاء عمل میں بھی

پازاہن مولیٰ سگریٹ حقہ سے بھی احتراز کرے کہ ان کی بو سے ملائیکہ کو ایذا پہنچتی ہے۔

(۸) بھارت کاملہ کے ساتھ عمل شروع کرے یا وضو ہو اور اگر غسل کرے تو زیادہ عمدہ ہے۔ واللہ بحب المتطہین۔ نجاست باطنی و ظاہری سے کپڑے بھی پاک صاف ہوں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے روئیا بلس فطہن، یعنی نہ کسی ظاہری نجاست سے کپڑا نجس ہونہ حرام پیسے سے بنا ہونہ خرید کیا ہوا ہو جگہ بھی پاک ہونہ کوئی ظاہری نجاست اس پر ہونہ مفسوب زمین ہو بہتر ہو کہ مسجد ہو۔

(۹) عمل میں وقت کا بھی لحاظ رہے مثلاً اذان و اقامت کے درمیان فرض نماز کے بعد۔ نزول باران کے وقت۔ اس کے ساتھ وہ جگہ بھی شامل کر لی جائیں جو اجابت دعا کے لئے خاص ہیں تو نوسر علیٰ نوسر۔  
(۱۰) عمل میں رو قبیلہ ہو کر روزانہ یا چہار روزانہ ٹیچہ کر پڑھے وقت اشراق کوئی عمل پڑھے تو چہار روزانہ ٹیچہ پڑھنا ہی بہتر ہے۔  
(۱۱) ایک دفعہ کے عمل پر اکتفا نہ کرے تکرار رکھے جب تک کہ مراد حاصل نہ ہو۔

(۱۲) عمل کا اظہار کسی پر نہ کرے خواہ غریزہ ہو یا بیگانہ محرم ہوں یا نامحرم  
(۱۳) عمل شروع کرنے سے پہلے اور بعد میں اول آخر درود شریف اور یہ بھی شروع میں پڑھے۔ سبحان ربی العلیٰ الاعلیٰ الوہاب۔  
(۱۴) آیات و اسماء دو قسم پر ہیں۔ حصری۔ اطلاق۔

حصری وہ ہیں جن کے پڑھنے کی کوئی تعداد معین ہو ان کو اسی تعداد میں پڑھنا شرط ہے۔ اطلاق وہ ہیں۔ کہ جن کے پڑھنے کی تعداد معین نہیں ان کو

کمال یقین کے ساتھ جتنا بھی ہو سکے پڑھے پھر جو کچھ بھی پڑھے تجوید اور ترتیل اور مخارج کے لحاظ کے ساتھ پڑھے تاکہ معنی غلط نہ ہو جائیں۔ آواز زلیست نہ بندھ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا لا تجھربصلوٰتک ولا تخافتا بھا۔ (صلوٰۃ) کو اگر بعضی دعائیا جائے تو یہ مطلب بھی نکلے گا کہ درمیانی آواز سے دعا مانگو۔ قرأت دل اور زبان کی موافقت سے ہو۔ اسماء الہی کے ذکر کی تکرار میں صفات کمال پیش نظر ہوں۔ دعا اور عرض حاجات کے وقت الحاح و زاری بھی مستحب ہے۔ کم از کم تین بار تکرار ہو۔

(۱۵) عدد حصری میں اگر ایک وقت پوری تعداد نہیں پڑھ سکتا ہے تو مختلف اوقات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ دونوں وقتوں کے درمیان کلام۔ منام۔ ایشار طعام۔ اختلاط۔ اطفال و نساء و عوام سے پرہیز کرے۔

(۱۶) عدد حصری میں اگر پڑھنے کے دوران کلام کر لیا تو عمل باطل ہو جائے گا اور اگر اطلاق ہے تو کلام کی اجازت ہے مگر معتدب اثر نہ ہوگا لہذا بہتر ہے کہ از سر نو عمل شروع کرے۔

(۱۷) عامل کے لئے سب و شتم جھوٹ غیبت بہتان جعلی بخش کلام سے علیحدہ رہنا بھی ضروری ہے بلکہ ذکر و فکر مراقبہ میں مشغول رہنے والا ہو۔

(۱۸) عمل پڑھ کر دم کرے تو نفث کے طریقہ پر دم کرے۔

(۱۹) کلامی اعمال سے کتابی اعمال کا اثر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اس

کو وام اور بقا حاصل ہے۔ کتابت و قسم پر ہے۔ رسمی اور وقفی یعنی تجوید

اور نقوش کی شکل میں ہو تو وقفی ہے ورنہ رسمی۔

۲۰۔ قلم بھی جدید ہو و جب حرام سے خرید کی ہوئی نہ ہو سیاہی مناسب



ہو اعمالِ محبت میں سفید یا زرد یا سبز ہو اور اعمالِ عداوت میں سیاہ نیلی  
سرخ ہو یہ بھی وجہِ حلال سے ہو۔

(۲۱) جب تعویذ وغیرہ کچھ لکھو تو خوب توجہ کے ساتھ لکھو حروف اور خطوط  
اپنی وضعِ اصلی سے متغیر نہ ہوں بوقتِ کتابت تحریر پر نگاہ جمی رہے تاکہ توجہ  
تمام سے مقصد جلد بر آئے۔

(۲۲) توجہ اور جمع ہمت اعمال میں راس المال ہے۔

(۲۳) عمل کے وقت روزہ دار ہو کہ عمل میں اس سے زیادہ قوت  
حاصل ہوتی ہے پہلے ہی لکھا جا چکا ہے اور اب پھر مزید تاکید و توجہ کے  
لئے حزر الاماں سے لکھا جاتا ہے۔ می باید کہ در روز عمل روزہ دار بود کہ  
روزہ را در اجابت دعوات و حصول مرادات مدخل تمام است در اخبار  
وارو شدہ است کہ دعائے روزہ دار مرد و دینی شود۔

اب ہر مہینے کے خاص اعمال اور روزہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔

## محرم

سوال۔ محرم اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے۔

جواب۔ پہلا مہینہ ہے۔

سوال۔ محرم کے روزے کیسے ہیں۔

جواب۔ بڑی فضیلت کے روزے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد  
فرماتے ہیں۔

رمضان کے بعد افضل روزے اللہ کے اس

مہینے کے ہیں کہ جس تو تم محرم کہہ کر پکارتے ہو

انصل الصیام بعد شہر رمضان

شہر اللہ الذی تدعونہ المحرم و افضل

الصلوة بعد الفريضة قیام اللیل اور سب سے زیادہ فضیلت والی نماز  
 (مسلم) فرضوں کے بعد قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز پر

اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

(۱) محرم کا نام شہر اللہ یعنی اللہ کا مہینہ ہے۔

(۲) یہ تظیمی اصناف اللہ کی طرف اس ماہ کی عظمت و فضیلت کے بیان کے  
 لئے کافی ہے نسبت خصوصی کے اظہار نے یہ بتلایا کہ یہ ماہ خاص تجلیات  
 الہی کا منظر ہے۔ روزہ کو بھی اللہ کی طرف اصناف ہے فرمایا الصوم الی  
 تو اللہ تعالیٰ سے مزید قرب کی نسبت و اصناف پیدا کرنے کے لئے  
 اس ماہ کا روزہ اکیسرا ہے اہل نسبت کو مزید نسبت حاصل کرنے کے لئے  
 اس ماہ کے روزوں سے غافل نہیں ہونا چاہیے روزوں سے ترقی کے  
 لئے یہ افضل مہینہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس  
 کو ابو داؤد نے روایت کیا۔ رصمہ من المحرم و اترك صمہ من المحرم و اترك  
 صمہ من المحرم و اترك) تین بار آپ نے فرمایا کہ سب کو چھوڑا اور محرم کا  
 روزہ اختیار کر۔ ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ نفل روزہ کے لئے محرم کا مہینہ  
 تمام مہینوں میں افضل ہے پھر لقیہ ماہ حرام یعنی رجب ذی القعدہ  
 ذی الحجہ کے روزے ہیں۔

سوال۔ آپ لکھتے ہیں کہ محرم کا مہینہ تمام مہینوں سے افضل ہے مگر آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں بکثرت نفل روزے رکھا کرتے تھے اس سے  
 معلوم ہوا کہ شعبان کا مہینہ افضل ہے۔ حضرت اسامہ بن زید ماہ حرام میں  
 روزے رکھا کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ حکم دیا کہ  
 شوال میں رکھا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفل روزوں کے لئے شوال

افضل ہے۔ شش عید کے روزہ بھی شوال میں ہیں جن کا ثواب صیام الدہر کے برابر ہے تو یہ روزے افضل ہوئے یا محرم کے براہ کرم حقیقی جواب اس کا بیان فرمائیے۔

جواب۔ بھائی وہ بھی افضل ہیں اور یہ بھی۔ نفل کی دو قسمیں ہیں ایک متصل بفرض دوسرا منفصل یعنی ایک وہ نوافل ہیں جو فرض سے ملے ہوئے ہیں دوسری وہ ہیں جو فرض سے منفصل اور جدا ہیں چونکہ فرائض کا مرتبہ نوافل سے بہت اعلیٰ ہے لہذا جو فرائض سے متصل نوافل ہیں قرب فرائض کی جہت سے ان کو بھی دیگر نوافل پر فضیلت حاصل ہے وہ فرائض کے لواحق ہونے کے لحاظ سے گویا فرائض ہی میں شامل ہیں۔ اس قرب و اتصال کی جہت سے جو روزے افضل ہیں وہ شعبان اور شوال کے روزے ہیں کیونکہ یہ ہی رمضان سے نزدیک متصل ہیں دوسری حدیث میں اسی قرب و اتصال کی جہت فضیلت کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا رسول اللہ (والذی یلیہ) روزہ رکھ رمضان اور اس کے متصل مہینہ کا اس کے بعد جو نوافل فرائض سے جدا اور منفصل ہیں ان کا مرتبہ ہے اس میں سب سے زیادہ فضیلت محرم کے روزہ کو حاصل ہے۔ لہذا رمضان کے بعد تمام نوافل ہیں ماہ محرم کے روزہ افضل ہوئے اسی طرح نماز میں تابع فرائض ہونے کے لحاظ سے سنن اور نوافل کا مرتبہ زیادہ ہے اس کے بعد تمام نوافل پر قیام اللیل یعنی تہجد کو فضیلت حاصل ہے باعتبار اخلاص مشقت اور ریا اور سمعہ کے دور ہونے کے بھی تہجد افضل ہے اور باعتبار تابع فرض ہونے کے سنتیں ماکدہ افضل ہیں بعض نے اور بھی وجوہات بیان کئے ہیں۔

(لھائف المعارف)

سوال۔ محرم کے روزوں کا کیا ثواب ہے۔

جواب۔ ایک روزہ تیس کی برابر ہے تو ہر روزہ پچیس روزوں کا ثواب ملے گا ایک روایت میں ہے کہ جس نے ماہ حرام میں تین روزے رکھے جمعرات جمعہ ہفتہ کا تو اللہ تعالیٰ نو سو برس کی عبادت کا اس کے نامہ اعمال میں ثواب درج فرمائے گا۔ (شرح عین العلم) ۱۸۳۰

سوال۔ ماہ محرم میں روزے مسنون ہونے کی حکمت

ماہ محرم میں روزہ  
مُسْنُون ہونے کی حکمت

کیا ہے۔

جواب۔ چونکہ سال کی ابتدا ہے تو نیا خیر

ہوگی انشاء اللہ اس کی برکت سال بھر رہے گی پھر آخر سال میں بھی اگر روزہ رکھا تو یہ سال کی انتہا بھی خیر ہے ہوگی اور ابتدا بھی لہذا آخر تاریخ ذی الحجہ میں روزہ رکھے تاکہ اس کا سال از اول تا آخر خیر و برکت سے معمور ہے۔

سوال۔ اگر اس نے محرم کی اول تاریخ اور

ذی الحجہ کی آخر میں روزہ رکھا تو کیا اس کی بھی

اول محرم اور آخر ذی الحجہ  
کے روزہ کی فضیلت

کوئی فضیلت ہے۔

جواب۔ جی ہاں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ذی الحجہ کی آخری تاریخ اور محرم کی پہلی تاریخ میں روزہ رکھا حق تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف فرمائے گا نیز جب سال کے اول اور آخر میں عبادت ہوگی تو درمیان کے حصہ کو بھی طاعت ہی میں محسوب فرمائے گا۔ (شرح شریعتہ الاسلام)

سوال۔ محرم کے عشرہ اول میں روزہ رکھنا کیسا ہے۔

جواب۔ محرم کی اول تاریخ سے دن تک روزہ رکھنا مستحب ہے۔

سوال - عاشورہ کا روزہ کیسا ہے۔

عاشورہ کے روزہ کا حکم | جواب - اشعہ اللغات میں ہے کہ عاشورہ کے

روزے کے ساتھ اگر نویں اور گیارہویں تاریخ کے دو روزے اور شامل کر  
تین روزے رکھے تو یہ سب میں زیادہ فضیلت والا اعلیٰ و افضل روزہ ہے  
اور اگر اس کے ساتھ ایک روزہ ملایا جائے خواہ ایک دن قبل نویں تاریخ  
کا یا بعد میں گیارہویں تاریخ کا اس طرح کل دو روزے رکھے تو یہ تین سے  
درجہ میں کم ہے اور اگر تنہا عاشورہ کا ایک ہی روزہ رکھا اس سے قبل یا بعد  
کوئی روزہ نہیں رکھا تو یہ سب سے اونٹے درجہ ہے درمختار میں ہے کہ  
تین روزہ مکروہ تنزیہی ہے یعنی پسند نہیں کہ صرف ایک ہی روزہ پر اکتفا  
کیا جائے بلکہ ترعیب ہے کہ دوسرا بھی اس کے ساتھ ملایا جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ ظاہر فرمایا تھا کہ اگر آئندہ سال رہا  
تو نویں تاریخ کا روزہ رکھوں گا مگر آئندہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصا  
ہو گیا۔ اگرچہ نویں تاریخ کا روزہ نہیں رکھا مگر غم اور ارادہ ظاہر ہونے کی  
وجہ سے مستنون ہو گیا تو اس کو بھی فضیلت حاصل ہوئی مرقات میں ہے  
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رصوموا یوم عاشوراء وخالقوا  
الیهود و صوموا قبلہ یوما وبعدا یوما کہ عاشورہ کا روزہ رکھو اور  
یہود کی مخالفت کرو ایک دن عاشورہ سے قبل اور بعد روزہ رکھو پس تین دن  
کا روزہ افضل ہے۔

سوال - عاشورہ کے دن کی کیا فضیلت

عاشورہ کے دن کیا کیا کرنا ہے | ہے اور اس دن کیا کیا کرنا ہے۔

جواب - لطائف المعارف میں ہے کہ اس دن کا روزہ اپنی فضیلت کے

حفاظ سے پہلے نبیوں میں معروف اور مشہور رہا ہے بعض روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء نے اس دن روزہ رکھا ہے تم بھی رکھو عاشورہ وہ دن ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آتش نمرودی سے نجات ملی اللہ تعالیٰ نے اُن پر آگ کو باغ کیا اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو رفعت حاصل ہوئی جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ دس فضاہ مکانا علیا اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کو بیماری سے نجات ملی اسی دن حضرت یعقوب علیہ السلام طویل فراق کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سے ہم آغوش ہوئے مسزایام احمد حنبلی سے معلوم ہوا کہ اسی دن جو دی پہاڑی پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری اور طوفان سے نجات ملی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کو اس دن فرعون بنی ظلم سے دستگیری حاصل ہوئی بخاری میں ہے۔ رعد ایوم نوحی اللہ نبی اسرائیل من عدد وھم فضاہ موسیٰ پس عاشورہ العام ربانی کا دن ہے مقبولان حق پر جس دن مولیٰ تبارک کا کرم خاص ہوتا ہے اس وقت رحمت الہی کو طلب کرنا اقرب باجابت ہوتا ہے اس لئے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ (وذكرهم بايام الله) کہ خاص دنوں کی یاد سے نفع حاصل کیا جائے۔ امام احمد اور بزار وغیرہما حضرت جابر بن عبد اللہ سے راوی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح میں پیر منگل بدھ تین دن دبا فرمائی بدھ کے دن دونوں نماز یعنی ظہر اور عصر کے درمیان دعا قبول ہوئی جوئی کے آثار چہرہ نور پر نمودار ہوئے۔

حضرت جابر نے اس رحمت اور نعمت کے وقت کو یاد رکھا فرماتے ہیں جب مجھ کو کوئی ہم پیش آتی ہے تو بدھ ہی کے دن اسی وقت میں یعنی ظہر عصر کے درمیان میں دعا کرتا ہوں میری دعا قبول ہوتی ہے یعنی شکل آسان ہو جاتی

پس ہم کو بھی عاشورہ کا دن خدا سے نعمت و رحمت طلب کرنے اور دعائیں مانگنے میں گزارنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ مقبولانِ حق کے صدقہ میں ہم پر بھی مہربان ہو۔ ان لہ بکھرنی ایامِ دہرہ کھرنیجات الا فتعہ صولہا۔ تمہاری زندگی کے ایام میں تمہارے رب کی خوشبوؤں کی لپٹیں ہیں تم اس کو تلاش کرو اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جیسا کہ ترمذی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا کہ رمضان کے بعد اگر تو روزہ رکھتا چاہتا ہے تو محرم میں رکھ (فانہ شہر اللہ و فیہ یوم تباب اللہ فیہ علی قوم ویتوب علی آخرین) یعنی یہ اللہ کا مہینہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی ہے اور دوسروں کی بھی توبہ قبول فرمائے گا اس میں ترغیب توبہ ہے لہذا اس روز بکثرت استغفار پڑھے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور مغفرت طلب کرے اس کے علاوہ کچھ اور بھی آج کام کرنے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) آج عاشورہ کے دن کچھ صدقہ بھی دے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے مروی ہے کہ عاشورہ کے روزہ کا ثواب ایک سال کے روزے اور اس دن کے صدقہ کا ثواب ایک سال کے صدقہ کے برابر ہے (لطائف المعارف)

(۲) عاشورہ کے دن عیال پر وسعت  
 فراخی رزق کا مجرب عمل ہے

کی وسعت کا سبب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔  
 من وسع علی عیالہ فیہ وسع اللہ جس نے عاشورہ کے دن اپنے عیال پر

علیہ سائر عامہ وسعت اور فراخی کی اللہ تعالیٰ باقی تمام سال

اُس پر وسعت اور فراخی فرمائے گا۔

طحاوی میں ہے کہ عیال پر وسعت کی یہ حدیث صحیح ہے لطائف المعارف میں ہے کہ سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ پچاس ساٹھ سال کا ہمارا تجربہ ہے کہ عاشورہ کے دن کی وسعت سے روزی میں وسعت ہوتی ہے حضرت جابر صحابی کا بھی تجربہ ہے پس اس دن کھانا لپٹا کر اگر اہل و عیال پر وسعت کرے اور غرباء کو بھی تقسیم کرے تاکہ عاشورہ کے دن صدقہ کا ثواب بھی ملے۔

(لطائف المعارف طحاوی زرقانی) ص ۱۳۳

(۳) اس میں ہو سکے تو نوافل بھی کچھ پڑھ لے حدیث میں ہے کہ جو یوم تائب اللہ فیہ علی قوم فاجعلوا صلوٰۃ و صوماً یہ دن وہ ہے کہ جس میں اللہ نے ایک قوم کی توبہ قبول کی سو تم اس میں نماز اور روزہ ادا کرو۔ فرض نماز تو ادا کرنا ہی ہے مگر آج ذرا پابندی و خیال کے ساتھ جماعت سے پڑھے اس کے علاوہ ایک نفل بھی نکھی جاتی ہے کسی سے ہو سکے تو پڑھے۔

تسور کعت پڑھے چار چار کی نیت سے بعد فارغ ہونے کے مترتیباً سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور ستر ہی مرتبہ استغفار اور ستر ہی مرتبہ درود شریف پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو مشک اور عنبر سے بھر دے گا اور جب قبر سے اٹھے گا تو چہرہ اس کا مثل تمر روشن ہوگا۔ (لطائف شرعیۃ الاسلام)

(۴) عاشورہ کے دن صلہ رحمی بھی کرے بڑی فضیلت ہے ثواب بھی علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام ہوگا اور جنت میں ان کے ساتھ ہوگا۔

(شرح شرعیۃ الاسلام) ص ۲۱۸



(۵) عاشورہ کے دن مجلسِ ذکر میں بھی حاضر ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی عاشورہ کے دن عالم کی مجلس میں حاضر ہوگا ایک ساعت ان کے ساتھ بیٹھے گا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل فرمائے۔  
(شرح شریعتہ الاسلام) ص ۲۱۷

(۶) عاشورہ کے دن تنیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اللہ تعالیٰ ہریال کے عوض جنت میں درجہ بلند فرمائے گا۔  
(شرح شریعتہ الاسلام)

(۷) عاشورہ کے دن مسلمانوں کی راہ سے تکلیف اور ایذا کو دور کرے صلح کرائے مسلمانوں کو سلام کرے اگر دس مسلمانوں کو بھی سلام کیا تو گویا تمام مسلمانوں کو سلام کیا اور امن سلامتی کا پیام دیا کس قدر نیت کا اجر ملے گا  
(شرح شریعتہ الاسلام)

(۸) عاشورہ کے دن غسل کرنے سے گناہوں سے پاک ہوتا ہے جیسا کہ آج مال کے پیٹ سے پاک ہوا اور جس نے دو مرتبہ غسل کیا اس کو کبھی آسوز چشم کی شکایت نہیں ہوگی۔ (شرح شریعتہ الاسلام)

(۹) حدیث میں ہے عاشورہ کے دن سرمہ لگائے طحطاوی میں ہے یہ حدیث ضعیف ہے مگر موضوع نہیں ہے فضائل میں ضعیف حدیثوں پر بھی عمل مقبول ہے۔

(۱۰) روزہ بھی رکھے بعض علماء و متقدمین کو خواب میں دیکھا گیا تو فرمایا کہ اس روزہ کے طفیل میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ برس کے گناہ بخش دیے حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ زکوٰۃ کے ضایع کرنے والے کا بھی کفار ہے۔  
(لطائف المعارف - شرح شریعتہ الاسلام)

سوال - عاشورہ کے علاوہ تمام ماہ محرم میں  
تمام ماہ محرم کے روزے  
اور ان کی فضیلت

روزہ رکھنا کیسا ہے۔  
جواب - مستحب ہے البتہ عشرہ میں زیادہ تاکید  
ہے اس ماہ کا ایک روزہ دوسرے ماہ کے تیس دن سے افضل ہے اور  
رمضان کا ایک روزہ ماہ حرام کے تیس سے افضل ہے حدیث مسلم میں ہے  
(افضل الصیام بعد رمضان شہما اللہ المحرم) محرم سے بعض نے عاشورہ  
مراد لیا ہے اور بعض نے تمام محرم مراد لیا ہے تو اس حدیث کی بنا پر تمام ماہ  
کے روزے بھی افضل ہو سکتے ہیں۔ رکیمائے سعادت - اشعۃ اللمعات

## عمل

سوال - ماہ محرم کو حکماء اسلام نے کن جہات کے ساتھ خاص کیا ہے۔  
جواب - شجاعت - عزم و ثبات - تقویت قلب - دشمن پر ظفر اور کامیابی  
کے لئے خاص ہے۔ اس میں سفر و وسط ماہ میں کرے۔  
(حرز الامان مولانا واعظ حسین کاشفی قلمی بیاض)

سوال - براہ کرم کوئی عمل بھی بتلائیں۔  
جواب - اول اس ماہ کا ذکر اللہ اکبر سولہ مرتبہ پڑھیں پھر اس ماہ کا خاص  
اسم یا خیر المنزلین دو سو اٹھاسی مرتبہ پڑھ کر کوئی عمل شروع کریں۔  
(واعظ کاشفی)

جو شخص اول محرم کو ایک سو تیرہ مرتبہ لبثہما اللہ شریف لکھ کر اپنے  
پاس رکھے گا انشاء اللہ مدت العمر اس کو کوئی امر مکروہ پیش نہیں آئے گا۔  
(مغربات دیرینی) اگر روزہ کے ساتھ عمل ہوگا تو قوی ہوگا۔

سوال۔ عاشورہ کے دن کا بھی کوئی عمل لکھیں

عمل برائے تقویت قلب

جواب۔ حرز الامان ہے

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم جو اس

دفع اختلاج و ہول

دن خاص ذکر ہے اس کو انچاس مرتبہ پڑھے اس دن وقت زوال محل اجابت ہے جو دعا کرے گا انشاء اللہ قبول ہوگی۔ اگر کسی کا قلب ضعیف ہو گیا تجارت وغیر میں نقصان پہنچنے یا دیگر مکر و ہات زمانہ نے پست ہمت کر دیا ہو کہ اب کسی کام کرنے پر جرات اور شجاعت پیدا نہیں ہوتی تو اس کو چاہئے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مذکورہ بالا اعداد میں پڑھ کر اسم القوی المتین کا ورد ان اسماء کے مطابق کرے انشاء اللہ ہمت اور قوی القلب ہو جائے گا اور تنظیم اور نقش ذیل لکھ کر بازو پر باندھ دے۔

لا حول	ولا قوۃ	الا باللہ	العلی العظیم
العلی العظیم	الا باللہ	ولا قوۃ	لا حول
ولا قوۃ	لا حول	العلی العظیم	الا باللہ
الا باللہ	العلی العظیم	لا حول	ولا قوۃ

## صفر

سوال۔ صفر کونسا اسلامی مہینہ ہے۔

جواب۔ دوسرا مہینہ ہے۔

سوال۔ کیا اس ماہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خاص تاریخ

کا روزہ رکھنا ثابت ہے۔

جواب۔ نہیں کوئی خاص روزہ ثابت نہیں۔

سوال۔ تو کیا یہ مہینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ سے خالی رہا۔

جواب۔ نہیں۔ کوئی مہینہ ایسا نہیں کہ جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ

سے خالی چھوڑا ہو۔ حدیث شریف میں ہے وما صام رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم شہراً كاملاً منذ قدم المدينة الا في رمضان اس سے معلوم

ہوا کہ کوئی مہینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا نہیں گذرا کہ جو روزہ سے

خالی رہا ہو اگرچہ کامل ماہ کو صرف رمضان کے روزہ رکھے اس کے تحت حضرت

ملا علی قاری نے شرح شمائل میں یہ فائدہ لکھا ہے۔

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ مستحب

ہے نہ کوئی مہینہ نفل روزہ سے خالی رہے نہ اتنی

کثرت سے روزہ رکھے کہ انتہا مال پر ہو جد

توسط میں رہتے ہوئے روزہ رکھے یعنی درمیانی

روش ہو۔

فيہ ایام الی اندہ لیستحب ان لا یخلو

شہراً من صوم نفل وان لا یکثیر

منہ حتی یمل بل علی وجہ التوسط

والاقتصاد (شرح شمائل للملا علی القاری)

سوال۔ پھر اس ماہ میں کن تاریخوں میں روزہ رکھے۔

جواب۔ جب چاہے روزہ رکھے مگر حدتوسط میں اس طرف بھی لطیف اشارہ

ہے کہ وسط ماہ یعنی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ تاریخ کے روزے رکھے کہ یہ ایام بعض

کے روزے ہیں جو سنوں میں۔ ان روزوں کا رکھنے والا صائم اللہ صر کے حکم

میں ہے۔ نیز خیر الامور اوسطھا اس پر صادق۔

سوال۔ سنہا ہے کہ صفر کا مہینہ منجوس مہینہ ہے اس میں بلاؤں کا نزول ہوتا

ہے کیا اس کے بارہ میں کوئی ذکر حدیث میں آیا ہے۔

جواب۔ بخاری شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

لاَعْدُوِي وَلَا طَيْرَةً وَلَا هَامَةً وَلَا  
 صفرا (بخاری ص ۸۵۷) چتر نہیں  
 چھوت۔ چھات۔ بدشگونی۔ ہمارے صفر کوئی

اس حدیث میں لا صفر سے نزول بلا کی نفی ہے۔ یا بلا کا نزول ہے تو اس کے موثر بالذات ہونے کی نفی ہے الفاظ کی تشریح درج ذیل ہے۔

عدوی سے مراد امراض متعدیہ کا لگ جانا ہے زمانہ جاہلیت میں  
عدوی لوگ متعدی امراض کو موثر بالذات سمجھتے تھے جو شرک ہے اس کی

نفی کر کے صحیح اسلامی عقیدہ سمجھایا گیا کہ یہ تو ایک سبب ہے تمام اسباب

عادیہ میں یہی عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اسباب خود موثر نہیں موثر اللہ تعالیٰ

ہے چنانچہ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رگستان

میں ایک اونٹ ہرن کی طرح صحیح سلامت دوڑتا پھرتا ہے مگر وہ ہی اونٹ

جب کسی خارش والے اونٹ سے ملتا ہے تو بیمار ہو جاتا ہے اس کو بھی خارش

ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا پہلے اونٹ میں یہ خارش کا مرض کہاں سے آیا یہی

کہا جائے گا کہ اللہ نے پیدا کیا تو یہاں بھی یہی عقیدہ رکھنا چاہیے کہ سبب کے

بعد بھی اللہ ہی نے پیدا کیا ہر حال وہی خالق امراض ہے۔ مقصود تعلیم عقیدہ

توحید کی اصلاح ہے نہ اصول طبیہ کو معطل کرنا ورنہ اسباب متعدیہ میں سے

ایک مرض جذام بھی ہے جس کے لئے آپ نے فرمایا ار ف من الجذوم کما تفہم

الاسد کہ جذامی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو یہاں اسباب

کی رعایت کی تعلیم ہے اور لا عدوی سے اسباب کے تاثیر ذاتی کی نفی اور

اس کے اعتقاد کا ابطال مقصود ہے ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ

اپنا ناقہ چھوڑ کر خدا پر توکل کروں فرمایا ار عقلھا و توکل (اس کو باندھ پھر

خدا پر بھروسہ کر۔ ع۔ بر توکل پائے اشتر را بہ بند۔ پس یہ معنی سمجھانا ہے

کہ توکل قلب سے طرح اسباب ہے یعنی دل سے اسباب بھروسہ کا نکلنے کا  
 نام ہے نہ ترک اسباب کہ یہ حکمت الہی کا ابطال ہے مگر اسباب کی پابندی  
 میں اس قدر غلو اور انہماک بھی پسند نہیں کہ انسان وہم میں مبتلا ہو جائے  
 اگر راستہ میں بلی گذر گئی تو کھڑے کے کھڑے رہ گئے گھر سے نکلے ہی تھے کہ کسی کی  
 چھینک کی آواز آگئی تو آگے کا جانا ترک کر دیا۔ کوئی مر گیا تو بس مکان ہی چھوڑ  
 دیا اس خیال سے کہ یہاں کا رہنا ہماری موت کا سبب ہے یہ سب لغو خیال  
 ہیں قلب کو مضبوط رکھو اور یہ دُعا پڑھ کر راستہ چلو اور گھر میں بلا خوف و خطر  
 رہو۔ دُعا یہ ہے۔ اللھم لا یأتی بالحسنات الا انت و لا یدفع السيئات  
 الا انت۔ اگر توکل قوی ہو جائے تو اسباب مفرت کا کچھ خوف و ہراس  
 قلب پر طاری نہ ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جذامی کے ساتھ بٹھ کر  
 ایک ہی پیالہ میں کھانا نوش فرمایا اور کچھ بھی نقصان نہ ہوا۔ پس آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کو اپنے قول و فعل سے یہی تعلیم دینا مقصود تھا کہ موثر بالذات  
 اللہ ہے اسباب نہیں۔ یہاں سے قلب کی اصلاح کی اہمیت معلوم ہوئی  
 لطائف المعارف ص ۲۷۶ میں ہے۔ راکشتغال بتطہیر القلوب افضل  
 من الاستکثار من الصوم والصلوة مع غش القلوب و دغلاھا  
 اس لئے اولیا کرام صوفیائے عظام نے تطہیر قلوب کا کام آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی نیابت میں اپنے ذمہ لیا جو سب سے بہتر کام ہے۔  
 طیرہ شگون بد کو کہتے ہیں اس کے ذریعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 طیرہ نے غیر اللہ کے خوف کو قلب سے نکالا ہے صحیح ابن حبان میں ہے  
 روا الطیرۃ علی من تطیر یعنی بد فالی کا نقصان اسی پر ہے کہ جو ڈرا اگر کوئی  
 بد شگونی کا وقت آئے تو سمجھو کہ کچھ نہیں خدا پر بھروسہ کر کے یہ دُعا پڑھ لو۔ اللھم

لا طیر الاطیرک ولا خیر الاخیرک ولا الہا غیرک۔ انشاء اللہ کچھ نقصان نہیں ہوگا۔

**ہامہ** | ہامہ کے معنی سر اور کھوپڑی کے ہیں زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ انسان جب مرجاتا ہے تو اس کے بدن کی ہڈیوں سے بل کر ایک پرند بنتا ہے یہ بھی ایک اعتقاد تھا کہ مقتول کے سر سے ایک پرند نکلتا ہے وہ اس وقت تک فریاد کرتا رہتا ہے کہ بھکھک پانی پلاؤ جب تک کہ قاتل نہ مار دیا جائے یہ بھی لوگوں کا اعتقاد تھا کہ کسی الینے کسی کی گھر پر بیٹھ کر آواز لگائی تو گھر والے کی موت ہے لاہامہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے متعلق فرمایا کہ یہ کچھ نہیں۔ (راشعۃ اللہیات)

**صفر** | اس تفسیر میں بہت سے اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد نسی یعنی صفر کا ہٹا دینا ہے کفار مہینوں میں تقدیم و تاخیر کرتے رہتے تھے اگر جنگ کرتے ہوئے ماہ محرم آگیا تو یہ کہہ کر جنگ جاری رکھتے کہ اس سال صفر پہلے آگیا یہ محرم نہیں ہے صفر ہے لا صفر سے آنحضرت نے اسکی نفی فرمائی اور قرآن نے بھی اس کی تردید کی (انما النسی زیادۃ فی الکفر) مہینہ کو پیچھے کر دینا کفر کی زیادتی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ لا صفر سے ماہ صفر میں نزولِ بلا کی نفی مراد ہے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ صفر کا مہینہ مورد آفات ہے اس میں کثرت سے بلاؤں کا نزول ہوتا ہے لا صفر فرما کر اس کی نفی کر دی یا تاثیر بالذات کی نفی فرمائی۔ پس اس میں یا تو سرے ہی سے نزولِ بلا کی نفی ہے یا نزولِ بلا کی نفی تو نہیں مگر موثر بالذات ہونے کی نفی ہے تو اس میں تسلی ہے کہ اگر نزولِ بلا ہے بھی تو تم کو کیا غم تم صفر سے کیوں خائف ہوتے ہو صفر کوئی چیز نہیں خدا کے اوپر بھروسہ رکھو اور وہی دعا جو اوپر تیلانی

گئی یعنی اللہم لا یأتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیئات الا انت  
 اس ماہ میں بھی اس کو پڑھ کر خدا سے روبرو کی دعا کیا کرو۔ راحت القلوب  
 میں حضرت سلطانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کی طرف منسوب کرتے ہوئے  
 تحریر فرمایا ہے کہ اس ماہ میں نو لاکھ بیس ہزار بلاؤں کا نزول ہوتا ہے اگر ایسا  
 ہے تو دعا اور جو عیت الی اللہ کو روبرو بلا کے لئے ذریعہ بنانا کارآمد ہوگا چنانچہ  
 راحت القلوب میں بھی اس کے آگے یہ درج ہے جو کوئی دعا اور طاعت میں  
 اس مہینہ کو گزارے گا وہ انشاء اللہ بلا اور آفات سے محفوظ رہے گا۔

سوال۔ آخری چہار شنبہ کی کیا اصل ہے  
 جواب۔ کتابوں میں اس کی کوئی اصل نظر سے  
 نہیں گذری البتہ راحت القلوب میں حضرت سلطانی رحمۃ اللہ علیہ نے  
 اپنے مرشد سے بحوالہ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمایا کہ جو کوئی  
 آخری چہار شنبہ کو چار رکعت پڑھے گا وہ نہ صرف ان جملہ بلاؤں سے ہی محفوظ  
 رہے گا جو اس دن نازل ہوتی ہیں بلکہ سال آئندہ تک انشاء اللہ اس کو  
 کوئی بلا نقصان نہیں پہنچائے گی۔ وہ چار رکعت یہ ہیں رکعت اول میں  
 بعد فاتحہ قل یا ایہا الکافرون پندرہ مرتبہ دوسری رکعت میں سورہ اخلاص  
 گیارہ مرتبہ تیسری رکعت میں قل اعوذ برب الفلق پندرہ مرتبہ چوتھی رکعت  
 میں قل اعوذ برب الناس پندرہ مرتبہ پھر سلام کے بعد یا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا اے  
 نستعین چند بار پڑھ کر ستر مرتبہ دس و دس شریف پڑھے اور دعا مانگے۔  
 نیز تہذیب الاسماء واللغات میں ہو کر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض و وفات کی ابتداء آخری چہار شنبہ

کو ہوئی ممکن ہے یہ اصل ہو اس دن کے اہتمام کی۔ عمل  
 سوال۔ ماہ صفر کن مہات کے ساتھ خاص ہے۔



جواب۔ دفع سحر۔ نظریہ۔ تکلیف وہ اور موذی چیزوں کے دور کرنے اور دیو و پری کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ مہینہ خاص ہے۔ (حرز الامان قلمی) سوال۔ اس ماہ کا ذکر اور اسم بھی تحریر فرمائیں۔

جواب۔ ذکر اللہ اکبر ۹ مرتبہ اور اسم یا مقرب اللیل والنہاس بار پڑھ کر عمل شروع کرے۔ (حرز الامان) ۳۲۵

سوال۔ کوئی عمل بھی تحریر فرمائیں بعض مکانوں میں جنوں کا اثر ہوتا ہے بہتر ہوگا کہ اس کے لئے کوئی عمل تحریر فرمادیں تاکہ اس ماہ میں اس عمل

مکانوں سے اثر جنات دور کرنے کیلئے مجرب عمل

کا اثر زیادہ ہو۔

جواب۔ سورہ حجرات لکھ کر گھر کی دیوار پر لگا دیں انشاء اللہ وہ گھر دیو اور جنوں کے اثرات سے محفوظ رہے گا۔ (الدر النظیم) اگر روزہ کے ساتھ عمل لکھے گا تو زیادہ قوی ہوگا۔

ح یگر۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جنات دوڑے ایک ان میں سے شعلہ ناری یعنی آگ کے شعلوں کے ساتھ بقصد ایذا رسانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگے بڑھا حضرت جبرئیل نے حاضر ہو کر یہ عمل پیش کیا۔ اعوذ بکلمات اللہ التامات التي لا یجاءنہن برولاجہن من شہما نزل من السماء ومن شہما یخرج فیہا ومن شہما فی الارض ومن شہما ینخرج منها ومن شہما فتن اللیل والنہاس ومن شہما حل طہارق الاطارق بطرق بنجیر یا سہمن۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پڑھا آتش شیطانی کا بھڑکتا ہوا شعلہ بجھ گیا اور نہریت خوردہ ہو کر جنات بھاگ گئے (ابن السنی) بہتر ہے کہ اس کو پڑھو بھی اور لکھ کر رکھ لو جب موقع ہو دیوار پر اس کو چسپاں بھی کر دو۔ دیگر۔ انھم یکیدون

کید او اکتید کیند انھیل انکافرین اعھلم س ویدا۔ لوہے کی چار عددو  
کیلیں لے اور ہر کیل پر ۲۵-۲۵ بار پڑھ کر دم کر کے گھر کے چاروں گوشوں  
پر گاڑ دو۔ (القول الجمیل)

دیگر۔ سورہ فاتحہ۔ آیتہ الکرسی۔ پانچ آیات اول سورجن کی پڑھ کر  
پانی پر دم کر کے مکان کے اطراف اور گوشوں پر چھڑک دو۔ انشاء اللہ وہ  
گھر جنوں سے پاک اور محفوظ ہو جائے گا۔

## ربیع الاول

سوال۔ ربیع الاول اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے۔

جواب۔ تیسرا مہینہ ہے۔

سوال۔ کیا اس ماہ کا کوئی خاص روزہ ہے۔

جواب۔ اس ماہ کا کوئی خاص روزہ نہیں لیکن صفر کے مہینہ میں یہ بیان  
گذر چکا ہے کسی بھی مہینہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ سے خالی  
نہیں چھوڑا۔ لہذا یہ مہینہ بھی روزہ سے خالی نہیں رہا۔ ہم کو بھی اس ماہ میں  
روزہ رکھنا چاہئے روزہ ایک ریاضت ہے جس کی روح بھوک اور پیاس  
ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ  
فرماتے ہیں کہ روزہ وہ مجاہدہ ہے کہ طریقت کا نصف حصہ روزہ سے ہی  
طے ہو جاتا ہے لہذا اس مبارک مہینہ کا بھی روزہ نہیں ترک کرنا چاہئے  
سوال۔ اچھا تو پھر کس تاریخ میں مناسب ہے اور اس ماہ میں کون سے  
روزے رکھے۔

جواب۔ وہی ہر ماہ کے تین روزے آیام بیض کے اس ماہ میں بھی رکھے۔

اب رہا مناسب کا سوال تو احقر نزدیک بارہ تیرہ چودہ کوروزہ رکھے اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ماہ میں کسی خاص تاریخ کا روزہ ثابت نہیں البتہ یوم ولادت یعنی پیر کا روزہ رکھنا ولادت کے شکر میں ثابت ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا رفیہ ولادت کہ میں اس میں پیدا ہوا ہوں اس لئے روزہ رکھتا ہوں تو اگر کوئی حسب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس ماہ کے اندر بارہ تاریخ کو نعمت ولادت کے شکر میں روزہ رکھے تو سبب مشترک موجود پھر ایک قول کی بنا پر اسی بارہ تاریخ سے آیام بیض کی ابتدا ہوتی ہے۔ آیام بیض کی تعین میں نو اقوال ہیں ان میں سے تیسرا قول بارہ سے چودہ تک کا بھی ہے مرقات میں اس عبارت کے بعد حاصل الخلاف فی تقریر آیام البیض تسعة تیسرے نمبر پر یہ عبارت ہے۔

الثالث من الثانی عشر  
الی السابع عشر۔ مرقات ۵۰۲  
تیسرا قول یہ ہے کہ بارہ تاریخ سے چودہ تک آیام بیض ہیں۔

لہذا مناسب ہو گا کہ عاشقان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آیام بیض کے روزے اس ماہ میں بارہ تاریخ ولادت سے ابتدا کر کے چودہ پر ختم کریں تاکہ بارہ تاریخ بھی عبادت الہی کے ذریعہ شکرانہ نعمت میں گزرے پس اس ماہ میں آیام بیض کے روزے بارہ تیرہ چودہ کورکھنا موزوں ہو گا۔

سوال۔ ماہ ربیع الاول کن مہات کے لئے خاص ہے۔

جواب۔ کنوئیں اور چشموں میں پانی زیادہ کرنے اور کھیتوں کی پیداوار کو بڑی وغیرہ اور دیگر آفات سماوی اور ارضی سے بچانے نیز ثمرات اور پھلوں کو زیادہ کرنے کے لئے یہ ماہ اپنے اندر خاص اثرات رکھتا ہے (حرز الامان علمی) سوال۔ اس ماہ کا ذکر اور اہم بھی بتلائیں۔

جواب۔ اللہ اکبر۔ سولہ مرتبہ۔ اسم یا قاسم یا مقتدر ۳۹۹ مرتبہ پڑھ کر  
کوئی عمل شروع کرے (قلی بیاض للواغظ الکاشفی) روزہ ہوگا تو عمل زیادہ قوی  
ہوگا می باید کہ در روز عمل روزہ دار بود (حرز الامان)

سوال۔ کوئی عمل بھی براہ کرم نیشن۔  
جواب۔ موذی جانوروں سے لھیتوں کی حفاظت  
بکثرت پھل آنے کھیت  
آفات دور کرنے کیلئے  
مغرب عمل

فالق الحب والنوی کو زعفران اور کافور سے طشتری پر لکھ کر پاک پانی سے ان  
نقوش کو دھو کر اس پانی میں وہ گٹھلی اور واٹر ڈال دے کہ جن کو بونا اور جن کے خست  
لگانا چاہتا ہے انشاء اللہ اس گٹھلی اور دانہ سے جو درخت بھی پیدا ہوں گے ان  
میں اس قدر کثرت سے پھل آئیں گے کہ قدرت حق کا عجیب کرشمہ نظر آئے گا اور  
اگر درخت لگا چکا ہے تو یہ پانی ان کی جڑوں میں پہنچائے درخت خوب ثمر دار  
ہوں گے اور کھیت میں جو پانی دیا جاتا ہے اس میں اس پانی کو ملا دے تو  
انشاء اللہ کھیت میں خوب پیداوار ہوگی اور موذی جانوروں سے بھی محفوظ رہے گا  
راگر روزہ کے ساتھ اس عمل کو لکھا جائے تو عمل زیادہ قوی ہوگا، (الدار النظیم)

## ربیع الآخر

سوال۔ ربیع الآخر اسلامی سال کا کون سا مہینہ ہے۔

جواب۔ یہ اسلامی سال کا چوتھا مہینہ ہے۔

سوال۔ اس ماہ کا کوئی روزہ ہو تو اس سے بھی مطلع فرمائے۔

جواب۔ اس ماہ میں کبھی وہی ایام بیض کے تین روزے رکھے جو سنون ہیں۔

روزہ سے گھبرانا نہیں چاہیے حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ تصوف اور خدا کی معرفت میں یہ بلند مقام آپ کو کس چیز سے حاصل ہوا آپ نے فرمایا کہ بھوک سے پس روزہ کی بھوک اور پیاس خدا تک پہنچاتی ہے لہذا اس ماہ میں ہی روزہ رکھو اور خدا کا قرب حاصل کرو۔  
سوال۔ ماہ ربیع الاخر کن بہات کے لئے خاص ہے۔

جواب۔ حفظ اطفال۔ تجارت کی ترقی۔ باہم معاملات کے عمدہ نتائج اور منافع حاصل کرنے کے لئے خاص طور پر اعمال موثر ہوتے ہیں۔

سوال۔ اس ماہ کا ذکر اور اسم خاص کیا ہے۔

جواب۔ ذکر اللہ اکبر ۱۶ مرتبہ۔ اسم یا اسحٰم الہی ۱۱۱ مرتبہ  
پڑھ کر کوئی عمل شروع کرے۔ روزہ رکھ کر عمل شروع کیا جائے تو تاثیر قوی ہوگی تا  
کہ در روز عمل روزہ دار بود حرز الامان قلمی)

سوال۔ براہ کرم کوئی عمل بھی بتلا دیں۔

حفاظت اطفال  
کیلئے تجرب عمل  
جواب۔ حفظ اطفال یعنی بچوں کی حفاظت کے لئے دو عمل  
لکھے جاتے ہیں جو کوئی معوذتین یعنی قل اعوذ برب الفلق

قل اعوذ برب الناس کو لکھ کر بچہ کے گلے میں ڈال دینا انشاء اللہ وہ بچہ جن دامن  
کے ضرر و اثر سے کیڑوں اور حشرات الارض اور ام الصبیان سے محفوظ رہے گا۔  
عمل حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچا ہے جو تیرہ ہدف ہے۔

دیگر۔ واذ اقرعت القران رکوعاً نفوراً تک نیلے کپڑے یا نیلے کاغذ پر  
لکھ کر دائیں بازو پر باندھے انشاء اللہ آسیب کے اثر و آفات زمانہ سے بچتے  
محفوظ رہے گا۔ ر قلمی بیاض اللو اعظا الکاشفی)

## جمادی الاولیٰ

سوال۔ جمادی الاولیٰ اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے۔

جواب۔ اسلامی سال کا یہ پانچواں مہینہ ہے۔

سوال۔ اس ماہ کا کوئی خاص روزہ ہے۔

جواب۔ یہی خاص روزے ہیں جو ہر ماہ کے تین روزے ہیں وہ بھی ایام

بیض کے جو مسنون در مسنون ہیں۔ ہذا تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ کو روزے رکھے

یہ وہ خاص روزے ہیں کہ جن کی تعلیم حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی یا ابا ذر اذا صمت من الشهر ثلثة ايام

فصم ثلث عشرة و اسبع عشرة و خمس عشرة شکوة بحوالہ ترمذی و نسائی

سوال۔ ماہ جمادی الاولیٰ کا تعلق کن مہات سے ہے۔

جواب۔ حفاظت حمل۔ طلب اولاد۔ سہیل ولادت۔ تربیت اطفال وغیر

مہات کے اعمال کے لئے یہ خاص مہینہ ہے۔

سوال۔ اس ماہ کا ذکر اور اسم بھی تحریر فرمائیں۔

جواب۔ ذکر۔ اللہ اکبر۔ ۲۵ مرتبہ۔ اسم یا حق ۳۶ مرتبہ پڑھ کر پھر کوئی

عمل شروع کرے۔ روزہ میں عمل کرے تو اور زیادہ قوی ہو می باید کہ دو روز قبل

روزہ دار بودر حرز الامان

سوال۔ براہ کرم کوئی عمل بھی تحریر فرمائیں۔

جواب۔ بعض عورتوں کو شکایت ہوتی ہے کہ ہمارا

بچہ اتنے ماہ یا سال کا ہو گیا مگر یہ کچھ بڑھتا ہی نہیں ہو

بچہ کی تربیت و نشوونما

کے لئے تجربہ عمل

اس کے لئے ایک عمل لکھا جاتا ہے ایہ کریمہ والذین احسن کل شیء خلقہ رکوا

تشریح دن تک سورہ سجدہ سے شیشہ کی طشتری پر لکھ کر پانی سے دھوئے پھر اس کے دو حصے کرے ایک کو کھانے میں ملا کر پکائے اور کھلائے دوسرے کو پلائے سات دن عمل کرے انشاء اللہ بہت جلد بچہ بڑھے گا اور بہتر نشوونما ہوگی۔  
(بیاض و اعظ کا شفی)

سوال۔ بعض عورتوں کے حمل گر جاتے ہیں وہ سخت آزرہ رہتی ہیں پٹ کے بچہ کی حفاظت کے لئے بھی کوئی عمل تحریر کریں۔

حفاظت حمل کے لئے مجرب عمل

جواب۔ آیہ کریمہ اذ قالت امراة عمران رب انى نذرت لك ما فى بطنى محرراً فتقبل منى ركو) بخیر حساب تک گلاب وزعفران سے ہرن کی جھلی پر لکھ کر عورت کے بائیں کوچ پر باندھ دے انشاء اللہ بچہ صحیح سلامت پیدا ہوگا۔ (الدر النظیم) اور اگر روزہ بھی ہو ان آیات کے لکھنے کے وقت تو عمل زیادہ قوی ہوگا۔

سوال۔ ..... بعض طلب اولاد نرینہ کے لئے مجرب عمل کے لئے کوئی عمل تحریر فرمائیے۔

جواب۔ جو کوئی سورہ فجر کی سو بار تلاوت کر کے عورت سے مباشرت کرے گا انشاء اللہ اس کو ایسا فرزند صالح ملے گا کہ آنکھ روشن ہو جائے گی اور جو کوئی سورہ اعلیٰ کو لکھ کر اول ماہ حمل میں عورت کے پہلو راست پر لکھا اللہ تعالیٰ اس کو فرزند نرینہ عطا فرمائے گا۔ مجرب ہے۔ (تلمی کتاب اللواغظ الکاشفی بحوالہ الدر النظیم)

## جمادی الاخریٰ

سوال۔ جمادی الاخریٰ اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے۔

جواب۔ یہ اسلامی سال کا پانچواں مہینہ ہے۔

سوال۔ اس ماہ کا کوئی خاص روزہ ہو تو تحریر فرمائیے۔

جواب۔ پہلے بھی یہ بیان گذرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ سے کوئی

مہینہ خالی نہیں رہا اور یہی مضمون حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

ولا افطراہ کلہ حتی یصوم منہ حتی یسبیلہ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم شریف)

لہذا روزہ سے یہ مہینہ بھی خالی نہیں رہنا چاہیے۔ مناسب ہے کہ ایام بیض

کے یعنی مہینہ کی تیرہ۔ چودہ۔ پندرہ۔ تاریخ کو روزہ رکھ کر سعادت حاصل کریں۔

روزہ سے دل نرم ہوتا ہے گناہوں سے بچنے کی قوت حاصل ہوتی ہے انسان

متقی بنتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ لعلمکم تقون پھر یہ تین روزے

ہمیشہ روزے رکھنے کی برابر ثواب میں ہیں۔

## عمل

سوال۔ یہ ماہ جمادی الاخریٰ کن بہات کے ساتھ خاص ہے۔

جواب۔ شہر کو دشمنوں کے حملہ سے بچانا۔ زلزلوں کا دفعہ دفع قحط اور وبا

وغیرہ کے لئے اس ماہ میں اعمال زیادہ موثر ہوتے ہیں۔

سوال۔ اس ماہ کا ذکر اور اسم خاص بھی بتلائیں۔

جواب۔ ذکر اللہ اکبر۔ ۲۵ بار۔ اسم یا مفیض النور۔ ۸۶۶ مرتبہ پڑھ کر



پھر کوئی عمل شروع کرے تاکہ زیادہ مؤثر ہو۔ اگر روزہ بھی ہو تو عمل قوی ہوگا  
می باید کہ در روز عمل روزہ دار بود (حرز الامان)

سوال - کوئی عمل بھی تحریر  
چیچک طاعون اور جانوروں کی بیماری قحط فرمائیں۔  
اور وبائے حفاظت کے لئے مجرب عمل جواب - اگر بھیسٹر بکری۔

بھیس یا دیگر جانوروں میں وبائے یا آدمیوں میں کوئی وبائے مثل چیچک و  
طاعون و ہیفہ وغیرہ پھیل جائے تو حفاظت کے لئے ذیل کی دعا صبح و شام  
پڑھے بھی اور لکھ کر رکھ لے جب ضرورت ہو تو دیوار پر چسپاں کر دے۔

تخصنت بئذی العزاة والبحر وت واعتصمت برب الملکوت و تکللت  
علی الحی الذی لا یموت اللھم اصرف عنا ہذا الوباء وقتنا ثلثا لہد  
ونجنا من الطعن واطاعون و البلاء بلطفک یا لطیف یا خبیر انک  
علی صل شیء قدیر (رویلی) ص ۱۱۵

## رجب

سوال - رجب اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے۔

جواب - رجب اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے۔ اس ماہ کا چاند دیکھ کر  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے تھے اللھم یا سرت لنا فی رجب  
و شعبان وبلغنا رمضان (راذکار نووی) اسے اللہ ہمارے رجب اور  
شعبان میں برکت عطا فرما اور ہم کو رمضان تک پہنچا۔ یہ معراج کا مقدس  
مہینہ ہے اور یہ چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔ ماہ حرام

میں سے چار مہینہ یکے با دیگرے متصل آتے ہیں وہ یہ ہیں۔ ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ۔ محرم۔ اور ایک ان سے جدا اور منفصل ہے وہ ماہِ رجب ہے ان چاروں مہینوں میں جنگ اور قتل و قتال حرام ہے قرآن کریم میں ہے (یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر) اے حبیبِ آپ سے ماہِ حرام میں قتال کے بارہ میں دریافت کرتے ہیں آپ فرمادیجئے اس میں قتل و قتال عظیم و کبیر گناہ ہے۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے (فلا تظلموا فیمن انفسکم) ان مہینوں میں گناہ کر کے اپنے اور پر ظلم نہ کرو۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان مہینوں میں نافرمانی اور جرم کا جس طرح گناہ زیادہ ہے نیکیوں کا اجر بھی زیادہ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حرمت والے چار مہینے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ بعض صحابین کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ قبلِ رجب بیمار ہوئے انہوں نے دعا کی کہ الہی میرا انتقال ہو تو رجب میں ہو کہ اس میں اللہ دوزخ سے آزاد کرتا ہے۔ (لطائف المعارف) ص ۱۱۹

سوال۔ رجب کا روزہ رکھنا کیسا ہے۔

رجب کے روزہ کا حکم | جواب۔ زاد المعاد میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے رجب کا روزہ نہیں رکھا اور نہ یہ مستحب ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے۔ لیکن عالمگیری ص ۲۱۲ میں ہے کہ یہ پسندیدہ اور محبوب و مرغوب روزہ ہے۔ عالمگیری نے اس کو مرغوباً میں دکھلایا ہے۔ رغبت اس لئے ہے کہ یہ بھی ماہِ حرام سے ایک مہینہ ہے اور ماہِ حرام کے روزوں کی فضیلت میں اخبارِ آثار وارد ہیں۔ ابن ماجہ ہی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راوی حدیث کو رجبِ حرام (۲) فرما کر ماہِ حرام میں روزہ رکھنے کی ترغیب دی۔ رجب بھی ماہِ حرام میں داخل ہے

تو اس کا بھی روزہ مستحب ہوا۔ مانعت اسلئے فرمائی کہ اہل جاہلیت اسکی بہت  
تعلیم کیا کرتے تھے۔ اور روزہ رکھنے میں اُس دن اور اس ماہ کی تعظیم ہوتی  
ہے لہذا تعظیم بالنوم سے منع فرمایا۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھوں  
پر بار بار کرا اس دن کے روزہ رکھنے والے لوگوں کو روکتے تھے مگر لطائف  
المعارف میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ  
عنہما کل ماہ حرام کے تمام و کمال روزے رکھتے تھے۔ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رجب میں روزہ رکھنے والوں کے لئے خاص عمل  
تیار ہو گا۔ لطائف میں ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں کہ ابو قلابہ اکابر تابعین  
میں سے ہیں یہ اپنی طرف سے تو ایسی بات کہہ نہیں سکتے تو ضرور ان کو کوئی حدیث  
پونجی جس کے سبب ماہ رجب کے روزہ کی فضیلت بیان کی۔ ابن ماجہ  
کے حاشیہ انجام میں ہے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
منع فرمایا ہو اجازت بعد کی ہو بہی وغیرہ نے ماہ رجب کے روزوں کی فضیلت  
بیان کی ہے۔ طبرانی میں بھی خاص ماہ رجب کے روزہ کے فضائل لکھے ہیں جو  
آگے درج کئے جائیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اسی اجازت و فضیلت  
کے پیش نظر ماہ رجب میں بکثرت روزے رکھتے تھے جیسا کہ ملا علی قاری  
رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شمائل میں حدیث ذالک شہرا یغفل الناس عنہ  
میں رجب و رمضان کے تحت تخریر فرمایا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے  
اس طرف کہ لوگ ماہ رجب میں بکثرت روزہ رکھتے تھے صرف شعبان کے  
روزے سے لوگ غافل تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمل  
سے شعبان میں بھی روزے رکھنے مسنون فرمادئے۔ مواہب میں ہے کہ جب  
کوئی مہینہ آنحضرت کے روزہ سے خالی نہیں رہا تو یہ بھی باقی مہینوں کی طرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ سے کوئی خالی رہ سکتا ہے بلکہ حضرت  
عبداللہ ابن عمر سے حضرت عروہ ابن زبیر نے پوچھا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
رجب میں روزہ رکھتے تھے تو تین مرتبہ صاف کہا جی ہاں اس مہینہ کو بھی روزہ  
سے شرف بخشتے تھے لہذا اس ماہ کے روزہ منع نہیں ماہ حرام میں داخل ہونے  
کی وجہیں بھی مستحب ہیں اور خصوصیت کے ساتھ اس کے فضائل میں نصوص  
بھی وارد ہیں۔

سوال۔ اب براہ کرم ماہ رجب کے روزے  
ماہ رجب کے روزوں کا ثواب اور ان کا ثواب بیان فرمائیے۔

جواب۔ شرح عین العیلم میں ہے جب کے اول دن کا روزہ سال کے گناہوں  
کا کفارہ ہے اور دوسرے دن کا روزہ دوسرا سال کا کفارہ تیسرے دن کے  
روزہ میں ایک سال کا کفارہ پھر ہر دن کا روزہ ایک مہینہ کے گناہوں کا  
کفارہ ہوتا ہے۔ طبرانی میں ہے کہ جس نے رجب کے ایک دن کا روزہ رکھا  
گویا اس نے سال بھر کا روزہ رکھا اور جس نے سات دن کا روزہ رکھا اس  
پر جہنم کے دروازہ بند کر دئے گئے جس نے آٹھ دن کے روزے رکھے اس  
کے لئے جنت کے آٹھوں دروازہ کھول دئے گئے جس نے دس دن کے روزہ  
رکھے اللہ سے جو مانگے گا اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے گا جو پندرہ دن کے روزہ  
رکھے گا آسمان سے نرا آئیگی تیرے گذشتہ گناہ معاف کئے اب از سر نو عمل کر جو  
زیادہ روزہ رکھے گا اس کو زیادہ دے گا۔ شرح عین العیلم ص ۱۸۳

سوال۔ کیا رجب کے کسی خاص دن میں روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔

جواب۔ جی ہاں جمعرات جمعہ اور ہفتہ میں۔۔۔۔۔ روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(عالمگیری) ص ۲۱۲

سوال۔ کیا رجب کی ستائیسویں تاریخ کے روزہ کی بھی کوئی فضیلت ہے۔

جواب۔ جی ہاں ستائیسویں تاریخ کا روزہ ساٹھ ماہ کے روزوں کے برابر فضیلت رکھتا ہے۔ (حیات الصالحین عن کنز العباد)

## عمل

سوال۔ ماہ رجب کن بہات کے ساتھ خاص ہے۔

جواب۔ رفع فکر و غم۔ جادو و سحر کا ازالہ۔ غصہ کو مٹھنا کرنے۔ سلاطین اور حکام کے قہر و غضب سے بچنے کے لئے اس ماہ میں اعمال زیادہ مؤثر ہوتے ہیں۔ (حرز الاماں)

سوال۔ اس ماہ رجب کا ذکر اور اسم کیا ہے۔

جواب۔ ذکر۔ اللہ اکبر ۹ مرتبہ اور لا الہ الا اللہ ۹ مرتبہ۔ اسم یا و تری یا احد ۳۵۵ بار پڑھ کر کوئی عمل شروع کرے۔ بحالت روزہ عمل شروع ہو تو زیادہ قوی ہوگا می باید کہ در روز عمل روزہ دار بود۔ (حرز الاماں)

سوال۔ کوئی عمل بھی تحریر فرمائیں۔

جواب۔ سلاطین اور حکام کے غضب اور ظالموں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اور ظالموں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے مجرب عمل

دعا انس لکھی جاتی ہے اس کو لکھ کر اپنے

پاس رکھا جائے اور پڑھا بھی جائے کم از کم تین سو مرتبہ اور اگر ہر روز صبح و شام سات سات مرتبہ اس کو اپنے ورد میں بھی رکھے تو بہت ہی زیادہ مفید اور نافع ہے۔ اس دعا کی پناہ میں آنے والا پھر کسی حاکم اور سلطان کسی

جابر و ظالم شیدھان سے نہیں ڈرے گا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ  
 اپنے رسالہ استیناس النوار القبس فی شرح دعائے انس میں اس کا واقعہ  
 یوں درج فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجاج بن یوسف کے  
 پاس تشریف فرما تھے وہ تقریباً اپنے چار پانچ سویش قیمت گھوڑوں کا معائنہ  
 کرتا ہوا اپنے غرور کے نشہ میں بکنے لگا کہ اے انس تم نے اپنے صاحب یعنی حضرت  
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کبھی ایسے گھوڑے دیکھے تھے۔ انھوں نے جواب  
 میں کہا یہ کیا چیز ہے جو کچھ میں نے دیکھا اس سے بدرجہا زیادہ بہتر دیکھا اور جو  
 کچھ سرکار سے اس بارہ میں سنا وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کی تین قسم  
 ہیں۔ ایک جہاد کا اس کی لید پیشاب گوشت سب میزان میں ہوگا دوسرا  
 اپنی حاجت کے لئے رکھا جاتا ہے تیسرا گھوڑا عسرت نام و نمود کے لئے ہوتا  
 ہے وہ اس لئے رکھا جاتا ہے کہ لوگ دیکھیں اور کہیں کہ فلاں کے پاس اتنے  
 اور ایسے ایسے گھوڑے ہیں اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے تیرے گھوڑے کسی  
 تیسری قسم میں داخل ہیں حجاج ظالم سنکر غصہ بھڑک اٹھا حضرت انس  
 نے بڑی قوت کے ساتھ فرمایا کہ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا میں حضور اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم سے چند سنے ہوئے کلمات کی پناہ میں ہوں چنانچہ وہ کچھ نقصان نہیں  
 پہنچا سکا۔ حجاج نے بھی اس دعا کو طلب کیا تو آپ نے سختی کے ساتھ نفی میں  
 جواب دیا کہ تو اس کا اہل نہیں روقت رحلت آپ کے خادم نے اس دعا کو  
 آپ سے طلب کیا آپ نے فرمایا کہ تو نے میری دس سال خدمت کی جیسا  
 کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی حضور اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم جب دنیا سے گئے تو مجھ سے راضی تھے میں دنیا سے گذر رہا ہوں  
 اس حال میں کہ مجھ سے راضی ہوں تو اس دعا کا اہل ہے صبح و شام اس کو پڑھا

انشاء اللہ تعالیٰ تمام آفات سے محفوظ رہے گا وہ دعا یہ ہے۔  
 بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی اَهْلِيْ وَمَالِيْ وَوَلَدِيْ بِسْمِ اللّٰهِ  
 عَلٰی مَا اَعْطَانِي اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ لَا اَشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعْرَاجِيْ  
 وَاَعْظَمُ مَا اُخْلِفَ وَاَحَدٌ رَّا عَجْرًا جَارِكًا وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ  
 اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ و  
 مِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ فَاَنْ تُوَلِّوْا نَفْلَ حَسْبِي اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ  
 تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّ وِلٰيَ اللّٰهِ الَّذِيْ نَزَلَ الْكِتٰبُ  
 وَهُوَ يَتَوَلٰى الصّٰلِحِيْنَ ه اس دعا کو صبح اور مغرب کی نماز کے بعد سات سات  
 مرتبہ پڑھے تو انشاء اللہ ظالموں کے شر اور ظلم سے محفوظ رہے گا۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے حزب البحر میں فرمایا ہے  
 ستر العرش مسبول علينا وعين الله ناظرة الينا ورجول الله لا يقدر  
 احدا علينا والله من وراءهم محيط۔ اس کو اگر پڑھ کر احاطہ عرش کا بھی مراقبہ  
 کرے گا تو انشاء اللہ دشمنوں سے حفاظت کے لئے یہ عمل زیادہ موثر ثابت  
 ہوگا۔

## ماہ شعبان

سوال۔ شعبان اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے۔

جواب۔ ماہ شعبان اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے۔

سوال۔ اس ماہ کو شعبان کیوں کہتے ہیں اس کی فضیلت اور اس ماہ کے  
 روزوں کے بارے میں کچھ فرمائیے تاکہ اس ماہ کے متعلق بھی کچھ معلومات حاصل ہو۔

جواب۔ حدیث میں آیا ہے رانما سہی شعبان لانہ ینشعب فیہ خیر  
 کثیر للصایم فیہ حتی یدخل الجنۃ (ما ثبت بالسند) یعنی شعبان  
 کو شعبان ہی اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کے لئے کثیر خیر و  
 برکت پھیل جاتی ہے حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہو۔ شعبان کا مہینہ معروف  
 اور مشہور ہے جو رجب اور رمضان کے درمیان واقع ہے اس میں آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت روزے رکھا کرتے تھے۔ جب آپ سے اس کی  
 وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا۔

شعبان وہ رجب اور رمضان کے درمیان  
 کا مہینہ ہے کہ جس سے لوگ غافل ہو گئے  
 وہ ایسا مہینہ ہے کہ جس میں رب العالمین  
 کی طرف اعمال بلند ہوتے ہیں۔ مجھے یہ  
 پسند ہے کہ میرا عمل اس حال میں بلند  
 ہو کہ میں روزہ سے ہوں۔

ذاک شہر یعقل الناس عنہ  
 بین رجب و رمضان وهو  
 شہر ترفع الاعمال فیہ الی رب  
 العالمین عز وجل فاحب ان  
 یرفع عملی وانا صایم رنسانی،

شعبان کے روزوں | ماہ شعبان میں روزہ رکھنے کی وجہ بیان فرمانے  
 کے فضیلت کا بیان | پر ظاہر ہوا کہ ایک طرف تو اس سے پہلے رجب  
 کا فضیلت والا مہینہ گذرا دوسری طرف رمضان جیسا مقدس مہینہ آ رہا ہے  
 بیچ میں یہ غفلت کی نذر ہو گیا جب لوگوں کی توجہ اور التفات سے یہ مہینہ  
 گمنا تو حضور بے کس نیاہ نے اس کو اپنا یا اور اپنا منظور نظر نہایا اور اپنی طرف  
 نسبت دیکر فرمایا کہ شعبان شہری یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اس سے  
 معلوم ہوا کہ اوقات غفلت کو عبادت اور ذکر الہی سے زندہ کرنا حضور اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت خاصہ ہے۔ احیاء بین العشاءین بازار میں



ذکر الہی نماز تہجد۔ غافلین میں ذکر یہ سب مسنون ہونے حتیٰ کہ سنت کو ترک کر دینے کی زمانہ غفلت میں اگر کسی نے سنت پر عمل کیا تو اس کو شوہیدوں کی برابر ثواب ملیگا دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچاس صحابہ کے عمل کی برابر ثواب ملے گا۔ (للعامل منهم اجر خمسين منکم انکم تہجدون علی الخیر اعوانا وکلا یجدون) آپ نے صحابہ سے فرمایا یہ اسلئے کہ تم کو خیر پر مددگار اور اعوان ملتے ہیں اور ان کو نہیں ملیں ایسے وقت میں اعمال خیر نفس پر بہت شاق اور گراں ہوتے ہیں اسلئے ثواب بھی زیادہ ہے پس اس ماہ کے روزوں کی فضیلت بہ چند وجوہ ثابت ہوئے۔

(۱) غفلت کے وقت کاروزہ ہے جس میں ثواب زیادہ ہے۔  
 (۲) قرب فرانس کی فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس کے متصل رمضان کے فرض روزے ہیں۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت ہے اس ماہ میں جتنے زیادہ روزہ آپ رکھتے تھے کسی اور مہینہ میں اتنے نہ رکھے اس ماہ کو سرکار کے کثرت صیام کا شرف حاصل ہے۔

(۴) اللہم بارک لنا فی رجب و شعبان اس ماہ کے لئے دعائے برکت ہے۔ پس اس ماہ کے اعمال خیر میں برکت ہے منجملہ ان کے روزہ بھی ہے۔  
 (۵) تعظیم رمضان کاروزہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا ای الصیام افضل بعد رمضان اس کے جواب میں فرمایا قال شعبان تعظیماً لرمضان جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے۔

(۶) رفع اعمال کا مہینہ ہے جس میں روزہ محبوب ہے۔ رفع اعمال کی مزید بحث جمعرات کے بیان میں دیکھو۔

(۷) شرح شمائل میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ

عنها ورجح کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إن الله يكتب على نفس ميتة

تلك السنة فاحب ان ياتيني

اجلي وانا صائم

بیشک اللہ تعالیٰ اس سال میں ہر مرنیوالے

متنفس کو لکھتا ہے تو میں یہ پسند کرتا ہوں

کہ مجھے اجل اس حال میں آئے کہ میں روزہ

سے ہوں۔

(۸) پس ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اصل نکھی جا رہی ہو اس وقت روزہ کی بھوک

و پیاس کا اثر ہوتا کہ مستحق رحم و کرم ہو رمضان کے روزوں کے لئے ذوق حلاوت

اور لذت پیدا کرنے کے لئے تکرین بیروزہ ہیں۔

سوال۔ براہ کرم ماہ شعبان کے کچھ مخصوص روزہ اور اس کے فضائل بھی بیا

فرمائیے۔

جواب۔ جن نے تین روزہ اول شعبان میں اور تین وسطین میں آخر میں رکھے

اس کو ستر بیخبروں کا ثواب ملے گا اور گویا اس نے کامل ایک سال عبادت

کی اگر ان ایام میں مرا تو شہادت کا ثواب ملا رحیات الصائمین عن کنز الجواد

سوال۔ کیا پندرہ تاریخ کا بھی روزہ ہے

جواب۔ جی ہاں ہے حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

پندرہویں شعبان کے روزہ

اور رات کے قیام کی ترغیب

جب پندرہویں شعبان کی رات آئے تو

اس رات میں قیام کرو اور اس کے دن میں

روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ

إذا كانت ليلة النصف من

شعبان فتقوم ليلها وصوموا يومها

فان الله تعالى ينزل فيها الغراب

الشمس الى السماء الدنيا  
 فيقول الا من مستغصرا فاغفر له  
 الا مستغصرا فاسترقها اولا  
 مبتلى فاعان فيه! لا كذا الا كذا  
 يطلع الفجر

مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ

سورج چھتے ہی آسمان دنیا کی طرف نزول  
 اجمال فرماتے ہیں اس سے لازم معنی مراد ہیں  
 قرب اور تجلی پھر فرماتے ہیں کہ سو کوئی مغفرت  
 طلب کر نیوالا ہے تو میں اس کی مغفرت کروں  
 کوئی رزق چاہنے والا ہے تو اسکو روزی دوں کوئی  
 اہل بلا عافیت چاہنے والا ہے تو میں اسکو عافیت

دوں کوئی اور کسی شے کے لئے طالب عطا ہو تو میں اس کو وہ شے عطا کروں

اس طرح طلوع فجر تک نماز رحمت بلند رہتی ہے

اس حدیث سے پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھنا ثابت ہوا اور پندرہویں  
 رات کا قیام بھی ثابت ہوا پھر قوموں ایسا نہیں فرمایا لیل کو ظاہر کر کے تو مولیٰ لھا  
 فرمایا اس میں صومو یومہا کے ساتھ سخن مقابلہ میں اشارہ ہے جس طرح روزہ کیلئے  
 تمام دن درکار ہے اسی طرح اس قیام کے لئے بھی تمام رات مطلوب ہے یعنی  
 پندرہویں شعبان کا وہ اہتمام ہے کہ رات اور دن مکمل عبادت میں گزریں یعنی  
 ہر حصہ شب میں عبادت ہو جس پر ہی لیل کا اطلاق ہو یا لیل اللیل وسط شب  
 مراد ہے جو رات کا دل ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ کوئی سا حصہ رات بھی مراد  
 ہو سکتا ہے کیونکہ لیل کا اطلاق ہر حصہ پر آتا ہے لہذا بعض حصہ شب میں بھی نماز  
 پڑھ لی تو قیام اللیل کا ثواب مل گیا۔ بہر حال یہ رات تجلیات الہی اور رحمت  
 کبریٰ مغفرت عامہ کی رات ہے یاد الہی میں اس کو زندہ رکھنا ثواب ہے آج  
 کی رات کتنے ہی نام مردوں کی فہرست میں شامل کر دیئے گئے ثابت بالسنۃ  
 میں ہے کہ پندرہویں شب کو صحائف ملک الموت کو مل جاتے ہیں اور ان کو  
 حکم ہوتا ہے کہ اس میں جن کے نام ہیں ان کی رحوں کو قبض کر دو تو ایک شخص

باغ لگاتا ہے نکاح کرتا ہے مکان تعمیر کرتا ہے حال یہ ہے کہ اس کا نام مروی میں داخل ہو چکا ہے۔

سوال۔ ضمناً پندرہویں شب کا ذکر آگیا ہے تو مناسب ہوگا کہ مزید فائدہ کے لئے یہ بھی بیان فرمادیں کہ کیا اسی رات کو شب برات بھی کہتے ہیں۔ شب برات کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

جواب۔ جی ہاں مرقاۃً میں ہے کہ یہ ہی لیلۃ البرات یعنی شب برات ہے سال بھر تک کی موت رزق پیدائش حج وغیرہ کی قسمت اسی شب میں ہوتی ہے مشکوٰۃ میں بحوالہ بیہقی حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم جانتی ہو کہ آج شعبان کی پندرہویں رات میں کیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے فرمایا اس رات میں اس سال کے تمام بچوں کی پیدائش اور اس سال کے مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں اعمال بلند ہوتے ہیں۔ رزق اترتے ہیں۔ اشعثہ اللہعات میں ہے کہ احادیث میں آیا ہے کہ لکھے جاتے ہیں اس میں موت رزق اور وہ حاجی جو اس سال حج کریں گے۔

سوال۔ قرآن کریم سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقضا قدر کے معاملات اور موت و زیست کے فیصلے یہ سب لیلہ مبارکہ میں ہوتے ہیں فیہا یفراق کل امریکیم ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ فرق و تقسیم لیلہ مبارکہ میں ہوتی وہ شب قدر ہے آپ نے حدیث سے ثابت کیا کہ شعبان کی پندرہویں کو ہوتا ہے لہذا اس کا جواب تحریر فرمائیں۔

جواب۔ فرق تقسیم شعبان کی پندرہویں رات میں بھی ثابت ہے اس میں کسی کو

نزاع نہیں جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوا نزاع اس میں ہے کہ لیلہ مبارکہ سے مراد شعبان کی پندرہویں شب ہے یا شب قدر ترجیح اسی کو ہے کہ شب قدر ہو تو قرآن اور حدیث سے دونوں راتوں میں فرق اور تقسیم کا واقع ہونا ثابت ہوا دونوں راتوں کی بزرگی اور شرف کی وجہ سے اب یا تو پہلی رات میں فرق تقسیم اجمالی ہوتا ہوگا اور دوسری رات میں تفصیلی یا کسی ایک رات میں دنیوی امور کی تقسیم ہوتی ہوگی اور دوسری رات امور اخروی کے ساتھ خاص ہوگی یا کام کی ابتداء پہلی رات سے ہو کر اتہار دوسری رات پر ہوتی ہوگی۔ (مرقات)

سوال۔ کیا اس رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لے گئے تھے؟  
جواب۔ جی ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باری کی رات تھی فرمایا میں نے حضور

پندرہویں شعبان کو شب میں  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ  
کے قبرستان تشریف لے گئے۔

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس نہیں دیکھا میں آپ کی تلاش نہ کی تو میں نے آپ کو بقیع میں پایا اس حال میں کہ آپ اللہ کے سامنے سجدہ ریز تھے اور اتنا لمبا سجدہ کیا کہ مجھے یہ گمان ہو گیا کہ شاید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ نے میری جانب التفات کر کے فرمایا کیا تم اس امر سے ڈرتی رہیں کہ اللہ اور رسول تم پر ظلم کرے گا یعنی تمہاری باری دوسری بیوی کو دیدوں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ بیشک میرا گمان تھا کہ آپ کسی بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ یہ گمان ظلم کی صورت میں نہیں تھا بلکہ وحی الہی آجانے پر یا اجتہاد رائے کی بنا پر ایسا کیا جانا ممکن سمجھا۔ بہر حال غیرت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں حضرت عائشہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کو باہر نکال پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تسلی کے لئے اپنے باہر آنے کی وجہ بیان فرمائی کہ شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے۔

**شب برات اور بخشش کی کثرت** رفیغضرا لا کثر من عدد دشمہ غنما کلب کہ اس شب اللہ تعالیٰ بنی

کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی کہیں زیادہ گناہ گاروں کی مغفرت فرماتا ہے تمام عرب میں سب سے زیادہ بکریاں قبیلہ بنی کلب کی مشہور تھیں ان بکریوں کے برابر بھی نہیں فرمایا بلکہ ان کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ کثیر مخلوق کی مغفرت کیا جانا ظاہر فرمایا۔ سو چوکس قدر عظیم وسیع رحمت آج کی رات نازل ہوتی ہے مگر افسوس ان چند بد نصیبوں پر جو آج کی رات بھی حسد کی رحمت اور مغفرت سے محروم رہیں جن کا ذکر مندرجہ ذیل ہے۔ حدیث میں ہے

ان اللہ تعالیٰ لیطلع فی لیلة النصف من شعبان فیغفر لجميع خلقه الا مشرک او مشاحونہ  
پندرہویں شعبان کی شب کو انوار الہی طلوع کرتے ہیں پس اللہ اپنے سب خلق کی بخشش فرماتا ہے سوائے مشرک اور بغض رکھنے والے کے۔  
مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ

اس حدیث میں صرف دو کا ذکر ہے مشرک اور کینہ ور کا۔ بعض روایات میں ان لوگوں کا اور ذکر ہے قاطع رحم۔ سبیل۔ قاتل۔ عاق۔ مدمن خمر۔ شاعر۔ کاہن۔ عریث۔ جابی۔ شرطی۔ زانیہ۔ صاحب کو بیباغریہ۔ ان لوگوں کی بخشش بھی نہیں ہوتی۔ آج کی رات سب پر اللہ تعالیٰ رحمت و مغفرت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے مگر مذکورہ بالا لوگوں پر کس قدر اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب ہے کہ اس عہد رحمت سے ان کو نکال دیا گیا۔ اور محروم کر دیا گیا۔ (اشعہ اللہمات)

چاہئے کہ گریہ و زاری کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اور آئندہ  
 کے لئے باز رہنے کا عہد کریں۔ پس ان مانع مغفرت صفات سے توبہ ضروری  
 ہے اور ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ ذکر و قیام کے لئے فارغ ہو جائے  
 اور ترعیوب تفریح کروے اور غفرانِ ذنوب کے لئے دعا کرے۔ امام شافعی  
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے شب جمعہ  
 عیدین کی رات۔ رجب کی اول رات اور پندرہویں شعبان کی رات۔ ثابت  
 بالسنہ میں حضرت ابو موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شب قدر کے  
 بعد افضل شب شبِ برات ہے۔

سوال۔ قاطع رحم۔ سبل۔ قاتل۔ عاق۔ مدمن خمر۔  
 رشتہ کے قطع کرنے  
 ساحر۔ کاہن۔ عریث۔ جابی۔ شرطی۔ زانیہ۔ صاحب  
 والے کی بخشش نہیں  
 کو بیہ یا غرطہ۔ براہ کرم ان الفاظ کی ذرا تشریح بھی

فرمادیں تاکہ قبول توبہ اور مانع مغفرت صفات سے بچا جائے اور توبہ کی جائے  
 جواب۔ ثابت بالسنہ میں ان الفاظ کی کچھ تشریح ہے اور کچھ بیان  
 لطائف المعارف میں دونوں مستند کتابوں سے تشریح کی جاتی ہے۔  
 (۱) قاطع رحم۔ عزیزوں سے قطعیت کرنے کو کہتے ہیں بخاری و مسلم کی  
 حدیث میں ہے (لا یدخل الجنة قاطع) عزیزوں سے قطعیت کرنے  
 والا جنت میں داخل نہیں ہوگا پس رشتوں ناتوں کو توڑنے کا کتنا بڑا گناہ  
 ہے کہ جنت میں داخل نہیں ہوگا کسی نے بہن کو چھوڑ رکھا ہے کسی نے  
 ماں کو چھوڑ رکھا ہے کسی نے بھائی کو توڑ رکھا ہے سچے دل سے توبہ کرے  
 اور آئندہ عزیزوں سے حسن سلوک کا عہد کرتے تاکہ نزول رحمت  
 کا مستحق ہو۔

حد سے زیادہ کپڑا  
 (۳) مسبل یعنی حد سے زیادہ نیچا کپڑا پہننے  
 والا شریعت میں ہر چیز کی حد مقرر ہے کپڑے  
 پہننے میں بھی حدود معین ہیں۔

لٹکانے والے کی بخشش نہیں

حد مقررہ سے زیادہ کپڑا نیچے کرنے کو اسبال کہتے ہیں یہ ناپسندیدہ ہے  
 ازار اور پا جامہ کے لئے آخری حد سُخنہ ہے۔ سُخنے سے نیچا ازار یا پا جامہ  
 ہوگا تو منع ہے۔ حدیث میں ہے۔

تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ  
 نہ ان سے کلام فرمائے گا نہ نظر رحمت سے ان  
 کو دیکھے گا نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کو  
 دردناک عذاب ہوگا ولھم عذاب الیہما  
 کو آپ نے تین دفعہ پڑھا تو ابو ذر نے عرض  
 کیا وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہونے  
 والے خائب و خاسر انسان کون ہیں  
 فرمایا کپڑا لٹکانے والا احسان جتانے والا  
 اور جھوٹی قسم کھا کر تجارت کو رواج دینے والا

ثَلَاثَةٌ لَا يَكْفِيهِمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا  
 يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يَزِيدُهُمْ وَلَهُمْ  
 عَذَابٌ أَلِيمٌ فَقَالَ فَقْرٌ هَاهُنَا رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مَرَّارًا  
 قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مِنْ  
 هَذَا رَسُولِ اللَّهِ قَالَ الْمَسْبِلُ  
 وَالْمَنَانُ وَالْمَنْفِقُ سَلْعَةٌ بِالْحَلْفِ  
 الْكَاذِبِ - رِوَايَةٌ بِالسَّنَنِ

شرح مسلم میں امام نووی فرماتے ہیں کہ مسبل سے مراد ازار کو نیچا کرنے والا  
 ہے دوسری حدیث میں یہ لفظ ہے کہ جس نے تکبر سے کپڑا کھینچا تو معلوم ہوا کہ  
 اسبال کا عموم تکبر کی قید سے خاص ہے وعید کا مستحق وہی ہے جو تکبر سے  
 اسبال کرے ایسے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ نہیں دیکھے گا۔ اشعة اللغات میں  
 ہے کہ یہ حرام اور مکروہ اسبال فقط ازار ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ  
 قمیص اور عمامہ میں بھی اسبال ہوتا ہے ماثبت بالسنة میں ہے کہ اس مضمون



کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال  
الاسبال فی الانراس والقمیص  
والعمامة من جہشئنا خیدا ولم  
ینظر اللہ تعالیٰ الیہ یوم القیامۃ  
رہایت بالسنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسباب  
ازرار اور قمیص اور عمامہ میں ہوتا ہے جس  
نے ازراۃ تکبر کپڑے کو حد سے زیادہ نیچا  
کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس پر نظر  
عنایت نہیں فرمائے گا۔

پس آستین اور دامن کا قدر حاجت سے زیادہ دراز ہونا اسی طرح عمامہ کی  
شملہ کی درازی اور تعداد بھی زیادہ ہونا یہ سب اسبال میں داخل ہے قمیص  
کی درازی نصف پنڈلی تک ہونا یہ عزیمت ہے اور ٹخنہ تک رخصت ہے  
اس سے جو حصہ نیچا ہو وہ آگ میں ہے بخاری میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا (اسفل من الکعبین من الانراس فی الناس) جو ٹخنہ سے  
نیچا ازرا ہو گا وہ آگ میں یعنی قدم کا وہ حصہ جس پر یہ کپڑا ہو گا جہنم میں ہو گا قمیص  
اور قبا اور چغے کا بھی یہ حکم ہے کہ اس کا نصف ساق تک نیچا ہونا اولیٰ ہے  
اور ٹخنہ سے اوپر تک کوئی مضائقہ نہیں البوداؤد اور ابن ماجہ کی حدیث  
میں ہے (لا جناح علیہما بنہ وبن الکعبین ما اسفل من ذالک  
ففی الناس) کہ نصف پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان تک نیچا ہونے میں کوئی  
مضائقہ نہیں۔ ٹخنہ سے جو نیچا ہو گا وہ جہنم میں ہے اشعۃ اللمعات میں ہے  
(و حکم دامن قبا و پراہن نیز ہمیں است) آستین کی حد بند دست تک  
ہے بعض روایتوں میں انگلیوں کے سرے تک بھی ہے۔ عمامہ کی شملہ کی  
حد نصف پشت تک ہے اس سے زیادہ اسبال ہے آستین کی چوڑائی ایک  
بالشت تک ہے۔ عورتوں کے لئے بھی اسبال حرام ہے مگر مردوں سے بقدر

ایک بالشت یا ایک ہاتھ کپڑا زیادہ نیچا کرنا مستحب ہے بلحاظ ستر اور پردہ اگر عورت کے قدم پر ٹخنے تک ازار یا پا جامہ آجائے تو حرام نہیں بلکہ مستحب ہے بوجہ پردہ اور ستر ہاں مردوں کے لئے انگریزی طرز کی تیلون یا جامہ جو جوتوں پر سے گزرتے ہوئے نیچے زمین تک گھٹتے ہوئے چلتے ہیں اگر اذراہ تکبر ہے تو حرام اور مکروہ ہے اور مانع مغفرت ہے۔ اور اگر صرف اور عادت کی بنا پر ہے تو کبھی گراہت سے خالی نہیں ایسے نیچے پا جامے یا نیچا طرز کے تہبند باندھنے سے بچنا چاہئے جو نیچے زمین تک پہنچیں لازم ہے کہ آج کی شب اس گناہ سے توبہ کرے۔

(۳) قاتل یعنی ناحق قتل کرنے والا۔ اگر قتل مسلم پر اہل ایمان اور اہل زمین سب کے سب جمع ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ ان سب کو جمع کر کے دوزخ میں ڈالے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے رومن یقتل مومنا متعبد فجناہا کجھنما خالد۔ جس نے مومن کو قصداً قتل کیا اس کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے لازم ہے کہ آج کی شب سچے دل سے اس گناہِ عظیم سے توبہ کرے۔

(۴) عاق۔ ماں باپ کے نافرمان اور ایذا دینے عاق کی بخشش نہیں والے کو کہتے ہیں ریں ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کو کہتے ہیں اور (عقوق) بر کی ضد ہے ماں باپ کے ساتھ برائی سے پیش آنے اور ایذا دینے والے کو کہتے ہیں یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ماں باپ کے ساتھ برائی کرنے والا خدا کے نزدیک عاق ہے اور جنت سے محروم حدیث نسائی میں ہے لا یدخل الجنة منان ولا عاق ولا مد من حمما یعنی احسان کر کے احسان جتانے والا اور عاق یعنی ماں باپ کا موذی اور

ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا پس ماں باپ کے ساتھ  
احسان یعنی سبکی کرنا تقرب الی اللہ کا افضل ذریعہ ہے اور ان کے ساتھ  
گالم گلوچ مار پیٹا اور نافرمانی اور ہر طرح کی تکلیف اور ایذا دینے کا  
وہ گناہ عظیم ہے کہ اس کے سبب آج کے شرب مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی  
وسیع رحمت سے محروم ہے اور جنت کا داخلہ بند۔

عاق کے ایک معنی شرعی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جس نے ماں باپ کو تکلیف  
اور ایذا دی یہ مودی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عاق ہو گیا خواہ ماں باپ  
چاہیں یا نہ چاہیں اور خدا کے قہر و غضب کا مستحق ہے اور ایک معنی عرفی  
ہیں یعنی لوگوں میں معروف و مشہور ہیں کہ ماں باپ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بیٹے  
کو عاق کیا یعنی اس کو محروم الارث کیا یہ کوئی چیز نہیں باپ کے کہنے سے  
محروم الارث نہیں ہوگا مگر ہاں سخت ایذا قلبی پہنچنے کی دلیل ہے اکثر  
جب ہی یہ کلمات زبان سے نکلتے ہیں کہ تکلیف پہنچتی ہے۔ ماں باپ کو  
آفت تک کرنے کا حکم نہیں چہ جائیکہ سخت ایذا پہنچانا عظیم گناہ ہے سچے  
دل سے توبہ کر کے ماں باپ کو راضی کر کے خدا کو راضی کرنا اور آج کی شرب  
رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال ہو۔

(۵) دمن الخمر۔ ہمیشہ شراب میں مغمور  
رہنے والے کو کہتے ہیں یہ عادت بھی مانع  
مغفرت ہے توبہ کرور نہ آج بخشش نہیں

(۶) ساحر۔ جادو کرنے والے کو کہتے ہیں کچھ  
لوگ جادو کرنے اور کرانے میں اس قدر میاں

ہیں کہ ذرہ برابر خدا کا خوف نہیں رہا جہاں کسی سے عداوت ہوئی نقصان

پہنچانے کے لئے ایسے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں جو جادو کریں مگر فیض کلام الہی میں وہ تاثیر ہے کہ جادو بے اثر ہو جاتا ہے بہر حال جادو وہ گناہ عظیم ہے کہ مانع مغفرت ہے سچے دل سے توبہ کر کے آج کی رات رحمت اور مغفرت سے حصہ وافر حاصل کرنے کی کوشش کرو

(۷) کاہن جھوٹی غیب کی خبر بتلانے والے کو کہتے ہیں۔

کاہن کی بخشش نہیں | (۸) عریف۔ یہ بھی کاہن کی ایک قسم ہے جو چوری اور گم ہوئی شے کو رجبا بالغیب بتلاتے ہیں کہ فلاں

نے چرایا ہے۔ جس سے گھر گھر میں بدگمانیاں پھیل کر عداوتیں قائم ہو جاتی ہیں جیسا کہ آج کل ریل اور فالنامہ والوں نے پیشہ اختیار کر رکھا ہے کہ عورتیں آتی ہیں دریافت کرتی ہیں کہ میرا زیور جاتا رہا کس نے لیا ہے فالنامہ والے نے جھٹ فالنامہ کھول کر گھر میں کسی کا نشان بتلا دیا پس ایک بدگمانی کی جڑ قائم کر دی ان بعض الظن اثم ایسی بدگمانیوں ہی کے متعلق فرمایا گیا ہے ایسے کام سے توبہ کریں یہ مانع مغفرت ہے اور گناہ سے پیسہ کمانا ناجائز ہے۔

جابی کی بخشش نہیں | (۹) جابی مالگذار جو حرام مال جمع کرے امام نووی فرماتے ہیں وهو استخرا ج المال من مطاوعا وہ ہر

گمان کی جگہ سے مال نکالنے والا ہے تو اس معنی کو طرح طرح کے طریقے ایجاد کر کے قانون بنا کر مخلوق الہی کو پریشان کرنے اور ان سے روپیہ بھرنے والے بھی اس میں داخل ہوں گے۔ آج کی رات سچے دل سے توبہ کریں اور ایسے آئین و قوانین بنائیں کہ جن سے مخلوق خدا کو آرام و راحت پہنچے تاکہ مغفرت اور آخرت کی راحت و آرام کا سبب ہو۔

ظالموں کے مددگار کی بخشش نہیں۔ (۱۰) شرطی۔ پولس کے سپاہی کو

کہتے ہیں مگر یہاں ظالموں کے نائب اور اعوان مددگار سے مراد ہے جو چوکیدار اور محافظ ہوتے ہوئے چوروں کی ہمت افزائی کر کے چوری کرائیں ڈاکے ڈلوائیں اور ظالموں کی مدد کریں آج سب سچے دل سے اس عظیم گناہ سے توبہ کریں ورنہ یہ قبول توبہ اور مغفرت سے مانع ہے۔

(۱۱) زانیہ۔ زانیہ عورت جو کناہوں کی جڑ اور اصل بنی ہوئی ہے اس شب میں اس کی مغفرت نہیں۔ محرک زنا عورت ہے کیونکہ عورت کا حسن و جمال ظاہر کرنا ہی اولیٰ اور اصلی سبب زنا کا ہے چاہئے کہ اس سے توبہ کرے تاکہ سینکڑوں مرد بھی تائب ہو جائیں اور چکلہ میں جانا چھوڑ دیں زنا غضب الہی کا سبب ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں اور بندوں کے ساتھ خیانت سے خدا غیور ہے اس کی غیرت سے ڈرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا کہ آگ کے شعلوں کے ساتھ ننگے مردنگی عورتیں بلند ہو کر اوپر آتے ہیں پھر نیچے چلے جاتے ہیں معلوم ہوا کہ زانی مرد زانیہ عورتیں ہیں جن پر یہ عذاب ہو رہا ہے۔

(۱۲) مشاہین۔ کینہ اور بغض رکھنے والے اہل کینہ اور بغض کی بخشش نہیں

کو کہتے ہیں۔ بغض مانع مغفرت ہے

دیکھو صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ پیر اور جمہورات کو ابواب جنت کھلتے ہیں ہر ایک کی بخشش ہوتی ہے مگر مشرک اور اس شخص کی نہیں ہوتی سے جو اپنے بھائی سے عداوت اور بغض رکھے یہاں تک کہ صلح کر لیں امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ اس سے صحابہ کرام کا بھی بغض دل میں رکھنا مراد ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے وہ فرقہ مراد ہے کہ جو اپنے خلاف تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر کہتے ہیں اور سلف صحابین سے بغض رکھتے ہیں۔ اسی میں وہ بغض بھی داخل ہے جو

بے دینیوں کو دین اور اہل دین اور علماء و صوفیاء سے بغض ہوتا ہے اہانت  
 آمیز کلمات تلمذ وغیرہ لقب سے یاد کرتے ہیں اور صلحاً سے نفرت رکھتے ہیں۔  
 اسی طرح بعض مغرور امرا و غریبار سے بغض رکھتے ہیں اہل پیشہ اہل پیشہ سے  
 کینہ اور بغض رکھتے ہیں غرضکہ عوام ہوں یا خواص سب سے بغض و عداوت  
 رکھنا مانع مغفرت ہے خواص امت کے ساتھ بغض رکھنا اور بھی زیادہ  
 تباہی اور ہلاکت کا باعث ہے حدیث میں ہے من عادى لى وليا فقد  
 آذنته بالحرب (ولی سے عداوت اور لڑائی جھگڑا رکھنا اللہ سے لڑائی  
 ہے۔ لڑائی میں جان و مال کا نقصان ہے تو اس حرب اور لڑائی میں ایمان  
 کا نقصان ہے بلقیات الكبرى للشعرانی میں ہے کہ بغض کے لئے اولیاء  
 کا علم ظاہر بغض کے لئے ان کے اسباب کی پابندی بغض کے لئے ان کی  
 ظاہری وجاہت و خوشحالی حجاب بن جاتا ہے اور سب سے برا حجاب  
 مماثلہ مشاکلہ ہے جیسا کہ کفار نے انبیاء کے لئے کہا تھا لا بشرأفدا و احدا  
 نتبعہ) کیا ہم اپنے جیسے بشر کی پیروی کریں گے چنانچہ منافرت کے اسباب  
 میں سے ایک سبب بغض کے لئے معاشرت بھی ہے معاصرین میں زیادہ  
 انکار ہوتا ہے حکمت الہی بھی اسی کی مقتضی ہے کہ کسی ایک کے اعتقاد پر  
 سب خلقت جمع نہیں ہوتی اگر ایسا ہوتا تو اولیاء سے صبر کا اجر فوت ہو جاتا۔  
 عناد پسند لوگوں کے عناد کا تو یہ عالم ہے کہ اگر کسی نام نہاد مولوی بزرگ  
 صورت سے کوئی عیب ظاہر ہو جائے تو بس اب تمام مولویوں علماء کو برا  
 کہنا شروع کر دینگے حالانکہ ایک کی برائی سب کے لئے مورد الزام کیسے  
 ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا رکلا تفسوا و انفسا تہ و ذر آخر علی کہ ایک کی  
 برائی اور گناہ سب کو الزام کیسے دیا جاسکتا ہے۔ ارادت و محبت یہ نشان

سعادت ہے اور نزل رحمت کا باعث۔ تمام کینوں عنادوں بغضوں سے سینہ کو محفوظ رکھنا اسی کو سلامت صدر کہتے ہیں یہ اعمال میں سب سے افضل عمل ہے صحابین نے اللہ تعالیٰ سے اس افضل عمل کو طلب کیا ہے اور دعا کی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے (وَلَا تَجْعَلْ فِي قَلْبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا) الہی ایمان والوں کے کینہ سے ہمارے دلوں کو محفوظ رکھ لیغض سلف صحابین کا کہنا ہے کہ کوئی انسان فقط کثرتِ نماز اور روزے کے سبب اعلیٰ مقام پر نہیں پہنچا جو بھی پہنچا سلامت صدر سخاوت نفس امت کی خیر خواہی کے سبب پہنچا حسد و بغض میں تخریبی رجحانات زیادہ پیدا ہو جاتے ہیں کسی کو اپنے سے بلند دیکھا تو بجائے اس کے کہ رشک میں بلند سے بلند ہونے کی کوشش کریں اس میں عیوب نکال کر گرانے کی کوشش کریں گے۔ تخریبی حسد کی بجائے تعمیری رشک کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے تاکہ کامل سے اکمل اور حسین سے حسین تر ہوتے چلے جائیں تاکہ کمال کا حسن و جمال عالم میں زیادہ پھیلے لازم ہے کہ آج کی رات کینہ بغض سے توبہ کریں۔

(۱۴) صاحب کوہ و عرطبہ کی بھی آج شب کو مغفرت نہیں رکوبہ زرد یعنی چوسر وغیرہ کھیل کو کہتے ہیں۔ ابن ماجہ میں ہے رمن لعب بالنرد فقد عصى اللہ ورسولہ کہ جس نے زرد کا کھیل کھیلا اس نے اللہ رسول کی نافرمانی کی دوسری حدیث میں ہے رمن لعب بالنرد شيرفکامنما غمسن یدة فی لحم خنزیر ودمہ (ابن ماجہ ۲۷۵) یعنی جو زرد شیر کھیلا گویا اس نے اپنے ہاتھ سور کے گوشت اور خون میں ڈبوئے۔ پس چوسر تاش وغیرہ کھیل میں اپنا وقت ضایع کرنے والے اپنے اس مشغلہ کو دیکھیں اور توبہ کریں کہ آج مغفرت نہیں کوہ کے معنی طبہ کے بھی ہیں اور عرطبہ

کے معنی عود یعنی لکڑی کے ہیں جیسا کہ ماثب بالسنہ میں ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ طہارہ سازگی سے مشغول رکھنے والوں کی بھی بخشش نہیں اس کام کو بھی سچے دل سے چھوڑیں اور آج توبہ کریں ورنہ یہ کام بھی قبول توبہ اور مغفرت سے مانع ہے۔

(۱۵) عشار ظلم سے محمول لینے والے کو کہتے ہیں اس سے بھی آج کی رات توبہ کرنی چاہیے۔

(۱۶) شاعر شعر کہنے والے کو کہتے ہیں اس سے مراد وہ شاعر ہے جو فحش گو اور حیا سوز اشعار لکھ کر مخلوق کو بے حیا بنانے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کا پیٹ لہو پیپ سے بھر جانا اس سے بہتر ہے کہ ایسے اشعار سے معمور ہوں ایسی شعر و شاعری سے خدا ناراض ہو اس قسم کے مخرب اخلاق شعراء آج کی رحمت و مغفرت سے محروم ہیں وہ شعراء جو حمد الہی و نعت مصطفیٰ اور دین و قوم کی خدمت کرنے والے ہیں وہ مستحق صدمہ مبارکباد ہیں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شعراء اسلام ان شعراء کے لئے مشعل راہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا کلام سنتے تھے اور خدا سے ان کی تائید و نصرت کے لئے مدد مانگتے تھے یہاں تک اسی لئے مضمون کو طویل کیا گیا ہے تاکہ وہ اوصاف جو قبول توبہ اور مغفرت سے مانع ہیں وہ معلوم ہو جائیں تو بندگان خدا ان سے تائب ہو کر آج کی رحمت بھری رات کی برکتوں سے مالا مال ہوں نہ معلوم آئندہ سال تک حیات وفا کرے یا نہ کرے۔ پندرہویں شعبان کی رات آخری رات سمجھ کر تمام گناہوں سے توبہ استغفار کر کے ذکر الہی اور قیام اللیل میں گذاریں۔



شعبان کی پندرہویں شب کو کیا کیا اعمال مستنون ہیں

سوال مختصر طور پر فرمائیے کہ آج پندرہویں شب کو کیا کرنا ہے اور کل کیا کرنا ہے؟

جواب۔ کل دن میں روزہ رکھنا ہے اور

آج شب کو یہ کام کرنے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ہو سکے تو قبرستان جا کر مومنین مومنات اور شہدا کے لئے دعائے مغفرت کرنا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے۔

رما ثبت بالنسۃ ۲۱۶

(۲) خدائے تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت اور اپنے حاجات کیلئے دعا

کرنا بہتر ہے کہ استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الہی القیوم ذنوب الیہ پڑھے اور اسم الہی القیوم کے توسل سے اپنے مردہ دلوں کے زندہ ہونے کی دعا کرے یا پڑھے رَبِّ اغْفِرْ وَتُبْ عَلٰی اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ اٰخِرُتِیْ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس استغفار کو بکثرت پڑھتے تھے۔

(۳) مطابق فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو موالیہا قیام اللیل کی فضیلت حاصل کرنا یعنی عشا اور فجر کو جماعت سے نماز پڑھے اور اس رات کچھ نوافل بھی ادا کرے تفسیر کبیر ص ۲۲۶ اور غنیہ الطالبین میں سور کعت بعد الحجہ دس دس قل هو اللہ کے ساتھ پڑھنا لکھا ہے مگر مختصر وہ نماز ہے کہ جس کو جو اہر خمیس میں لکھا ہے کہ بارہ رکعت تہجد کی سورہ فاتحہ کے بعد چاس چاس قل هو اللہ شریف کے ساتھ ادا کرے انشاء اللہ قیام اللیل کی فضیلت حاصل ہو جائیگی بہتر یہ ہے کہ دو رکعت کے بعد یہ بھی دعا پڑھے۔

اللہم اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَّتِيْ  
فَاَقْبِلْ مَعْدَا سِرِّيْ وَتَعْلَمْ حَاجَتِيْ

الہی تو میری ہر بات کو جانتا ہے پس میری  
محدثت کو قبول فرما اور تو میری حاجت کو جانے

فَاعْطِنِي سَوَالِي وَتَعَلَّمْ مَا فِي نَفْسِي  
فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا  
يَبَاشِرُ قَلْبِي وَيَقِينًا صَادِقًا حَتَّى اَعْلَمَ  
اَنْهُ لَا يُصِنِّي اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِي  
وَاسْرَضِنِّي بِقَضَائِكَ هـ

(ماثبت بالسند ۲۱۶)

پس میں جو تجھ سے طلب کرتا ہوں عطا  
فرما اور جو میری نفس کے اندر سے اس کو تو  
جانتا ہے پس مغفرت کر میں تجھ سے دعا  
کرتا ہوں ایسے ایمان کا جو میرے قلب سے  
متصل رہے اور ایسا سچا یقین طلب کرتا  
ہوں کہ یہ حقیقت روشن ہو جائے کہ مجھ تک  
وہی چیز ہو چکی جو تو نے میرے لئے لکھی ہے  
اور مجھ کو راضی کر دے اپنے فیصلہ پر۔

اگر کہ مکرمہ میں ہو تو سبحان اللہ بعد طواف مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھ کر یہ  
مانگے ورنہ جہاں کہیں ہو شب براءت میں دو رکعت پڑھ کر یہ دعا مانگے ماثبت  
السند میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب زمین پر اترے تو طواف  
کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے مذکورہ بالا دو رکعت پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا کہ اے آدم تم نے وہ دعا کی ہے کہ اس کی وجہ سے ہم نے تمہاری دعا  
قبول کی اور تمہاری مغفرت فرمائی اور تمہاری ذریت میں سے تمہارے بعد  
جو کوئی یہ دعا مانگے گا مغفرت کے ساتھ اُس کے غم کو دور کر دینگا اور ہر تاجر کی  
تجارت سے اُس کی تجارت کو زیادہ کروں گا اور اُس کے پاس دنیا ناک  
رگڑتی ہوئی آئے گی۔

موسم زمیں بہتر یہ ہے کہ نوافل کے اندر سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ کے  
بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھے۔

میرے خیال میرے دل نے سجدہ کیا  
میرا دل تجھ پر ایمان لایا یہ میرا ہاتھ ہے اور وہ

سَجَدَ لَكَ خِيَالِي وَتَوَادِي  
وَ اَمِنْ بِكَ فَوَادِي فَهَذَا كَيْدِي

گناہ ہیں جو میں نے اس ہاتھ کے ذریعہ اپنے  
نفس پر کئے۔ اے عظمت والے امید کی  
جاتی ہے میرے عظیم شے کی پس میرے عظیم گناہ کی  
منفرت فرما۔ سجدہ کیا میرے چہرہ نے اس ذات  
کو جس نے اسکو پیدا کیا اور جس نے اسکو شکل  
و صورت و سماعت و بصارت عطا کی۔

## پھر دوسرے سجدہ میں یہ پڑھے

میں پناہ مانگتا ہوں تیرے غصہ سے تیری  
رضاء کے ساتھ اور پناہ مانگتا ہوں میں  
تیرے عذاب سے تیری معافی کے ذریعہ  
اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے تیرے ہی ذریعہ  
تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ذات کی تعریف  
کی میں اس طرح کہتا ہوں جس طرح میرے بھائی  
داؤد نے کہا۔ پس میں اپنا چہرہ اپنے مولیٰ  
کے واسطے خاک آلود کرتا ہوں اور سزا دار  
ہے اس کیلئے (ایسا ہی) سجدہ کیا جائے۔

وَمَا حَنَيْتُ بِهَا عَلَى نَفْسِي يَا عَظِيمَ  
يَرْجِي بِكُلِّ عَظِيمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ  
الْعَظِيمَ وَجَمِي لِّلَّذِي خَلَقَنَا وَ  
صَوَّرَنَا وَشَقَّ سَمْعَنَا وَبَصَرَنَا

اَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ  
اَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ  
اَعُوذُ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ كَمَا اَنْتَ  
عَلَى نَفْسِكَ اَقُولُ كَمَا قَالَ اَخِي  
دَاوُدُ وَجَمِي فِي التُّرَابِ لَسِيدِي  
وَحَقُّ لَنَا اَنْ يُسَجِّدَنَا  
رما ثبت بالسند

(۵) اس رات میں یہ دعا بھی پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تَحِبُّ الْعَفْوَ  
فَاعْفُ عَنِّي اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ  
وَالْعَافِيَةَ وَالْمَعَاوَاةَ الدَّائِمَةَ فِي

الہی تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے کریم  
ہے معافی کو پسند کرتا ہے مجھکو بھی معافی سے  
الہی میں تجھ سے عفو اور رعایت اور دنیا فاجر

اللَّيْلُ وَالْأَخِرَةَ هـ  
 میں دائمی معافی کا خواستگار ہوں۔  
 ابو الحسن بکری فرماتے ہیں کہ اس شب کی دعائوں میں بہتر وہ مذکورہ بالا دعا ہے  
 جو شب قدر میں پڑھی جاتی ہے اور لیلة القدر کے بعد افضل رات یہی ہے لہذا  
 اس میں بھی وہی دعا بہتر ہے۔ (ماثبت بالسند)

(۶) اس رات میں حضرت عمر اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضوان اللہ تعالیٰ  
 علیہم اجمعین یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللهم ان كنت كبتنا اشقياء  
 فامحمد و الكبتنا سعداء وان كنت  
 كبتنا سعداء فابنتنا فانك  
 تمومنا لشاء وتثبت وعندك  
 اما الكتاب رمرقات ص ۱۷۱  
 اے اللہ اگر آپ ہمکو شقیوں میں لکھا ہے تو  
 اس شقاوت کو مٹا دے اور اگر ہمکو سعید لکھا ہے تو  
 اس سعادت پر قائم رکھیے بیشک جس کو  
 آپ چاہیں محو اثبات کر سکتے ہیں آپ کے  
 پاس ام الكتاب ہے۔

سوال۔ براہ کرم یہ معنی اور حل کر دیں کہ اجال اور حیدر حکیمانہ احکام کی تقسیم  
 اور نزول قرآن لیلہ مبارکہ میں ثابت ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد  
 فرمایا انا انزلناہ فی لیلة مبارکہ انا کنا منذرین فیہا یفراق کل امر حکیم  
 امرأ من عندنا۔ جمہور اس طرف ہیں کہ وہ لیلہ مبارکہ شب قدر ہے کیونکہ اس  
 قرآن کے نزول کی خبر ہے یہ صفت شب قدر کی ہے جیسا کہ سورہ انا انزلناہ  
 ہے انا انزلناہ فی لیلة القدر اور اسی شب میں تفریق اور تقسیم کا کام بھی  
 بتلا یا گیا تو اب یہ ثابت ہوا کہ شب قدر ہی میں ازراق اور اجال کی تقسیم ہوتی  
 ہے نہ کہ شب براءت میں اور حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ شب براءت میں جنتی  
 ہے لہذا دونوں کے درمیان تطبیق کیا ہے بیان فرمائیں۔

جواب۔ ص ۲۰۵ ماثبت بالسند میں اس کی تطبیق اس طرح بیان کی گئی ہے

کہ کتابت کا کام نصف شعبان کی رات سے شروع ہوتا ہے اور لیلۃ القدر میں تقسیم اور تفریق کا کام مکمل ہو جاتا ہے۔ مرقعات میں ہے کہ دونوں راتوں کی شرف اور بزرگی کے سبب ممکن ہے فرق اور تقسیم کا کام دونوں راتوں میں ہوتا ہو ہو سکتا ہے کہ ایک میں تفصیلی ہو یا دوسرے میں اجمالی ہو ایک رات امور دنیوی کے ساتھ خاص ہو اور دوسری رات امور دینی کے ساتھ مخصوص ہو فہرست مختلف ہوں۔

سوال۔ ایک خدشہ اور باتی رہ گیا براہ کرم اس کا بھی مختصر سا جواب مرحمت فرمائیں کہ متعدد احادیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سال کے اندر کوئی مرنے والا نہیں ہوتا مگر اس کی موت شعبان میں لکھی جاتی ہے فاحب ان بکتب اجلی وانا فی عبادتہ ساری وعمل صالح پس جھکو محبوب ہے کہ میری اجل اس حال میں لکھی جائے کہ میں رب کی عبادت اور عمل صالح میں ہوں دوسری حدیث میں رفاعب ان لا ینسخ اسمی الا وانا صائم) مجھے یہ پسند ہے کہ میرا نام نہ لکھا جائے مگر اس حال میں کہ روزہ سے ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روزہ تو دن میں ہوتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کتابت رات کو ہوتی ہے رات محل روزہ نہیں دن میں روزہ ہے تو محل کتابت نہیں تو پھر یہ کیسے صادق آتا ہے کہ میں اسلئے روزہ رکھتا ہوں کہ اجل کی کتابت بحالت روزہ ہو۔

جواب۔ ثابت بالسنہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کتابت دن میں ہوتی ہو اور شب کو صحیفہ فرشتوں کو پیش کئے جاتے ہوں جیسا کہ حدیث میں آیا بھی ہے کہ شب کو صحیفہ ملائکہ کو دئے جاتے ہیں ان کو حکم ملتا ہے کہ اس میں جس کے نام

ہوں اُن کی روح قبض کر ویہ بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد روزہ کی بھوک پیاس کا اثر یعنی ضعف ہو جو کتابت اجل کے وقت نزول رحمت کا باعث ہو۔

سوال۔ کیا شعبان کے نصف آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے؟

جواب۔ جی ہاں اگر ضعف لاحق ہو تو منع ہے ورنہ اجازت ہے۔  
یہ بھی شفقت کی بنا پر ہے۔ (مواہب ص ۱۲۶)

سوال۔ حکمائے اسلام نے ماہ شعبان کو کن مہات کے لئے خاص کیا ہے؟  
جواب۔ تائیس مصالحتات۔ زوال بغض اور سخت دلوں کا نرم کرنا اور جانوروں کی اصلاح ان کاموں کی لئے اس ماہ میں اعمال زیادہ موثر ہوتے ہیں ورنہ عمومیت کے ساتھ ہر ماہ یہ اعمال ہو سکتے ہیں۔

سوال۔ اس ماہ کا ذکر خاص اور اسم خاص بھی بتلائیں۔

جواب۔ اس ماہ کا ذکر خاص (اللہ اکبر) اور (لا الہ الا اللہ) نو نو مرتبہ پڑھ کر اسم خاص یا علیہ یا حنیف یا ۲۲۳ بار پڑھے پھر کوئی عمل شروع کیا جائے۔ روزہ کے ساتھ عمل اور بھی قوی ہو گا می باید کہ در روز عمل روزہ دار بود جز لا الہ الا اللہ

سوال۔ براہ کرم کوئی عمل بھی تعلیم کریں۔

جواب۔ اچھا سخت دل کو نرم کرنے کے لئے

ایک عمل لکھا جاتا ہے روزہ رکھ کر پہارت کے

ساتھ (ناخن نچی اموئے رکو) مبین تک،

سخت دل کو نرم کرنے

اور بغض دور کر کے محبت

پیدا کرنے کیلئے مجرب عمل

گلاب زعفران کے ساتھ ایک چینی کی طشتری پر لکھے بارش کے پانی سے دہو کر

پھر اس پانی پر پوری سورہ یسین پڑھ کر دم کرے انشاء اللہ جس سخت قلب کو

یہ پانی پلائے گا وہ نرم دل ہو جائے گا۔ اور اگر اسی دم کئے ہوئے پانی کو تین دن تک غیر آباد مکان یا دکان پر چھڑکے گا تو ضرور انشاء اللہ مکان یا دکان میں آبادی ہو جائے گی مگر مہینہ کی پہلی جمعرات میں یہ عمل ہو۔ اگر آئیہ کریمہ القیت علیک صحبتہ منی بھی پڑھ کر دم کر دیا جائے تو عمل اور بھی زیادہ قوی ہو جائے گا بخت پیدا ہوگی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آئیہ کریمہ توجہ تسخیر خلائق اور جذب قلوب کے لئے اکیس برس سے نیز تم قسمت قلوبکم (کو) یعلمون تک کاغذ پر لکھے اور اس شخص کا نام بھی لکھے کہ جس کے سخت دل کو نرم کرنا چاہتا ہے خواہ حاکم کا ہو یا کوئی اور مطلوب و محبوب۔ پھر اس کاغذ کو شہر کے کسی بلند مقام پر دفن کر دے انشاء اللہ تعالیٰ سخت دل نرم ہوگا اور غصہ فرو ہو جائے گا۔

**مخفی امور پر اطلاع** (۲) ماہ شعبان کا ایک اور عمل لکھا جاتا ہے جو پوشیدہ اور مخفی امور پر اطلاع حاصل کرنے کے لئے پڑھا جاتا ہے شعبان کی اول جمعہ کی شب کو سوہا لقمان کی یہ آئیہ کریمہ یا بنی انہا (کو) خیراً تک لکھ کر تیکہ کے نیچے رکھے اور سر کے نیچے رکھ کر سو جائے سونے سے پہلے یہ دعا پڑھے سبحان من لا یخفی علیہ سبحان الذی لہرقد بہا، سبحان الذی مفاتیح القلوب بیدارہ والافلاک باصرہ۔ انشاء اللہ خواب میں معلوم ہو جائے گا کہ مسافر زندہ ہے یا مر گیا یا بیمار ہے گا یا تندرست ہوگا۔ (حرز الامان)

**فضائل پیدا کرنے اور رذائل دور کرنے کیلئے مجرب عمل** سوال کیا گیا

شب بارت

میں بھی کوئی عمل پڑھا جاتا ہے۔

جواب۔ جی ہاں اکتساب فضائل اور ازالہ رذائل کے لئے عمل پڑھا جاتا ہے سبحان العلی الاعلیٰ الوہاب سورہ ۳ مرتبہ پڑھ کر الذی خلقنی فہو یہدین  
تو مرتبہ پڑھے انشاء اللہ عمدہ محاسن اور فضائل کی طرف راہ ملیگی اور بے  
راہ روی دور ہوگی اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ حاصل ہوں گے۔

## رمضان

سوال۔ رمضان اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے۔

جواب۔ اسلامی سال کا نواں مہینہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ان الجنة تزخرف رمضان من سراسر المحول الی حول قابل،  
تمام سال جنت رمضان کے لئے آراستہ ہوتی ہے حدیث میں آیا ہے  
راذا جاء رمضان فتحت ابواب الجنة رمضان میں جنت کے دروازے  
کھل جاتے ہیں تو اسی بہار کا عکس ہے جو بہار رمضان میں نظر آتی ہے  
حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دئے  
جاتے ہیں دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں شیاطین باندھ  
دئے جاتے ہیں جب مسلمانوں نے کامل ایک ماہ کی اہم عبادت کے لئے  
دل کشادہ کر لیا تو خدائے تعالیٰ نے ان کے لئے عالم بالا کے دروازے  
کشادہ کر دئے تاکہ رحمت الہی نازل ہو جب انھوں نے شہوت کے دروازے  
بند کر لئے تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے دروازے ان پر بند کر دئے جب  
انہوں نے روزہ جیسی صفت حق سے قرب معبود حاصل کر لیا تو بعد میں لیجانے



والی تمام شیا لینی تو تیں بانڈھ کر علیحدہ کر دی گئیں۔  
 سوال۔ رمضان میں سب مسلمان اجتماعی صورت میں روزہ کی عبادت میں مشرور ہوتے ہیں اس میں کوئی حکمت ہو تو بیان فرمائیں۔  
 جواب۔ اس اجتماع میں علماء اور اولیاء کاملین بھی ہوتے ہیں ان کی عبادت کے ساتھ جب عوام کی عبادت ہی پیش ہوگی تو مولیٰ کریم کا کرم اس سے بلند ہے کہ خواص کی عبادت کو قبول فرمائے اور عوام کی ناقص عبادت کو رد فرما دے بلکہ کاملوں کی عبادت کے صدقہ میں ناقصوں کی عبادت کو بھی قبول فرمائے گا نیز حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ ناقص کی عبادت کاملین کی عبادت کے انوار سے روشن ہوتی ہے۔

## عمل

سوال۔ رمضان کا مہینہ کن مہات کے لئے خاص ہے۔  
 جواب۔ تقویتِ حائزہ۔ دفعِ نسیان۔ حفظِ علوم۔ کشفِ مشکلات۔ دفعِ کسلِ اطاعات کے لئے اس میں اعمال زیادہ موثر ہوتے ہیں اگرچہ عموماً کے ساتھ دوسرے ماہ میں بھی یہ اعمال ہو سکتے ہیں۔

سوال۔ رمضان کے مہینہ کا ذکر اور اسم خاص بھی بتلائیں۔  
 جواب۔ ذکر اللہ اکبر۔ ولا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ۲۹ مرتبہ اسم خاص یا حی یا قیوم ۱۹۵۱ مرتبہ پڑھ کر کچھ عمل شروع کرے۔

سوال۔ براہ کرم کوئی عمل بھی پڑھنے کو بتلائیں۔  
 جواب۔ کشفِ مشکلات کے لئے عمل لکھا جاتا ہے بعض دفعہ انسان ایسی مشکل میں پھنس جاتا ہے

کشفِ مشکلات  
 کے لئے عمل

جس طرح کہ کوئی بھنور میں کھنس جاتا ہے یہ حالت ہوتی کہ اب ڈوبا ایسے وقت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے خاص وظیفہ ارشاد فرمایا ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْمُنْتَهٰی الْمُنْتَهٰی الْمُنْتَهٰی وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ بکثرت پڑھے دعا مانگے کہ الہی تمیری مدد اور قوت سے اس بھنور سے نکل سکتا ہوں ورنہ ڈوبا میری دستگیری فرما اور مجھے نکال۔ انشاء اللہ غیبی مددوں کے ساتھ وہ نکلے گا۔ (ابن اسنی)

اَلِیضًا رَمَضَانَ كَاِیْكَ عَمَلٍ اَوْ یَہِی تَبَلًا یَا جَانَا  
**وسعت رزق کے لئے**  
**محبتر عمل**  
 ہے جو حرز الامان میں جو الہ در النظم درج ہے کہ جو کوئی رمضان کی رویت ہلال کے وقت

تین بار سورہ انا فتحنا تلووت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سال اس پر رزق کو وسیع کرے گا اور دروانے روزی کے اس پر کھل جائیں گے سورہ فلق کی تلاوت اگر کرتا رہے تو یہ بھی توسیع رزق کے لئے بجد نافع ہے۔ سوال۔ پہلی تاریخ رمضان کی کن مہات کے لئے خاص ہے۔

جواب۔ شکست عدو و تفریق فساد و ظلمہ۔ اسرار خفیہ پر اطلاع کے لئے خاص طور پر اعمال زیادہ موثر ہوتے ہیں یوں ہر وقت عمل ہو سکتا ہے۔

رمضان کے اول جمعہ کو طہارت کاملہ کے ساتھ پھر  
 عصر کے درمیان آیہ کریمہ وان یرید وان یخدع  
**تسخیر حکام کے لئے**  
**محبتر عمل**  
 رکو، عنایت حکیمہ تک ایسے کپڑے پر بکھے جو

اونی ہو یا ریشمی مگر یہ رنگا ہوا مسرخ یا زرد یا سبز رنگ ہو پھر اس کی ٹوپی بنا کر سر پر رکھے اور حاکم سے ملے انشاء اللہ جس سے بھی ملے گا وہی منقاد ہوگا ہوگا ہیبت عزت دلوں میں پیدا ہوگی کراہت نفرت دل سے دور ہوگی۔

سوال۔ کوئی عمل ایسا بتلائیں بعض مرتبہ فساق جمع ہو کر غنڈہ گردی کرتے ہیں ان کی جماعت متفرق ہو جائے تو کونسا عمل

جماعت فساق کی تفریق کا مجرب عمل

جواب۔ اس کا خاص عمل یہ ہے جو کوئی سورہ نحل کو لکھے اور کسی برتن یا بوتل میں رکھ کر مضبوط ڈاٹ لگا کر منہ بند کر دے پھر اس فسق و فجور کی منزل میں دفن کر دے انشاء اللہ سب تترتیر ہو جائیں گے اور فسق و فجور کی جمعیت منتشر ہو جائیگی۔ (حزر الامان)

دیکر۔ سہ مزمع و یولون الدہبہ۔ اس آیت کریمہ کی بھی یہی خاصیت ہے جو کوئی ایک مشت خاک پر دم کر کے شاہرت الوجوہ پڑھتا ہوا اس مشت خاک کو ان کی طرف پھینک دیکے تو انشاء اللہ مخالف عناصر درہم برہم ہو جائیں گے۔

## شوال

سوال۔ ماہ شوال اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے؟

جواب۔ ماہ شوال اسلامی سال کا نوواں مہینہ ہے۔

سوال۔ اس ماہ کی کچھ فضیلت بھی بیان فرمائے۔

جواب۔ اس ماہ کا پہلا دن عید کا دن ہے یہ دن خدا کی رضا اور اس کی مغفرت

اور انعام اکرام پانے کا دن ہے۔ جب اس کے بندے تراویح شب بیداری

روزہ وغیرہ عبادت طاعات سے فارغ ہو کر نماز عید کے لئے جمع ہوتے ہیں

تو خدا ان عابدین کے ذریعہ ملائکہ پر فخر کا اظہار فرماتا ہے۔ کیونکہ ملائکہ ہی نے

بنی آدم پر طعن بھی کیا تھا اسی لئے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے فرشتو دیکھا

ان عمل کرنے والوں کو اس کی جزا کیا ہے وہ عرض کریں گے یہ پورا پورا اجر ملنے کے مستحق ہیں ارشاد ہو گا کہ اے میرے فرشتے چونکہ یہ لوگ عظیم فریضہ ادا کر کے دعا کے لئے نکلے ہیں مجھے اپنے جلال اور کرم اور برتری اور رفعت مکان کی قسم میں ان کی دعائیں سنوں گا اور قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس اجتماع سے فرماتا ہے کہ جاؤ اپنے گھروں کو لوگو اس حال میں کہ میں نے تمہاری مغفرت کی اور تمہارے نیات کو حسنات کے ساتھ بدل دیا۔ قد غفرت لکم و بدلت نیاتکم حسنات (مشکوٰۃ بحوالہ بہیقی)

یہ مہینہ حج کے مہینوں میں سے پہلا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کی عظمت شان ابن ماجہ کی اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید <sup>رضی اللہ عنہ</sup> کو اس ماہ میں روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا صوم شوالاً شوال میں روزہ رکھا کرو یہ مہینہ چونکہ رمضان سے ملا ہوا ہے تو شعبان کی طرح قرب فرائض کی وجہ سے اس کے روزہ بھی افضل ہوئے۔

سوال۔ خاص اس ماہ کے کون سے روزے ہیں۔

جواب۔ شش عید کے روزے ہیں جن کا ثواب صیام الدہر کی برابر ہے۔ حدیث شریف میں ہے من صام رمضان ثم اتبعہ ستاً من شوال کان کصیام الدہر (مسلم)

یعنی جس نے رمضان کے روزے رکھ کر چھ روزے بعد میں اور رکھے تو اس کا ثواب ہمیشہ روزہ رکھنے کی برابر ہے کیونکہ ایک نیکی دس کی برابر ہوتی ہے تو اس حساب سے رمضان کے روزے دس مہینہ کے برابر اور چھ روزے دو مہینہ کے برابر تو مجموعہ بارہ مہینہ کے برابر ہو گیا اس طرح اگر علی الدوام رکھتا رہا تو ہمیشہ روزہ دار رہنے کے حکم میں ہوا۔

سوال۔ ان چھ روزوں کی حکمت اور فوائد بھی بیان فرمائیں۔

جواب۔ (۱) ایک فائدہ تو یہ ہے کہ عمر بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔  
(۲) رمضان کے فرض روزوں میں کچھ خلل و نقصان رہ جائے تو ان سے اس کی تلافی ہو جائیگی۔

(۳) رمضان کے روزوں کی مقبولیت کا نشان ہے جب اللہ تعالیٰ کسی نیک عمل کو قبول فرماتا ہے تو قبولیت کا نشان یہ ہے کہ مزید عمل صالح کی توفیق بخشتا ہے۔

(۴) رمضان کی تمام عبادات کی تکمیل پر شکرانہ کے روزہ ہیں۔

(۵) اس امر پر اظہار بھی مقصود ہے کہ رمضان ختم ہونے کے بعد مسلمانوں میں سے روزہ کی عبادت ختم نہیں ہوئی معبود باقی ہے تو عبادت بھی باقی ہے  
(۶) نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی بھی تعمیل ہے راحب الاعمال الی اللہ الحال المآجل، پس رمضان کے روزے ختم ہونے کے بعد پھر روزہ شروع کر دینا افضل عمل ہے جس طرح قرآن ختم کر کے پھر قرآن شروع کر دینا افضل ہے۔ ان روزوں کو قرب فرائض کا بھی شرف حاصل ہے جس کی تفصیلت کی طرف حدیث رحمہما رمضان والذی یلیہہ، میں شمار ہے کہ رمضان متصل ہونے کے سبب اتصالات فرائض کا شرف ان روزوں کو حاصل ہے جیسا کہ شرف قرب اتصالات شعبان کے روزوں کو حاصل ہے۔

سوال۔ شش عید کے روزے لگاتار رکھے یا متفرق طور پر بھی رکھ سکتا ہے؟

جواب۔ تنویر الابصار میں ہے کہ ان روزوں کو متفرق طور پر رکھنا مستحب ہے ان روزوں کو لگاتار رکھنا عید الفطر کے بعد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے اسلئے خوف سے کہ لوگ ان کو رمضان ہی میں شمار کرنے

لگیں اور یہ سمجھیں کہ فرض پر مزید اضافہ ہے لیکن شامی صائے میں ہے راکان  
 نرال ذالک المعنی (اس وجہ سے اب بالکل مکروہ نہیں کیونکہ احکام اسلام واضح  
 ہو چکے لہذا عامہ متاخرین اسی طرف ہیں کہ اگر ان روزوں کو بعد عید لگاتا رہی  
 رکھے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر عالمگیری ۲۱۳ نے ان روزوں کی ادائیگی کا مستحب  
 طریقہ یہ لکھا ہے کہ متفرق طور پر رکھے اس طرح کہ ہر ہفتہ دو روزے رکھے یہ  
 طریقہ کراہت اور تشبیہ نصاریٰ سے دور تر ہے۔

سوال۔ اگر رمضان کے کچھ روزے قضا ہو جائیں تو پہلے ان کو رکھے یا شش عید  
 کے روزے رکھے۔

جواب۔ لطائف میں ہے پہلے ان کو پورا کرے تاکہ رمضان کے پورے روزے  
 ہو جائیں تو بعد تکمیل من صامہ رمضان (لما تبعہ) صادق آئے یوں قضا سے پہلے  
 بھی رکھ سکتا ہے۔

سوال۔ بعض کہتے ہیں کہ عید کے بعد پہلے دن اول شش عید کے روزوں میں سے  
 ایک روزہ رکھنا ضروری ہے یہ کہنا کیسا ہے۔

جواب۔ ضروری نہیں ہے لیکن یہ جلدی الحال المرتحل کے پیش نظر مستحسن  
 معلوم ہوتی ہے پھر باقی روزوں کو متفرق طور پر تمام مہینہ میں پورا کرتا رہے لیکن  
 کوئی جو یہ اس کا خاص نظر سے نہیں گذرا۔

## عمل

سوال۔ حکمائے اسلام نے سوال کو کون مہات کے ساتھ خاص کیا ہے؟  
 جواب۔ چور اور مفور کی طلب سرکش نافرمان عورت کو رام کرنے۔ کلام اور  
 سخن کا دلوں میں اثر پیدا کرنے کے لئے۔ (حرز الامان)

سوال۔ اس ماہ کا ذکر اور اسم خاص بھی بتلائیں۔

جواب۔ ذکر اللہ اکبر ۱۶ مرتبہ اور اسم یا منور یا ملھم الراشد ۳۳ بار پڑھے پھر کوئی عمل شروع کرے۔ روزہ کے ساتھ عمل قوی ہو گا می باید کہ در روز عمل

روزہ دار بود (حرز الاماں)

سوال۔ کوئی عمل بھی بتلائیں۔

جواب۔ بہت اچھا چور اور بھاگے ہوئے مفزور

کے لئے ایک عمل بتلایا جاتا ہے تاکہ وہ گھر صلد

مفزور اور چور کے لئے  
مجبرب عمل

واپس ہو۔ جو کوئی سورہ النعام کی یہ آیت قل اتدعون دون اللہ مالاً نینفعا  
(الایہ) کو خشک چیز مثل پانی کے مشکیزہ کے خشک پوست پر یا کدو کے خشک  
چھلکے پر پیرکار سے گول دائرہ کھینچے اس کے اندر یہ آیت اور بھاگے ہوئے کا نام اور  
اس کی ماں کا نام لکھ کر شہر سے باہر دور ایسے مقام پر دفن کر دے جہاں کسی آدمی  
کا گزرنہ ہو انشاء اللہ تمیر اور سرگرداں بے اختیار اور بے طاقت ہو کر واپس  
ہوں گے۔ (الدار النظیم ص ۵)

دیگر۔ سورہ نور کی آیت او کظلمات فی بطن لیل رکو، مالہ من نور  
تک کسی پرچہ پر مدور بصورت دائرہ لکھ کر مفزور کا نام وسط دائرہ میں لکھے پھر جہانے  
بھاگا ہو لوہے کی کیل کے ساتھ گاڑ دے اور نظرت سے چھپا دے انشاء اللہ فوراً  
واپس ہو گا اور اس آیت کریمہ کو پڑھتا بھی رہے۔

سوال۔ مال مسروقہ برآمد کرنے کے لئے بھی کچھ

عمل تحریر فرمائیں تاکہ چور مال واپس کر دے۔

مال مسروقہ برآمد کرنے  
کے لئے مجرب عمل

جواب۔ جو شخص سورہ بقرہ کی آیت وکل وجہتہ

ہو مولیہا (کو) قنایت تک لئے کپڑے کے مدور کپڑے پر لکھے اور وسط

میں چور یا بھاگے ہوئے کا نام لکھ کر اس مکان کی دیوار میں کیلیں سے گاڑ دے  
 جہاں سے مال گیا ہے یا کوئی بھاگا ہے انشاء اللہ مال جلد ہی واپس ہوگا اور بھاگا  
 ہوا بھی جلد ہی واپس لوٹے گا۔ (الذکر النظیم، ص ۲۵)

سوال۔ براہ کرم نافرمان عورت کے لئے جس کی عادت بد ہو کہ شوہر کے گھرنے  
 اس کی درستی کے لئے بھی کوئی عمل تحریر فرمائیں۔

جواب۔ یا ایہا الذین آمنوا صبروا ووصا بربوا، ورا بطوا آخر سورت تک نان  
 جو پرنکھ کر قدرے روغن مل کر کھلا دو انشاء اللہ درست ہو جائیگی۔ یا سورۃ النعام  
 کی یہ آیت ومن الانعام حمولہ (تا) عدد و صبین روٹی پر لکھ کر کھلائے انشاء اللہ  
 فرمایاں بردار ہو جائیگی۔

## ذوالقعدہ

سوال۔ ذوالقعدہ اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے؟

جواب۔ اسلامی سال کا گیارہواں مہینہ ہے اس کو ذی القعدہ اس  
 لئے کہتے ہیں کہ (لقدودھم فیہ عن القتال) اس میں جنگ و قتال سے  
 رکنا بیٹھ جانا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ مہینہ حرمت والے مہینوں میں سے ہے اس میں  
 قتل و قتال جائز نہیں اور یہ بیان گذرا کہ حرمت والے مہینے چار ہیں ذی القعدہ۔  
 ذی الحجہ۔ محرم۔ رجب۔ ایک باہلہ کے رہنے والے بزرگ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 نے فرمایا جبکہ لگاتار روزہ رکھنے سے اُن کا جسم متغیر ہو گیا تھا کہ یہ کس نے تم  
 سے کہا تھا کہ اپنے نفس کو عذاب میں ڈالو (صہما الشہرا الحرام) صرف ماہ حرام  
 کے روزہ رکھو باقی چھوڑ دو۔ اس حدیث کو امام احمد نسائی ابو داؤد ابن ماجہ



سب نے بیان کیا۔ اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے۔  
 (۱) عبادت کے سلسلہ میں ایسی مشقت اور تکلیف میں نفس کو نہ ڈالے کہ جس سے جسم کو ایذا پہنچے مقصود ایذا پہنچانا نہیں ہے بلکہ تہذیب نفس اور اصلاح اخلاق ہے۔

(۲) دوسرے عبادات اور حقوق کا بھی لحاظ رہے۔ محض کثرت صیام ہی پیش نظر نہ ہو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کم روزے رکھا کرتے تھے اور فرماتے ہیں کہ میں بوجہ ضعف تلاوت قرآن پر قادر نہیں رہتا اس لئے میں زیادہ روزے نہیں رکھتا اور قرآن پڑھنا مجھے بہت محبوب ہے بعض سلف صالحین فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی بلند مرتبہ پر پہنچا سعادت نفس۔ سلامت صد کس نفسی اور خیر خواہی اُمت سے پہنچا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہ ہے کہ صرف ظاہری نماز روزہ کی کثرت پر کوئی مغرور نہ ہو جائے۔ اصلاح قلب تصفیہ باطن پر بھی زور دے روزوں میں فقط مسنون اوقات فاضلہ کے روزہ پر اکتفا کرے اسی میں سے ماہ حرام بھی ہے۔

(۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماہ حرام کے روزوں کو فضیلت حاصل ہے۔ اس ماہ کو یہ بھی خصوصیت حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام عمرے اسی ماہ میں واقع ہوئے اس عمرہ کے جو حج کے ساتھ واقع ہو گئے اس کا احرام بھی ذی القعدہ ہی میں باندھ لیا گیا تھا دوسری خصوصیت اس ماہ کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تیس روزے انتظار کتاب الہی میں اسی ماہ میں واقع ہوئے۔

سوال۔ کیا ماہ ذی القعدہ میں کسی خاص دن کے روزے بھی ہیں۔  
 جواب۔ جی ہاں۔ جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ کے خاص روزے ہیں جو کوئی ماہ حرام میں

یہ روزے رکھے گا اس کو نو سو برس کی عبادت کا ثواب ملے گا اور ذی القعدہ بھی ماہ حرام میں داخل ہے۔ (مقاویٰ عالمگیری ص ۲۳۔ شرح عین العلم ص ۸۳)

## عمل

سوال۔ ماہ ذی القعدہ کن مہات کے لئے خاص ہے۔

جواب۔ ظالموں کے مکان کی تخریب اور قیدیوں کی نجات منظلوموں کی خلاصی کے لئے یہ ماہ خاص ہے۔ (حرز الامان)

سوال۔ اس ماہ کا ذکر اور اسم خاص بھی بتلائیں

جواب۔ ذکر اللہ اکبر ۳۲ مرتبہ اور اسم خاص یا منعم یا محسن یا مفضل ۹۱۶ مرتبہ پڑھ کر کوئی عمل شروع کرے۔ روزہ بھی ہو تو عمل قوی ہو گا می باید کہ در روز عمل روزہ دار بود (حرز الامان)

سوال۔ کوئی خاص عمل بھی اس ماہ میں پڑھنے کو بتلائیں۔

قیدی کی خلاصی کے لئے  
محبوب عمل

جواب۔ اچھا قیدی کی خلاصی کے لئے

ایک عمل لکھا جاتا ہے آیہ کریمہ فلما دخلوا علی یوسف رکی العزیز الخکیمہ تک لکھ کر دائیں بازو پر بندھو اسیجئے اور اس کو ہدایت کیجئے کہ اکثر آیت کو پڑھتا بھی رہے انشاء اللہ جلد خلاصی ہوگی۔ (دارالتظیم ص ۶۸)

## ذو الحجہ

سوال۔ ذوالحجہ اسلامی سال کا کونسا مہینہ ہے۔

جواب۔ یہ اسلامی سال کا بارہواں اور آخری مہینہ ہے یہ پہلی حرمت والے

بہینوں میں سے دوسرا مہینہ ہے اس ماہ کے پہلے عشرہ کی بڑی فضیلت ہے اس سے زیادہ کیا فضیلت ہوگی کہ اس عشرہ کو قسم سے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں عزت بخشی اور فرمایا (والفجر والعشر) رمضان کے پچھلے عشرہ کو بھی فضیلت ہے تو اب دونوں عشروں میں کونسا افضل ہے اس میں علماء نے تطبیق اس طرح دی ہے کہ رمضان کے پچھلے عشرہ کی راتیں افضل ہیں شب قدر کی وجہ سے اور عشرہ ذی الحجہ میں دن افضل ہیں یوم الترویہ یوم عرفہ یوم النحر کی وجہ سے حتیٰ کہ اگر کوئی یہ نیت مانے کہ میں سال کے افضل دنوں میں روزہ رکھوں گا تو علماء فرماتے ہیں کہ یہ شخص ذی الحجہ میں روزہ رکھ کر اپنی نذر پوری کرے اور اگر تمام دنوں میں افضل دن کی نذر مانی ہے تو عرفہ کی دن روزہ رکھے حدیث شریفہ میں ہے

دوسرے ایام کے مقابلہ میں اس عشرہ کے ایام میں نیک عمل کرنا اللہ کو زیادہ محبوب ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی اس سے افضل نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر وہ شخص کہ جان و مال لیکر اللہ کی راہ میں نکلا پھر کسی چیز کے ساتھ نہ پلٹا۔

ما من ایام العمل الصالح فیحسن احب الی اللہ من ہذا الا ایام یعنی العشرہ قالوا یا رسول اللہ ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا رجب یرجع بنفسہ و ما لہ فلم یرجع من ذالک بشی (ما ثبت بالسند)

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل | مگر ابن ماجہ ۱۲۵ میں ایک دوسری حدیث ان ایام کی فضیلت میں آئی ہے اس میں شرب کی

فضیلت بھی ہے۔

عبادت کے لئے دنیا کے تمام دنوں میں اللہ تعالیٰ

ما من ایام الدنیا ایام احب الی اللہ

کو اس عشرہ کے ایام زیادہ محبوب ہیں ان  
میں ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزہ  
کی برابر ہے اور ہر رات کی عبادت شب قدر  
میں عبادت کی برابر ہے۔

سبحانہ ان تعبدلہا فیہا من ایام  
العشرہ وان سیام یوم فیہا لیعدل  
سیام سنتہ ولیلہ فیہا بلیلۃ القدس  
(ابن ماجہ ص ۱۲۵)

پس تحقیقی جواب یہ ہے جو راقانی نے ذکر کیا کہ اگرچہ عشرہ رمضان کو  
شب قدر حاصل ہونے کی فضیلت جزئی حاصل ہو مگر مجموعی طور پر عشرہ ذی الحجہ  
افضل ہے۔

سوال۔ کیا اس عشرہ کے جمعہ کو بھی کچھ فضیلت حاصل ہے۔

جواب۔ جی ہاں دو فضیلتیں حاصل ہیں ایک جمعہ ہونے کی دوسرے ایام  
عشرہ سے ہونے کی (رمواہب ص ۱۲۹) تیسرے عرفہ ہونے کی اگر اس دن جمعہ واقع  
ہو تو سال کے بہترین دن کے ساتھ جمع ہوا تو پھر حاجی کو اس دن عمل حج کی  
فضیلت پر کیوں نہ فخر حاصل ہو۔

سوال۔ کیا اس عشرہ میں بال کو و ناخن کو ترشوائے یا نہیں۔

جواب۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ثابت بالسنہ میں تحریر  
فرماتے ہیں کہ اس مقدس عشرہ کے ایام میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
ایک سنت متروک ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ جو شخص قربانی کرے اس کو چاہیے  
کہ قربانی ہونے تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن ترشوائے مگر لوگ اس کا لحاظ  
نہیں رکھتے۔

سوال۔ کیا اس عشرہ میں نو دن تک روزہ رکھنا مستحب ہے۔

جواب۔ جی ہاں نو دن تک روزہ رکھنا مستحب ہے اور دس گیارہ بارہ تیرہ  
تاریخ کے روزے حرام ہیں۔ (عالمگیری ص ۲۱)

سوال۔ عشرہ کے ایام میں روزہ رکھنے کا کیا ثواب ہے۔  
 جواب۔ مراتی الفلاح ۲۱۹ میں ہے کہ ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزے  
 کی برابر ہے۔ نسائی میں حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزوں کو نہیں چھوڑا عاشرہ کا روزہ عشرہ ذی الحجہ  
 کا روزہ۔ ہر ماہ کے تین روزے۔ بے فجر سے پہلے دو رکعت سنت۔ (مواہب ص ۱۲۸)

سوال۔ عرذہ کا روزہ کیسا ہے۔  
 جواب۔ عرذہ کا روزہ مستحب ہے۔

سوال۔ عرذہ کے روزہ کا کیا ثواب ہے  
 جواب۔ اشعۃ اللغات ص ۱۰۵ میں ہے کہ یہ دو سال

کے روزہ کے برابر ثواب ہے۔ مراتی الفلاح ۲۱۹ میں ہے کہ فرمایا حضور اکرم صلی  
 علیہ وسلم نے کہ عرذہ کا روزہ دو سال کا کفارہ ہے ایک سال قبل اور ایک  
 سال بعد کے لئے اور عاشرہ کا روزہ ایک سال قبل کے لئے کفارہ ہے۔  
 لھجلاوی ص ۳۵۰ میں ہے کہ یہ موسوی شریعت کا روزہ ہے اور وہ شریعت  
 محمدی کا روزہ ہے لہذا فوقیت ہونی چاہئے۔

سوال۔ عرفات میں حاجی کو عرذہ کا روزہ رکھنا  
 کیسا ہے۔  
 جواب۔ درختار میں ہے کہ مستحب ہے مگر شامی

میں ہے کہ اگر ضعف پیدا کرے تو پھر مکروہ ہے اسی شفقت کی بنا پر جو کہ ابوداؤد  
 میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا رخصی عن صوم یوم عرفہ  
 بعہدۃ (نیز خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں یہ روزہ نہیں رکھا بخاری  
 اور مسلم میں ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ

میں شک کیا تو حضرت ام افضل نے کہا کہ میں نے ایک پیالہ دودھ کا آپ کے پاس بھیجا آپ نے اس کو نوش فرمایا اس وقت آپ بحالت وقوف اونٹ پر سوار تھے۔ ایسا ہی فعل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اس دن روزہ نہیں رکھتا ہوں اور منع بھی نہیں کرتا ہوں یہی حکم آٹھویں ذی الحجہ کا ہے یہ روزہ حاجی کو افعال حج سے عاجز کرے گا اور جس کو عاجز نہ کرے اس کو رخصت ہے فتاویٰ قاضی خان میں ہے رویکر الصوم عرفاً بعرفات، اشعة اللغات میں ہے کہ پس محنت اراست کہ صوم عرفہ مستحب است مگر برائے حاج =

سوال۔ اس ماہ کے جمعرات جمعہ اور ہفتہ کے روزہ کے متعلق کیا ارشاد ہے کیا یہ روزے مستحب ہیں۔

جواب۔ مستحب ہیں آپ کو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ماہ حرام کے جمعرات جمعہ اور ہفتہ کے روزہ رکھنے والوں کو نو سو برس کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ چونکہ ذی الحجہ بھی ماہ حرام میں داخل ہے لہذا جو کوئی اس میں جمعرات جمعہ ہفتہ کا روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو بھی نو سو برس کا ثواب عطا فرمائے گا (شرح عین العلم ص ۱۸۳۔ عالمگیری ص ۲۱۲)

سوال۔ جو کوئی ماہ ذی الحجہ کی آخری تاریخ میں اور محرم کی پہلی تاریخ میں روزہ رکھے اس کا کیا ثواب ہے۔	آخر ماہ ذی الحجہ کے روزہ کا ثواب
--	----------------------------------

جواب۔ شرح شریعتہ الاسلام میں ہے پچاس برس کے روزوں کا ثواب ملتا ہے فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ ہر ماہ کے آخری دنوں میں تین روزے رکھنا مستحب ہے لہذا بہتر ہے کہ اس ماہ کے آخر میں بھی تین روزے رکھے تاکہ

سال کا اختتام عبادت پر ہو۔

## عمل

سوال۔ ذی الحجہ کن مہات کے لئے خاص ہے۔

جواب۔ چوروں اور راہزنوں سے مال کی حفاظت رغلہ اور دانہ کی سلامتی اور ڈراونے خوفناک خواب کے علاج کے لئے یہ مہینہ عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ (حرز الامان)

سوال۔ اس ماہ کا ذکر اور اسم بھی بتلائیں۔

جواب۔ ذکر اللہ اکبر، ہم مرتبہ اسی قدر سبحان اللہ اسی قدر الحمد للہ اسی قدر لا حول ولا قوت الا باللہ اور اسم یا حافظ یا حفیظ یا رقیب یا حسیب ۸۵۳ بار پڑھ کر پھر کوئی عمل شروع کرے۔ روزہ کے ساتھ عمل تو ہی ہو گا می باید کہ در روز عمل روزہ دار بود (حرز الامان)

غلہ میں برکت و سلامتی کے لئے مجرب عمل | سوال۔ براہ کرم کوئی عمل بھی عطا فرمائے۔

جواب۔ اچھا غلہ کے انبار میں سوسا کھف لکھ کر کسی شیشہ کے برتن میں بند کر کے رکھ دو گے تو انشاء اللہ دانوں کو خراب کرنے والے کیڑوں سے غلہ محفوظ رہے گا۔ اگر سورہ والتین بھی پڑھ کر اپنے ذخیرہ اور غلہ پر دم کرو گے تو بھی محفوظ رہے گا اور اس ذخیرہ میں سے جو کچھ خرچ ہو گا انشاء اللہ اس میں برکت ہوگی۔ (حرز الامان بحوالہ الدر المنظم)

پریشان خوابوں کے لئے مجرب عمل | سوال۔ پریشان خوابوں کے لئے بھی کوئی عمل عطا فرمائیں۔

جواب۔ اعوذ بکلمات اللہ التامہ من غضبه وعقابه ومن شر عباده  
 ومن همنات الشیاطین سرب ان یحضر ون کا تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالو۔  
 حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کا تعویذ لکھ کر اپنے بچوں کے گلے میں  
 ڈالتے تھے۔ جو کوئی پندرہ بار سورہ واللیل کو سوتے وقت پڑھے گا اللہ اللہ  
 پریشان اور وحشتناک خوابوں سے امن میں رہے گا۔ اور اس ماہ میں اس کو  
 لکھ کر اپنے پاس بھی رکھے۔ رجز اللہ مانا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مکروہ خواب شیطان  
 کی طرف سے ہوتے ہیں اس کو کسی سے بیان نہ کرے اللہ اللہ کوئی ضرر اور  
 نقصان نہیں پہنچے گا۔ چونکہ اصحاب شمال کے گندے اعمال اسی شیطان  
 کے سبب سے ظہور میں آتے ہیں تو بائیں جانب ہی اس کے وسوسہ اندازی  
 اور اس کے حاضر ہونے کی سمت ہے لہذا حقارت کے ساتھ اس طرف تین  
 دفعہ ہتھکاڑے اور خدا سے شیطان کے شر سے تین دفعہ پناہ مانگے۔  
 اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے یا یہ کہہ کر اللہ صمدانی اعوذ بک من  
 عمل الشیطان وسئیات الاحلام کروٹ بدلے تاکہ تبدیلی حال کی طرف  
 نیک فال ہو۔ آیت الکرسی پڑھے نماز کے لئے کھڑا ہو جائے وضو کر کے  
 نماز ادا کرے نماز کے لئے اگر کھڑا ہو جائے گا تو یہ تمام چیزیں اس میں جمع  
 ہو جائیں گی کھڑے ہونے میں جگہ بدلنا آگیا ہتھکاڑے یا تین ہی ہتھکاڑے نہیں  
 استعاذہ یعنی شر شیطان سے پناہ مانگنا قرأت سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطان  
 الرجیم پڑھنے میں آگیا اور اگر نماز میں آیت الکرسی پڑھے تو آیت الکرسی  
 بھی آجاتی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ خوفناک خواب نظر آئے تو بیدار ہوتے ہی  
 ذیل کی چھ باتوں پر عمل کرنا چاہیے۔



(۱) تین دفعہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا۔

(۲) بائیں جانب یعنی شیطان کی طرف تین دفعہ ہتھکارنا۔

(۳) کروٹ بدلتا۔

(۴) آیت الکرسی پڑھنا۔

(۵) نماز پڑھنا۔

(۶) بُرے خواب کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

اگر یہ سب باتیں جمع ہو سکیں تو سب کو جمع کر لے بہت بہتر ہے اور اگر بعض چیزوں پر اقتصار کرے تو رفع ضرر کے لئے انشاء اللہ یہ بھی کافی ہونگی  
(اذکار نووی فتوحات ربانیہ)

سوال۔ براہ کرم عمدہ اور اچھے خوابوں کے متعلق بھی کچھ ہدایت فرمائیں  
جواب۔ بخاری کی حدیث میں ہے کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہیں جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو تین دفعہ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد ادا کرے اور اس سے خوش ہو اور ایسے شخص سے بیان کرے جو اس سے محبت رکھتا ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی عداوت رکھنے والا ہو کہ بغض میں کوئی خراب تعبیر دیدے تو تو خرابی واقع ہو جائے۔

خواب احوال و مقاصد کی طرف لطیف اشارات ہوتی ہیں  
حدیث شریف میں ہے کہ خواب مثل پرند کے متعلق ہوتا ہے جیسی تعبیر ہوگی اسی پر واقع ہوگا اور تعبیر ہر ایک سے نہ لے جو اس کا علم رکھنے والے ہیں ان سے بیان کر کے تعبیر حاصل کرے۔ تعبیر بہت مشکل ہوتی ہے۔ احوال یا مقاصد کی طرف لطیف اشارات ہوتے ہیں۔ حق تعالیٰ علم و فہم عطا فرمادے تو ان تک عقل کی رسائی ہو جاتی ہے ورنہ معہ بن کر

خواب رہ جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک صاحب احقر کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے عجیب خواب دیکھا ہے جو ایک معصومہ ہے حل ہی نہیں ہوتا متعدد جگہ تعبیر بھی لی مگر تشفی نہیں ہوئی۔ احقر نے کہا بیان کرو اگر مبدیہ فیاض سے فیضان ہو گیا تو تعبیر بتلا دی جائیگی ورنہ خیر۔ اُس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اپنے لڑکے کو اس حال میں دفن کر رہا ہوں کہ آلہ تناسل اُس کا بہت لمبا ہے مع اُس کے تمام کو دفن کر دیا مگر چہرہ اس کا کھلا رہ گیا ہے سخت پریشان ہوں کہ اپنے لڑکے کو کیوں دفن کر رہا ہوں اور کس حال میں دفن کر رہا ہوں اس کی کیا تعبیر ہوئی۔ احقر نے جواب دیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے والا فعل زنا میں مبتلا تھا اُس نے اب توبہ کر لی ہے مگر توبہ ابھی معرض خطر میں ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ جس طرح اولاد پیدا ہوتی ہے عمل بھی اُس سے پیدا ہوتا ہے لہذا زنا کے عمل اور فعل کو اولاد کی شکل میں دکھلایا گیا آلہ تناسل کی درازی میں اس طرف اشارہ ہے کہ اپنی بیوی تک اپنی خواہش کو محدود نہیں رکھتا بلکہ اپنی خواہش کو طویل و دراز کر کے غیر عورتوں تک بھی پہنچاتا ہے جس طرح دست درازی میں ظلم اور تعدی کا اظہار ہوتا ہے اسی طرح آلہ تناسل کی درازی میں بھی اسی کو دکھلایا گیا ہے دفن کرنے سے مراد لڑکے کا دفن کرنا نہیں بلکہ اپنے اس فعل اور عمل حرام کو دفن کرنا ہے یعنی توبہ کی طرف اشارہ ہے لیکن جذب اور کشش چہرہ میں ہوتی ہے وہ کھلا رہ گیا معلوم ہوتا ہے کہ محل جذب ابھی باقی ہے میلان اور رجحان کا احتمال ہے لہذا سچے دل سے وہ توبہ کرنی چاہیے کہ محل جذب بھی باقی نہ رہے یہ سنکر وہ شخص محو حیرت ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ وہ راز تھا کہ کسی کو اس کی خبر نہ تھی حق تعالیٰ نے مجھے تنبیہ فرمائی اب خواب معجزہ نہ رہا۔

تعبیر خواب کے وقت کی دعا | سوال - یہ بھی فرما دیجئے کہ تعبیر دینے والا خبر  
کیا پڑھ کر تعبیر دے۔

جواب - جب کوئی اپنا خواب بیان کرے تو تعبیر دینے والا کہے - خیر ارا  
وخیراً یکون - دوسری ثابت میں ہے رخیراً تلقاہ وشرأً توقاہ خیراً لنا  
وشرأً اعلیٰ عدائنا والحمد لله رب العالمین - (ازکار نووی)

سوال - اچھے خواب نظر آنے کے لئے کیا کیا تدابیر اختیار کی جائیں۔  
جواب - فتوحات ربانیہ میں ہے کہ ائمہ تعبیر نے فرمایا کہ با وضو ایسے کروٹ مسنون

ہیئت کے ساتھ سوئے اوز و الشمس - واللیل - والتین - سورہ اخلاص  
معوذتین اور اللهم انی اعوذ بک من سی الا حلالہ و استجیرک  
من تلاعب الشیطان فی الیقظۃ و المنام اللهم انی استأذنی رویا  
ما لحتہ صادقۃ نافعۃ حافضۃ غیر نسیتہ اللهم انی استأذنی ما  
أحببت) پڑھ کر سوئے انشاء اللہ خواب بہتر نظر آئینگے۔

احقر عرض کرتا ہے کہ مذکورہ بالا عمل کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھے جو حدیث  
میں ہے - بِاسْمِ اللّٰهِ وَصَنَعْتُ جَنۢبِی اللّٰہم اغفر ذنوبی و اخصی شیطانى و قد  
سراہانی و اجعلنی فی الندی الا علی یعنی میں نے اپنا پہلو اللہ کے نام کے ساتھ  
بستر پر لگایا اسے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے شیطان کو ذلیل کر اور  
میری روح کو آزاد فرما اور مجھ کو اس محفل میں جہاں اعلیٰ قوم کا اجتماع ہے  
داخل کر یعنی جہاں ملائکہ انبیاء اور اولیاء ہیں اس مقدس محفل میں میری  
روح کو پہنچا۔

# دنوں کے روزہ کے بیان میں

سوال جمعہ کے دن کا روزہ کیسا ہے۔

جواب روز مختار ۱۲؎ میں ہے کہ مستحب ہے عالمگیری اور بحر الرائق میں بھی یہ ہی ہے کہ تمام علماء کے نزدیک مستحب ہے مگر نور الايضاح میں ہے کہ خاص جمعہ کا روزہ مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جمعہ کی تخصیص کو منع فرمایا مسلم میں ہے *لا تختصوا یوم الجمعة بصیام من بین الايام* آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تخصیص کو اس طرح رفع فرمایا *لا یصوم احدکم یوم الجمعة الا ان یصوم قبلہ او یصوم بعدہ* (متفق علیہ) کہ روزہ رکھے تم میں سے کوئی جمعہ کے دن تہنا مگر یہ کہ روزہ رکھے اس کے قبل یا اس کے بعد۔ یعنی جمعرات یا ہفتہ کا روزہ بھی اس کے ساتھ ملائے اور دنوں کو ملائے تو اور بھی بہتر ہے۔ تخصیص کی ممانعت کی وجہ میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کسی دن کو اس طرح عبادت کیلئے خاص کر لینا کہ باقی تمام ایام کو عبادت سے محفل کر دیا جائے۔ ایسی تخصیص ممنوع ہے۔ نفحات الہی کو دوسرے اوقات میں بھی تلاش کروالیا نہ ہو کہ جمعہ جمعہ کی عبادت پر اکتفا کر لیا جائے کہ پھر کوئی عبادت نہ کی جائے اس معنی میں اگر ممانعت تخصیص کی حدیث آخری بھی ہو جیسا کہ شامی میں ہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ جمعہ کا وہ روزہ ہے کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کم افطار کیا ہو نسائی اور ترمذی میں ہے *فلما کان یفطر یوم الجمعة* بہت کم ایسا افطار

ہوا ہے کہ آپ نے جمعہ کا روزہ چھوڑا ہو بعض نے کہا کہ یہ تخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ سے پہلے افطار نہیں فرماتے تھے یعنی رشتہ اور کھانا تناول نہیں فرماتے تھے بعد جمعہ کھانا نوش فرماتے تھے۔ بعض نے کہا ہے یہ بھی اس کا مطلب ہو سکتا ہے کہ جمعہ کا روزہ افطار نہیں کیا یعنی قبل یا بعد کا روزہ ملا کر رکھا گیا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں تحریر فرمایا کہ جب حدیث مطلق ہے تو اطلاق ہمارے مذہب کے لئے مؤید ہے کہ تنہا جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ نہیں۔ پس نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص، اور نہ یہ معنی مراد ہیں کہ قبل از جمعہ افطار نہیں فرماتے تھے کہ یہ سیاق سباق سے بعید ہے۔ شامی میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہمیشہ جمعہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

حیات النہائین میں ہے کہ جمعہ کو فضیلت حاصل ہے لہذا روزہ مستحب ہے کہ تعظیم بالصوم ہے بہر حال جمعہ کے روزہ کے ساتھ جمعرات یا جمعہ کا بھی ملا لیا جائے تو اس کی افضلیت میں شک نہیں۔  
سوال۔ جمعہ اور اس کی رات کیا فضیلت ہے۔

جواب۔ یہ رات اور دن بڑی نورانیت کے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رلیۃ الجمعہ لیلة اعتراویوم الجمعہ یومہ انما ہما انور کے معنی انور کے ہیں یعنی بہت زیادہ نور والی غرہ سے مشتق ہے گویا یہ رات بھی انوار اور تجلیات میں مشل دن کے روشن ہے اسی مشابکات کی بنا پر اغر صیغہ مذکور لایا گیا رلیۃ بمعنی لیل ہے تا تا نیت کی نہیں ہے بلکہ وحدت جلسی پر دلالت کے لئے ہے کہ تمام جمعہ کی راتیں مشل دن منور اور روشن ہیں در مرقاۃ ص ۲۱۲

سوال جمعہ کے اعمال میں سے کوئی خاص  
 عمل عطا فرمائیں جمعہ کے دن اور شب دونوں  
 کا عمل تحریر فرمائیں۔

زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے لئے مجرب اعمال

جواب بہت اچھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے ایک عمل بتلایا  
 جاتا ہے جذب القلوب میں ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو اس کو چاہئے کہ شب جمعہ کو دو رکعت نماز  
 اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ۲۵ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے  
 اور سلام کے بعد ہزار مرتبہ یہ درود پڑھے صلی اللہ علی النبی الہی تو انشاء اللہ  
 اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں حاصل ہوگی۔

دیگر جو شخص شب جمعہ کو دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں  
 بعد سورہ فاتحہ کے گیا انا آیتہ الکرسی گیارہ بار سورہ اخلاص اور سلام کے بعد  
 سو بار یہ درود پڑھے۔ اللہم صل علی محمد بن النبی الہی وآلہ وسلم  
 انشاء اللہ تین جمعہ نہیں گزرنے پائیں گے کہ سرکار کی زیارت سے مشرف  
 ہو جائے گا بعض فقرا نے اس کا شجرہ کیا ہے اور اس کو مجرب پایا۔

دیگر جمعہ کے دن جو کوئی اس درود پاک کو پڑھنے کا التزام کرے گا  
 انشاء اللہ تعالیٰ وہ شخص زیارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوگا۔  
 اللہم صل علی سراج محمد فی الامم و اح اللہم صل علی جسارہ  
 فی الاحساد اللہم صل علی قبرہ فی القبور۔ (جذب القلوب)

دیگر درالتلیم میں ہے کہ شب جمعہ کو ایک ہزار بار انا اعطیناک اور  
 ایک ہزار بار درود پڑھ کر سوئے۔۔۔۔۔ زیارت نصیب ہوگی۔ بہتر ہے کہ  
 مذکورہ بالا درودوں میں سے کوئی درود بھی پڑھے۔

دیگر۔ محرمات دیرنی ہیں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن ایک سہنرا سورہ  
 قدس کو پڑھا وہ انشاء اللہ نہیں مرے گا جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی زیارت نہ کر لے گا۔

سوال۔ جمعہ کے دن کا ذکر اور اسم خاص بھی بتلائیں جس سے اس دن کا عمل  
 زیادہ موثر ہو۔

جواب۔ ذکر لا الہ الا هو هو الاول والاخر والظاہر والباطن ایک  
 سوچیں باریا باقی یا غنی ایک سو تیرہ بار پڑھ کر عمل شروع کرے بہتر ہے  
 کہ روزہ بھی ہو تو عمل زیادہ توی ہو گا سے باید کہ در روز عمل روزہ دار بود۔

(حرز الامان)

بواسیر کا مجرب عمل۔ جو کوئی جمعہ کے روز سورہ اعلیٰ لکھ کر تعویذ باندھے گا  
 انشاء اللہ بواسیر کی تکلیف دور ہوگی۔ (در المنظیم)

جو کوئی بعد نماز جمعہ لکھ کر پاس رکھے گا تمام آفات سے محفوظ رہے گا اور  
 اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا۔ (حرز الامان)

جو شخص ایہ کریمہ الا ان خفف اللہ عنکم رکو، ہر روز سات مرتبہ  
 ہر نماز کے بعد سات دن تک پڑھے تو کسی کام وغیرہ کا فکرا اس پر ہو تو  
 انشاء اللہ وہ کام آسان ہو جائے گا۔ اس کام کے بعد بھی یہ آیت  
 تلاوت کرتا رہے لیکن ابتدا اس عمل کی جمعہ کے دن عصر کی نماز کے  
 بعد سے کرے اور دوسرے جمعہ کے دن نماز جمعہ تک پڑھے۔ اور یہ ہی عمل  
 بخار والا کرے تو انشاء اللہ بخار بھی جاتا رہے گا۔

جو اولاد سے بالکل محروم ہیں ان کے لئے مجرب عمل جس کے اولاد  
 نہ ہوتی ہو جمعہ

کے دن زن و شوہر دونوں روزہ رکھیں انظار بادام شکر اور روٹی پر کریں پانی  
 اصلانہ نہیں بعد نماز مغرب ایسے شہد سے جس کو آگ نے مس نہ کیا ہو ذیل کی آیات  
 شیشہ کی ٹھٹھری پر لکھیں وانی خفت الموالی (تا) یوم بیعت جیسا پھر اب شیریں سے  
 دھو کر تیلی میں ڈالیں اور دوسو چوبیس <sup>۲۲۲</sup> سفید یعنی کابلی خنے لیکر ہر ایک پر یہ آیات  
 مذکورہ پڑھ کر ان کو بھی تیلی میں ڈالیں پھر پانی اور چنے کو تیز آگ پر خوب جوش  
 دیکر پکائیں بعد نماز عشا ایک بار تمام سورت مریم پڑھ کر پانی سے چنے کو نکال کر  
 قدرے خمیرہ انگوڑ شامل کر کے اس پانی کو نصف نصف دونوں مرد و عورت پیکر  
 سو جائیں پھر صحبت کریں تو انشاء اللہ صالح بچہ ہوگا۔ اگر یہ عمل متواتر تین شب  
 تک کیا جائے تو زیادہ قوی ہوگا۔  
 (حرز الاماں)

سوال۔ جمعہ کن بہات کے لئے خاص ہے۔

جواب۔ ہر نیک کام کے لئے خاص ہے۔ تمام دنوں میں جمعہ ایسا ہے  
 جیسا کہ تمام بدن میں دل۔ اگر یہ دن گناہوں سے سلامت رہا۔ طاعت  
 اور توجہ الی اللہ میں گذرا تو انشاء اللہ تمام ہفتہ اچھا گذرے گا اس کی اصلاح  
 میں تمام ایام کی اصلاح ہے۔ اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں  
 دعا قبول ہوتی ہے۔ اور راجح تر قول یہ ہے کہ عصر کی نماز کے بعد وہ ساعت  
 ہے وہ بھی دن کی بالکل آخری ساعت ہے۔ یہ دن بہشت میں تھلی حق کا دن  
 ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کو قسم کے ساتھ یاد کیا  
 فرمایا والیود البوعود و شہود و مشہود۔ قسم ہے یوم موخود اور شاہد و مشہود  
 کی شاہد سے مراد یوم جمعہ ہے۔  
 (سفر السعادت حرز الاماں)

سوال۔ جمعہ کے دن نیا کپڑا قطع کرانا یعنی ترشوائیکی کیا خاصیت ہے  
 جواب۔ بہت عمدہ ہے عمر دراز ہوگی دولت زیادہ ہوگی مگر وضہ میں اس



بارہ میں جو حدیث لکھی ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس بارہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہاں البتہ اتنا ثابت ہے کہ جو کوئی نیا کپڑا شب جمعہ یا جمعہ کو بہ نیت ادائیگی نماز جمعہ پہنے گا اس میں برکت ہوگی یہ بھی لکھا ہے کہ جو کوئی نیا کپڑا یا عمامہ یا توبہ پہنتے وقت ۳ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے گا مسرور ہوگا، مرض اور قرض دور ہوگا اور دوسرا کپڑا اپنا جلد نصیب ہوگا۔ رضی اللہ عنہما۔

سوال۔ قلوب معرضین روگردانی کرنے  
کسی کام سے روگردانی اور  
انکار کرنے والوں کو راضی  
کرنے کے لئے مجرب عمل

جواب۔ جو کوئی شب جمعہ کو نصف رات  
میں آید کریمہ فان تو لوانقل حسبی اللہ (تا)  
آخر سورت تین سو مرتبہ پڑھے اس طور پر کہ آخر میں ہر مرتبہ یہ کہتا جائے یا رب  
حسبی علی فلاں بن فلاں اعطف قلبہ علی وذلک لانی تو انشاء اللہ رحمت او  
شفقت سے دل رام ہو۔ (الدر النظیم ص ۶۵)

### ہفتہ

سوال۔ ہفتہ کے دن کا روزہ کیسا ہے۔  
جواب۔ نور الایضاح میں ہے کہ تنہا ہفتہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے مگر قیامی  
عالمگیری میں ہے کہ اگر اعتقادِ تعظیم نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اصل یہ  
ہے کہ ہفتہ کے بارہ میں دو حدیثیں آئی ہیں ایک حدیث یہ ہے۔  
لا تصوموا یوم السبت الا فیما افترض ہفتہ کے دن روزہ نہ رکھو سوائے فرض

علیکم فان لم یجد احدکم  
الاحقاد عنینا او عود شجر فلیصغہ  
روزوں کے (نذر قضا وغیرہ) اگر کسی  
روزہ رکھ لیا اور اس کے توڑنے کے لئے  
کچھ نہیں پاتا ہے سوائے پوست انگور یا  
کسی درخت کی لکڑی کے تو اسی کو چب کر  
(روزہ توڑ ڈالے۔)

دوسری یہ حدیث ہے جو نیچے لکھی جاتی ہے۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
یوم السبت و یوم الاحد اکثر ما یصوم  
من الايام ویقول انھا یوما  
عید للمسلمین فانما احب  
ان اختلفھما

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ہفتہ اور اتوار کو دیگر ایام کے مقابلہ  
میں اکثر روزہ رکھا کرتے تھے اور فرماتے  
تھے کہ یہ دونوں مشرکین کے عید کے  
دن ہیں مجھے ان کی مخالفت پسند ہے۔

پہلی حدیث سے روزہ کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور دوسری حدیث سے  
اجازت۔ مرقاٹ میں ہے علماء نے ان دونوں میں تطبیق کئی طرح سے  
کی ہے بعض نے کہا ہے کہ ممانعت اس صورت میں ہے کہ باعتبار تعظیم  
رکھے اور اجازت اس صورت میں ہے کہ بہ نیت مخالفت روزہ رکھے وہ لوگ  
اپنے عید کے دن کھاتے ہیں خوشی مناتے ہیں تم ترک اکل و شرب کر کے اسکی  
مخالفت کرو تو جہات مختلف ہوئیں بعض نے کہا کہ روزہ کے ساتھ ہفتہ کے  
دن کو خاص کرنے میں اس دن کی تعظیم ہے تو اگر اس دن کے ساتھ دوسرے  
دن کا روزہ بھی شامل کر لیا جائے تو خاص دن کی تعظیم نہ ہوگی لہذا ممانعت  
تہنہ روزہ رکھنے کی ہے اور اجازت دوسرے روزہ شامل کرنے کے ساتھ  
ہے جیسا کہ حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ ہفتہ اور اتوار کا روزہ ملا کر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تو نور الایضاح نے پہلے قول کے مطابق کہا اور عالمگیری نے دوسرے قول کی بنا پر۔ ہر ایک کی گنجائش ہے نیت پر معاملہ ہے بہتر یہی ہے کہ اس کے ساتھ دوسرا بھی روزہ شامل کر لیا جائے تاکہ علی وجہ المسنون ادا ہو۔

**سوال**۔ کیا ہفتہ کے روزہ کا حدیث میں کوئی اور بھی ذکر ہے۔

**جواب**۔ ہینہ کے تین روزے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے کبھی ایسا بھی کیا ہے کہ ایک ماہ میں ان کو ہفتہ سے شروع کر کے پیر پر ختم کرتے اور دوسرے ماہ میں منگل سے شروع کر کے جمعرات پر ختم کرتے تھے (ترمذی)۔

## عمل

**سوال**۔ ہفتہ کے دن کا کوئی عمل بھی بتلائیں۔

**تباہی دشمن**

**جواب**۔ دشمن کے بدن کا پٹرا جو اس کے بدن سے ملا ہوا

رہتا ہو حاصل کرے اس کے ایک ٹکڑے پر اس کا اور اس کی ماں کا نام لکھ کر اس کے چاروں طرف ایک دائرہ کھینچ دے اسی طرح سات دائرہ کھینچے اور

ہر دائرہ میں اس کا اس کی ماں کا نام لکھتا جائے ساتویں دائرہ کے اوپر سورہ بقرہ کی آیت لکھے اولئک الذین اشترو الضلالتہ بالهدی (تا) محیط بالکافر

پھر سات مرتبہ کہے ذالک الفلان بن فلان پھر اس کے اوپر تین دائرہ اور کھینچے بعد میں اس کی پٹے کو پیٹ کر مٹی کے سفید کوزے یا برتن میں رکھے منہ

مضبوط بند کر کے دشمن کی دہلیز وغیرہ ایسی جگہ میں دفن کر دے جہاں سے آمد و

رفت رہے اس عمل کے لئے ضروری ہے کہ ہفتہ کا دن ہو۔ اور شدید ضرورت

کے بغیر ہرگز ہرگز اس کو نہ کرے ورنہ رجعت کا اندیشہ ہے۔ اس سے دشمن

مہرور مخدول ہوگا دشمنی اور عداوت کی اس میں طاقت نہ رہے گی طاقت  
ظلم تباہ ہو جائیگی۔ (حرز الامان۔ درالمنظیم)

سوال۔ ہفتہ کن بہات کے لئے خاص ہے۔  
جواب۔ آخر دن کے ضرر سے محفوظ رہنے کیلئے خاص ہے۔ (حرز الامان قلمی)  
سوال۔ اس دن کا ذکر اور اسم بھی بتلائیں۔

جواب۔ ذکر لا الہ الا اللہ ولی العافیۃ ۵۵ مرتبہ اور اسم یا قناح یا سہرات ۱۷ مرتبہ  
پڑھ کر کوئی عمل شروع کرے بہتر ہے روزہ بھی ہو تو عمل زیادہ قوی ہوگا۔ (حرز الامان)  
سوال۔ ہفتہ کے دن نیا کپڑا سلوانے کیلئے قطع کرانا کیسا ہے۔  
جواب۔ اچھا نہیں۔ کپڑا پہننے والا مریض رہیگا جب تک کہ کپڑا بدن پر ہو (رضیاء القلوب بحجۃ الرضی)

## اتوار

سوال۔ اتوار کے روزہ کا کیا حکم ہے۔  
جواب۔ وہ ہی حکم ہے جو اوپر ہفتہ کے بیان میں گذرا وہاں مفصل دیکھئے اگر  
اعتقادِ تعظیم نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ ہفتہ کا روزہ اس کے  
ساتھ شامل کر لے جیسا کہ اوپر سنون ہونا اس کا معلوم ہوا۔

## عمل

سوال۔ اس دن کے کچھ عمل بھی بتلائیں۔  
جواب۔ جو کوئی اتوار کے دن روزہ رکھ کر سورہ نساء  
کی یہ آیت یا ایھا الناس قد جاءکم برہان رکو، مستقیماً تک پاک چڑھ  
پر لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ انشاء اللہ ہر مقابلہ کے میدان میں کامیاب

رہے گا۔ (الذکر النظیم) ص ۲۸

**قضاے حاجت** | دیگر جو کوئی اتوار کے دن طلوع شمس کے وقت سورہ  
اخلاص اور معوذتین دس مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے  
حاجت طلب کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کرے گا اسی وقت  
دس مرتبہ سلام قولاً من سرپ سرخیم پڑھ کر دعا مانگے گا تو حاجت  
پوری ہوگی

**رام کر دن محبوب** | دیگر۔ اتوار کے دن قبل طلوع آفتاب متر بار آید کر یہ  
نہین للناس حب الشہوات رکو حسن المآب  
تک چھالیہ یا الایچی پڑھ کر دم کر کے کہلا دے تو انشاء اللہ محبوبت بالعدا رہوگا۔  
**حل مشکل** | دیگر جس کو کوئی خوف یا مشکل پیش آئے وہ جسی اللہ الحسیب  
کو اس کے عدد کے مطابق صبح و شام ایک ہفتہ تک پڑھے عمل  
کی ابتدا اتوار کے دن سے ہو انشاء اللہ اس کی مشکل آسان ہوگی۔ یہ عمل حضرت  
مولانا یعقوب چرخ رحمتہ اللہ علیہ سے پہنچا ہے۔ (حرز الامان)

سوال۔ اتوار کا دن کن مہات ساتھ خاص ہے۔

جواب۔ عمارات عالیہ کی تعمیر اور طلب کنوز کے لئے خاص ہے نیز دشمن پر  
غلبہ محبت دوستی خواب بندی اسلحہ بندی کے لئے خاص ہے۔ (حرز الامان)

سوال۔ اس دن کا ذکر اور اسم کیا ہے۔

جواب۔ ذکر لا الہ الا اللہ الحی القیوم ۵۵ مرتبہ اور اسم یا حی یا قیوم ۸۴ مرتبہ  
پڑھ کر کوئی عمل شروع کرے۔ روزہ بھی ہو تو عمل زیادہ توی ہوگا۔

سوال۔ اتوار کے دن نیا کپڑا سلوانے کے لئے قطع کرانا کیسا ہے۔

جواب۔ اچھا نہیں نعم لاتا ہے مبارک نہیں۔ (رضیاء القلوب بحوالہ روضہ)

## پیر

سوال۔ پیر کے دن کا روزہ کیسا ہے۔

جواب۔ مستحب ہے۔ در نور الانصاح۔ مراتب الفلاح (۳۵)

سوال۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روزہ رکھا ہے۔

جواب۔ جی ہاں آپ نے یہ روزہ رکھا اور فرمایا کہ میں اس وجہ سے رکھتا ہوں

کہ میں اس دن پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر نزول وحی ہوا جیسا کہ مسلم شریف میں ہے

(غیہ ولدت وفيہ انزل علی) مرقات میں ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت

ہوا کہ جس طرح مکان کو مکین سے شرف حاصل ہوتا ہے اسی طرح زمانہ کو بھی شرف

حاصل ہوتا ہے اس بزرگ اور معظم شے سے جو اس میں واقع ہو بہر حال اس

دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور نعمت و جود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور نزول وحی کے شکرانہ میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔ زرقانی میں ہے کہ نزول

وحی اقرو بسم ربک سے) ما لم یعلم تک ہوا طیبی میں ہے اس میں آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے علت کے بیان پر اکتفا کیا کہ اس دن تمہارے نبی کا وجود

ہوا تمہاری کتاب کا نزول ہوا نبوت کا ثبوت ہوا تو روزہ کے لئے اس سے افضل

کو نسا دن ہوگا اس دن کا روزہ اس لئے بھی حضور کو پسند تھا کہ یہ اعمال کے پیش

ہونے کا دن ہے نیز اللہ تعالیٰ اس دن ہر مسلمان کی بخشش کرتا ہے سوائے

ان دو شخصوں کے جو آپس میں ایک دوسرے کو چھوڑے ہوئے ہیں جب تک

وہ صلح نہ کر لیں۔

سوال۔ کیا پیر کے روزہ کے بارہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اور

بھی ارشاد فرمایا ہے۔

جواب۔ جی ہاں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہینہ کے تین روزہ رکھوں تو اس کی ابتدا پیر سے یا جمعرات کے دن سے کروں دونوں دن ممبرک ہیں۔ (اشعۃ اللمعات)

سوال۔ اس دن کے کچھ عمل بھی تحریر فرمائیں۔  
جواب۔ جو شخص امر مخفی پر مطلع ہونا چاہے مثلاً خزانہ کے دفن کی جگہ کونسی ہے یا مسافر کہاں ہے

مخفی امور اور خزانوں  
کا انکشاف

بیمار کا انجام کیا ہوگا پتہ لڑکا ہوگا یا لڑکی کا رخا نہ یا کسی کام یا امتحان کا نتیجہ اچھا ہوگا یا بُرا اس کے لئے چاہئے کہ غسل کرے اور اچھے کپڑے پہن کر خوشبو لگائے اور دو شنبہ کے دن روزہ رکھے شرب نہ شنبہ کو وضو کر کے سو جائے اور شنبہ کی صبح کو طلوع آفتاب سے پہلے سورہ رعد کی یہ آیت اللہ اعلم ما تحل حل انشی (کو) الکبیر المتعال (تک) سبز رنگ کے کپڑے پر زعفران گلاب سے لکھ کر عود غنبر کی دھونی دیکر ڈبیہ میں رکھ کر بند کر دے حتیٰ کہ چاند سورج کی روشنی سے بھی حفاظت میں رکھے شرب چہار شنبہ کو عشا کی نماز کے بعد جب سونے لگے تو اس کو تیکہ کے نیچے رکھ کر یوں اللہ تعالیٰ سے عرض کرے یا عالم الخفیات فی الامور یا من هو علی کل شیء قدیر اطلعن علی کل ما ارید انک علی کل شیء قدیر پھر ذکر حق میں مشغول ہو جائے یہاں تک کہ سو جائے انشاء اللہ خواب میں اپنے مقصود پر خبردار ہو جائے گا اگر اس رات کچھ معلوم نہ ہو تو جمعرات کو روزہ رکھ کر شرب جمعہ کو ایسا کرے انشاء اللہ ضرور معلوم ہو (الدر النظیم) ص ۶۹

حاکم کی مہربانی کے لئے  
دیگر۔ جو شخص یا حلیمہ یا رؤف یا منان  
ماہ کے اول دو شنبہ کی سعادت قرین بکھر

دائیں بازو پر باندھے پھر حاکم کے روبرو جائے تو وہ مہربان ہو۔ (حرز الامان)

**قبولیت دعا و حاجت** | دیگر جو کوئی شخص اسم اعظم و الجلال والا کرام

دو شنبہ کے دن اول ساعت گلاب مشک  
زعفران سے لکھ کر اپنے پاس رکھے ہر حاجت انشاء اللہ پوری ہوگی اور اس  
نام کے وسیلے سے جو دعا کرے گا قبول ہوگی انشاء اللہ۔ (حرز الامان)

دیگر۔ جو کوئی دو شنبہ کے دن جبکہ قمر کمال نورانیت پر ہو سورہ آل عمران کی  
اس آیت کریمہ کو و اعصموا بحبل اللہ جمیعاً زنا (مفلحون گلاب مشک زعفران  
سے لکھے اپنا اور اپنی والدہ کا نام آخر میں رقم کرے اور پیٹ کر دھونی دیکر  
اپنے پاس محفوظ رکھے انشاء اللہ لوگوں کے دل اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے  
اور دشمن منقاد اور مطیع ہو جائے گا۔

**جذب قلوب کیلئے** | دیگر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے  
کہ جو کوئی سورہ ظہ کی یہ آیت والقیت علیک

مجتہ منی پر مد اومت کرے گا جذب قلوب توجہ نفوس انشاء اللہ اس کو  
حاصل ہوگا۔ (حرز الامان)

سوال۔ پیر کے دن کا ذکر اور اسم خاص کیا ہے؟

جواب۔ ذکر لا الہ الا اللہ و الجلال والا کرام ۵۵ مرتبہ۔ اسم یا رحمن یا رحیم  
۵۵۶ مرتبہ پڑھ کر پھر کوئی عمل شروع کرے۔ بہتر ہے کہ روزہ بھی ہو تو عمل زیادہ توہی  
ہوگا۔ (حرز الامان)

سوال۔ دو شنبہ کا دن کن مہات کے  
لئے خاص ہے۔

جواب۔ چوروں سے حفاظت اور

چوروں سے ڈاکوؤں سے حفاظت  
کا مجرب عمل



ڈاکوؤں کی مدافعت اور دیگر معاملات اور اسباب سفر کی تیاری کے لئے۔

(حرز الامان)

سوال۔ بڑا کرم ڈاکوؤں اور چوروں سے محافظت کے لئے کوئی عمل بتلائیں۔

جواب۔ ابتداء سفر میں سورہ تغابن کی تلاوت کرے انشاء اللہ مال و متاع

چوروں و ڈاکوؤں سے محفوظ رہے گا (حرز الامان)

## منگل

سوال۔ کیا منگل کا روزہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا ہے۔

جواب۔ جی ہاں رکھا ہے۔ اسطور پر کہ ہر مہینہ کے تین روزے جو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم رکھا کرتے تھے کبھی ان کو دوسرے مہینہ میں منگل سے شروع

کر کے جمعرات پر ختم کرتے تھے اور پہلے مہینہ میں ہفتہ سے شروع کر کے پیر کو

ختم فرماتے تھے۔ جمعہ کے روزہ کے متعلق آپ کو اوپر معلوم ہو گیا کہ اکثر آپ جمعہ

کا روزہ رکھتے تھے لہذا ہفتہ کے تمام دنوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے روزہ کی عبادت سے برابر کافیض پہنچایا کوئی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے روزہ سے خالی نہ رہا یہی عدل و انصاف کا تقاضہ تھا کسی دن کو محسروم

نہ رکھا۔ (مرقات۔ اشعۃ اللغات)

## عمل

ناجانز تعلق کے ازالہ کے لئے۔ سوال۔ اس دن کوئی عمل بھی تحریر فرمائیں

جواب۔ اگر ناجانز محبت کسی کے درمیان ہو تو آیہ کریمہ اول لعلی الانسان انا

خلقناہ من نطفۃ فاذا هو خصیم مبین کو سات نمک کی کنکریوں پر دم

کر کے آگ میں جلائے ایک ایک کنکری پر سات سات مرتبہ پڑھے اور  
کہتا جائے کہ فلاں فلاں کے درمیان تفریق کر۔

مگر یہ یاد رہے کہ اگر اس کا استعمال غلط کیا جو از روئے شرع شریف  
جائز نہیں تو رجعت اور سخت نقصان کا اندیشہ ہے۔

سوال۔ اس دن کا ذکر اور اسم سے بھی مطلع فرمائیں۔

جواب۔ ذکر لا الہ الا اللہ القدوس الجبار ۵۵ مرتبہ اور اسم یا مملک یا قدوس

۲۶۵ مرتبہ پڑھ کر عمل شروع کرے۔ روزہ ہو تو اور بھی زیادہ عمل قوی ہوگا۔

(حرز الامان قلمی)

سوال۔ یہ دن کن مہات کے لئے خاص ہے۔

جواب۔ مناظرات علمی کشف حقائق۔ عداوت و ہلاکت و تفریق کے لئے۔

سوال۔ منگل کے دن سلوانے کے لئے نیا کپڑا قطع کرانے کی کیا خاصیت ہے

جواب۔ کپڑا چوری جائے۔ یا آگ لگے۔ یا پانی میں غرق ہو (ضیاء العلویۃ الرحمہ)

### بدہ

سوال۔ کیا بدہ کے روزہ کے بارہ میں بھی کوئی حدیث ہے۔

جواب۔ جی ہاں ہے حضرت مسلم قرظی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ

روزہ رکھنے کے بارہ میں اجازت طلب کی آپ نے فرمایا کہ تمہارے اہل کا

بھی تم پر حق ہے رمضان اور اس کے متصل ریشش عید یا شعبان اور ہر بدہ

اور جمعرات کا روزہ رکھ لیا کرو تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے ہمیشہ روزہ رکھا

(مشکوٰۃ بحوالہ ابی داؤد و ترمذی)

## عمل

قضاے حاجت۔ سوال :- بدہ کے دن کا کوئی عمل ارشاد فرمائیں۔

جواب :- جو شخص بدھ جمعرات جمعہ کا روزہ رکھے اور جمعہ کے دن نماز جمعہ کے سلام کے بعد دس مرتبہ سورہ فاتحہ و سورہ اخلاص پڑھ کر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر پڑھے  
 اللهم اني اسئلك باسمك الاعلى الاعلى الاعلى الاعلى الاعلى الاعلى الاعلى الاعلى الاعلى الاعلى الاعلى  
 الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم الاكسم  
 سے سوال کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی داریں کی حاجتیں پوری فرمائے گا۔ (ابن السنی)  
 سوال :- بدھ کے دن کا ذکر اور اسم خاص بھی مرحمت فرمائیں۔

جواب :- ذکر لا الہ الا اللہ الرحمن الرحیم ۵۵ مرتبہ اور اسم یا علی یا عظیمہ ۱۳۵ آخر  
 پڑھ کر کوئی عمل شروع کرے۔ (حزر الامان قلمی) می باید کہ دو روز عمل روزہ دار بد۔  
 سوال :- بدھ کا دن کن مہات کے لئے خاص ہے۔

جواب :- مجالجات بدنی۔ ادویہ کا تیار کرانا۔ دواؤں کا شروع کرانا۔ بدھ کا دن  
 ستارہ عطارد سے تعلق رکھتا ہے جو بین النحس والسعد مشترک ہے۔ بخت دوستی  
 دشمنی زبان بندی تیغ بندی وغیرہ کے لئے خاص ہے۔

سوال :- براہ کرم ایک عمل زبان بندی کے لئے بھی تحریر فرمائیں۔  
زبان بندی | بعض کی زبان درازی تو بڑی حد تک تکلیف دہ ہوتی ہے۔

جواب :- ایوم نختما رتا (نیصا ون کو گلاب زعفران کے ساتھ بہن کے چمڑے  
 پر لکھیں اس کو جس کے سامنے کریں اسی کی زبان بند ہو جائیگی۔

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو کوئی سورہ قدر کی بہت  
 تلاوت کرے گا اس کی قدر و منزلت بڑھے گی۔ اور انشاء اللہ کسی کی زبان پر

اس کے بارہ میں کوئی کلمات نازیبا نہ آئینگے۔  
 سوال۔ بدہ کے دن نیا کپڑا قطع کرنے کی کیا خاصیت ہے۔  
 جواب۔ اس کپڑے پہننے والے کو ذوق بزمِ محنت و مشقت کے حاصل ہو  
 اور عیش و آرام میں رہے۔ (رضی اللہ عنہما)

## جمعرات

سوال۔ جمعرات کا روزہ کیسا ہے۔  
 جواب۔ مستحب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پیر اور جمعرات  
 کے دن عمل پیش ہوتے ہیں مجھے یہ پسند ہے کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میں  
 روزہ سے ہوں نیز پیر جمعرات کو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے سوائے  
 ان دو شخصوں کے جو آپس میں ایک دوسرے کو چھوڑے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہے کہ ان کو چھوڑو یہاں تک کہ یہ آپس میں صلح کریں۔ ان دونوں میں دیگر  
 طاعات کی بھی کثرت رکھے۔ (جمع الوسائل ملام علی نقاری)

سوال۔ پیر جمعرات کے دن بھی اعمال پیش ہوتے ہیں اور صبح و شام بھی اور  
 شنب براءت اور شنب قدر میں بھی یہ کس طرح پیش ہوتے ہیں اور وجہ کیا ہے۔  
 جواب۔ صبح و شام تفصیل کے ساتھ پیش ہوتے ہیں پھر ایک ہفتہ کے مجموعی طور  
 پر اجمالاً پیر جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور سال کے مجموعی طور پر اجمالاً شنب براءت  
 اور شنب قدر میں ہوتے ہیں یہ تکرار ملائکہ پر اظہار شرف کے لئے ہے۔

(شرح شمائل للمناوی)

سوال۔ جمعرات کے دن کا کوئی عمل بھی بتلائیں۔  
 کثرت پھل کیلئے عمل | جواب۔ جو کوئی جمعرات کو روزہ رکھے پھر افطار

کاسنی پر کر کے نماز مغرب کے بعد آیات کریمہ و لبس الذین آمنوا و عملوا  
 الصالحات رہا، فیہا خالدون۔ کافذ پر لکھ کر وسط باغ میں جو درخت ہو  
 اس پر لٹکا دے پھر اس میں اگر پھل ہوں تو اس کا وزن جو اس کے قریب درخت  
 ہو اس کا پھل کھائے اور تین گھونٹ پانی پی لے تو انشاء اللہ بکثرت پھل  
 آئیں گے مگر شرط یہ ہے کہ آیات لکھتے اور عمل کرتے وقت کسی سے کلام  
 نہ کرے۔ (الدر النظیم ص ۲۳)

معزول معطل | دیگر۔ جو شخص مہینہ کے اول جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے  
 اور شب جمعہ کو سورہ یوسف سوتے وقت بستر خواب پر  
 کے لئے عمل | تلاوت کرے اور اسی سورت کو جمعہ کے دن پھر اور عصر کے

درمیان پڑھ کر آیہ کریمہ وقال الملک اتونی رہا، حسنین لکھے جمعہ کے  
 دن جب افطار کرے تو پھر اس سورت کو پڑھے اور سو بار لا الہ الا اللہ سو بار  
 الحمد للہ سو بار الحمد للہ سو بار سبحان اللہ سو بار استغفر اللہ سو بار درود شریف  
 پڑھے اور سوتے وقت نیکہ کے نیچے رکھ کر سو جائے جب صبح ہو تو نیت درست  
 کرے اور اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ اگر اپنے عہدہ اور منصب پر واپس  
 آگیا تو انشاء اللہ کسی پر ظلم و تعدی نہ کروں گا اس نیت کے بعد نماز فجر پڑھ کر  
 اس تعویذ کو گھر سے باہر سب سے بلند مقام پر لٹکا دے انشاء اللہ بہت  
 جلد اپنے عہدہ اور منصب پر واپس ہوگا۔ (حرز الامان۔ الدر النظیم ص ۲۸)  
 اور اگر جمعرات کے دن سماعت زہرہ یا مشتری یا عطارد میں آیہ کریمہ  
 وان الفضل پیدا اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم کو لکھ کر اس

تعویذ کو کسی نیک بزرگ کے تمیض کے کپڑے میں لپیٹ کر بازو پر باندھے  
تو عمل زیادہ قوی ہو اپنے منصب پر لوٹے اور بحال ہو۔

اور اسی تعویذ کو اگر شادی کا ارادہ رکھنے والے کے بازو  
جلد شادی ہو | میں باندھو تو انشاء اللہ جلد شادی ہو۔ (الدر النظیم ص ۱۶)

سوال۔ جمعرات کا دن کن بہات کے لئے خاص ہے۔

جواب۔ طلب مرادات۔ اکابر و حکام سے قصد حاجات۔ طلب رزق اور  
محبت کے لئے لائق ہے۔

سوال۔ طلب علم کس دن کرنا چاہیے۔

جواب۔ جمعرات۔ جمعہ۔ پیر کو علم طلب کرے اللہ تعالیٰ اس پر آسان کریگا۔  
(شرعۃ الاسلام ص ۱۳)

سوال۔ جمعرات کے دن کا ذکر اور اسم بھی تحریر فرمائیں۔

جواب۔ ذکر لا الہ الاہو ۵۵ مرتبہ اور اسم یا کبیر یا متعال ۳۳ مرتبہ پڑھ کر  
کوئی عمل شروع کیا جاوے می بایر کہ در روز عمل روزہ دار بود۔ روزہ بھی ہو  
تو عمل قوی ہوگا۔ (حرز الامان)

سوال۔ حاکم وغیرہ کے پاس کسی مراد کے لئے جائے تو  
کیا عمل کرے۔

جواب۔ فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الاہو علیہ  
تو کھلت وهو رب العرش العظیم لکھ کر بازو پر باندھ کر

جائے تو انشاء اللہ حاجت روا ہوگی۔ (الدر النظیم)

سوال۔ جمعرات کے دن نیا کپڑا سلوانے کے لئے قطع کرنا کیسا ہے۔

جواب۔ بہت اچھا ہے۔ رزق وسیع ہو۔ علم نصیب ہو۔ (رضیاء القلوب بحوالہ روضہ)

# حکمی و تمیزی روزوں کے بیان میں

سوال۔ حکمی اور تمیزی روزوں کا کیا مطلب ہے۔

جواب۔ اس سے وہ اعمال مراد ہیں جو خود تو روزے نہیں مگر اجر و ثواب میں روزہ کی برابر ہیں۔

سوال۔ وہ اعمال کیا ہیں براہ کرم ان کی تفصیل سے آگاہی فرمائیں۔

جواب۔ وہ اعمال حسب ذیل ہیں۔

(۱) جو شخص چند شرائط کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھے گا اس کو ہر قدم پر ایک ایک سال کے روزہ اور ایک سال کے تہجد کا ثواب ملے گا وہ شرائط حدیث ذیل میں ملاحظہ فرمائے۔

جمعہ کے دن جس نے نہلایا اور خود نہایا اور  
اول وقت نماز جمعہ کے لئے گیا اور اول  
خلبہ کو پایا پیدل چلا سواری پر نہ گیا اور  
امام کے قریب بیٹھ کر غور سے خلبہ کو سنا  
نوحہ بکات سے بچا اس کے لئے ہر قدم پر  
ایک ایک سال کے روزہ اور تہجد کا  
ثواب ہے۔

من غسل یوم الجمعہ و اغتسل  
وبکر و ابتکر و مشی ولم یرکب و  
دنا من الہامہ فاستمع و لم یبلغ  
کان لہ بکل خطوۃ عمل سنۃ  
اجر صیامہا و قیامہا۔

(ابن ماجہ)

نہلانے اپنی عورت کو اس سے مراد یہ ہے کہ بیوی سے صحبت کرے

اور اس کے غسل کا باعث بنے تاکہ نظر راستہ میں نہ چلی رہے یا یہ مراد ہے کہ  
کپڑے یا سر کو خطمی یا صابن وغیرہ سے دھوئے لہ یرکب کی تہجد کا

فائدہ تاکید ہے کہ تمام راہ سیاہ چلے بالکل سوار نہ ہو۔  
 (۲) جو شخص کھانا کھا کر شکر الہی ادا کرے گا اس شکر الہی پر اس کو روزہ  
 کا ثواب عطا ہوگا۔ حدیث میں ہے۔

الطاعم الشاکر بمنزلة الصیام  
 الصابر (لطائف بحوالہ ترمذی)  
 کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والا بھی صبر  
 کرنے والے روزہ دار ہی کی برابر ہے۔  
 پس کھانے سے فارغ ہو کر شکر الہی ادا کرنے کے لئے یہ دعا پڑھو۔  
 الحمد لله الذی اطمعنی هذا الطعام وسرنا قنیه من غیر حولٍ منی  
 ولا قوۃ۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی اس کو پڑھے گا اٹھنے سے پہلے  
 بخشدیا جائے گا۔

(۳) بیوہ اور مسکین کی خدمت کرنے والے کے لئے حدیث  
 میں ہے۔

عالتقایم لا یفتروکھا الصیام  
 لا یفطرھا۔ (مشکوٰۃ)  
 یہ شخص ایسے قایم اللیل کی طرح ہے جو کبھی  
 سست نہیں ہوتا اور مثل اُس روزہ دار  
 کے ہے جو کبھی افطار نہیں کرتا۔

پس بیوہ اور مسکین کی خدمت کرنے والے کو قیام اللیل اور صیام الدہر کا  
 ثواب حاصل ہوتا ہے۔

(۴) اسلامی سرحد کی حفاظت کرنے والے مرابط فی سبیل اللہ کو بھی

شہادت اور ایک ماہ کے روزہ کا ثواب ملتا ہے (شرح الصدور)

(۵) خانہ کعبہ کے دیکھنے والے کو بھی صام و قیام کا ثواب ملتا

ہے حدیث میں ہے۔

بیت اللہ کا دیکھنا عبادت ہے۔

التشراف الی البیت عبادۃ والنظر



الى البيت بمنزلة القايم والنائم  
 بيت اللہ کی طرف نظر کرنے والا بمنزلہ  
 الجنۃ المجاہد فی سبیل اللہ  
 تہجد گزار روزہ دار متوجہ الی اللہ  
 (تفسیر غزیری ص ۲۵۵)  
 مجاہد فی سبیل اللہ کے ہے۔

(۶) اسی طرح عالم کو ایک نظر دیکھنا سال بھر کے روزے اور شب  
 بیداری سے بہتر ہے۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں روزہ  
 دار شب بیدار مجاہد سے عالم افضل ہے۔

کیوں نہ ہو عبادت بندہ کی صفت ہے تو علم حق تعالیٰ کی صفت ہے  
 حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد ہوا۔ اے ابراہیم میں علیم ہوں  
 ہر علم والے کو دوست رکھتا ہوں کیونکہ علم میری صفت ہے جو میری  
 صفت پر ہے وہ میرا محبوب ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

س دیدن دانا عبادت این بود

فتح البواب سعادت این بود

(۷) جو شخص مسلمان کے نکاح میں شریک ہوگا سات سو ایام کے  
 روزہ کے برابر ثواب ملے گا حدیث میں ہے۔

من شهد أملاًک امری مسلم  
 نکاتاً صام یوماً فی سبیل اللہ  
 والیوم سبعاۃ یومہ  
 جو شخص نکاح مسلم میں شریک ہوگا گویا  
 اُس نے فی سبیل اللہ ایک دن کا روزہ  
 رکھا وہ دن سات سو دن کے برابر ہے

(شرعۃ الاسلام ص ۲۳۳)

(۸) حسن خلق پر روزہ کا ثواب ملتا ہے۔

ان المؤمن یدرک بحسن خلقہ درجۃ  
 قائم اللیل وصائم النہار شکوۃ بولہ  
 انحضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیشک مومن حسن خلق  
 کے ذریعہ قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ حاصل کرتا ہے۔

(۹) جو شخص سورہ قدس کی تلاوت کرے گا اس کو رمضان شریف  
کے روزوں اور شب قدس کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

(تفسیر ابی السعود)

۱۳۸۰ھ سنہ تیرہ سو اسی ہجری میں

اللہ تعالیٰ کی مدد اور توفیق سے یہ کتاب درجہ تمامیت کو پہنچی۔  
الحمد لله الذی بنعمتہ تتم الصالحات اللهم تقبلہ منایا ارحم  
الراحمین ہ اللهم صل وسلم علی خیر خلقک محمد والہ واصحابہ اجمعین

مطبوعہ مشہور آفسٹ پرنٹریس

میکوڈ روڈ گرامی

رکاتب محمد شمس الرحمن علی گڑھی

۲۰ اکتوبر ۱۹۶۷ء

